وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ای لیعرفون

التوحید سقوط الرسم عند ظهور الاسم وفناء الاغیار

عند طلوع الانوار وتلاشی الخلائق عند ظهور الحقائق

صحایف عشق عقل افروز و دل دیوانه سوز

چکیدهٔ قلم حقیقت رقم قدوة السالکین زبدة العارفین حضرت پیر جی سید قاسم علیشاه صاحب دهلوی

کلیمی چشتی مد ظله الله علی مفارق الطالبین موسوم باسم تاریخی

حدیث عشق دلریش

١٣٣٦ھ

١٩١٨ء

بغرض افادهٔ طالبان حسب فرمایش مخدوم زادهٔ حضرت سید حامد محمود شاه صاحب کلیمی چشتی مد ظله

جسم همه اشک گشت و چشم بگریست * در عشق تو بی جسم همی باید زیست

از من اثری نماند این عشق از چیست * چون من همه معشوق شدم عاشق کیست

در مطبع [illegible] الاسلام پریس بلدهٔ حیدرآباد باهتمام [illegible] طبع شد
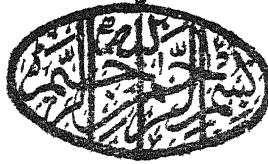
الحمد للہ رب العالمین ۞ تعالیٰ شانہ عما یقولون ۝

اللہ اکبر ایں چہ بزرگی و کبریاست	کاں برتر از احاطت وہم و خیالہاست
معبود لم یزل متعالی ز ابتداء	موجود لایزال منزہ ز انتہاست

والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد المصطفیٰ ۝

محمد آفتاب آفرینش	مہ افلاک معنی چشم بینش
زمین و آسماں در ملت او	دو عالم روزگار دولت او

وعلیٰ آلہ العظام واصحابہ الکرام الیٰ یوم القیام اما بعد عرض خدمت ناظرین یہہ کہ برادرانِ طریقت واہل عقیدت نے خواہش کی کہ مکتوبات چکیدۂ قلم حقیقت رقم زبدۃ العارفین قدوۃ الکاملین پیر جی سید قاسم علی شاہ صاحب کلیمی چشتی دہلوی ادام اللہ برکاتہ جو قبل از یں ۱۳۲۹ھ میں بسعی وافر فاضل اجل مولوی محمد معز اللہ خاں صاحب چشتی رامپوری طبع ہوئے تھے مابعد کے مکتوبات سے ملحق مربوط کر کے ایک مجموعہ علیحدہ مرتب اور طبع کرایا جائے تو طالبانِ مقصد حقیقی کے لئے ترغیب و تحریص و رہبری راہ طریقت کا موجب ہوگا۔ لہذا حسب فرمان حضرت مخدوم زادہ سید حامد محمود شاہ صاحب کلیمی چشتی مدظلہ العالی خادم حضور محرر سطور نے اس مجموعہ کو مرتب کیا۔

واضح ہو کہ بنظر اختصار اس مجموعہ میں وہی مکتوبات درج کئے گئے ہیں جو منبع ہدایت و تعلیم ہیں اور حضرت پیر و مرشد قبلہ مدظلہ العالی کے انتخاب سے ممتاز ہو چکے ہیں قبل از سواد ملفوظات و مکتوبات

یہ مناسب نظر آیا کہ حضرت قبلہ کے حالاتِ زندگی بھی ایک مختصر پیرایہ میں درج کئے جائیں تاکہ ناظرین کو لطف حاصل ہو وہو ہذا۔

حضرت پیرجی کلیمی شاہ صاحب کا اصلی وطن دہلی ہے۔ رمضان ۱۲۷۳ھ میں جب انگریزی فوج نے غدر کیا اور دہلی پر چڑھائی کی آپ کے والدین دہلی چھوڑ کر قصبۂ فرید آباد میں جو دہلی کے قریب ہے آپ کے خالو قاضی سید اولاد علی صاحب مرحوم کے یہاں جا پہنچے اور عرصہ تک وہیں قیام کیا چنانچہ فرید آباد میں ہی بتاریخ ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۷۵ھ آپ نے عالم شہود میں قدم رکھا آپ حضرت شیخ شمس الدین کرویزی رحمۃ اللہ علیہ کے اولاد سے ہیں جنکو سلطان شمس الدین التمش نے ولایت سے طلب کر کے اپنی لڑکی عقد میں دی تھی اُن کے صاحبزادے کا عقد شیخ احمد بجاجی رحمۃ اللہ علیہ خلفِ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رح کی لڑکی سے ہوا حضرت پیرجی کی نانی صاحبہ امامی بیگم مرحومہ اپنے والد کی طرف سے حضرت خواجہ ابو الانوار عثمان ہرونی کی اولاد ہیں اور اپنی والدہ کی طرف سے سلسلہ اُن کا حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادیؒ تک پہنچتا ہے آپ کے نانا حضرت حافظ سید محفوظ علی صاحب شہید برادر خورد مولوی سید محبوب علی صاحب مرحوم اور آپ کے والد مولوی حافظ سید مبارک علی صاحب مرحوم جامعِ شرافت و سیادت و علم و کمال تھے آپ نے اپنے قبیلہ ہی میں پہلے مرتبہ عقد کیا۔ اُس مخدرہ سے دو صاحبزادے عالمِ وجود میں آئے ایک سید محمد احمد صاحب کلیمی رحمۃ اللہ علیہ جنھوں نے عالمِ شباب ہی میں انتقال فرمایا دوسرے مخدوم زادہ سید حامد محمود شاہ صاحب کلیمی چشتی مدظلہ جنکو اپنی والدہ کی طرف سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے اولاد میں سب سے قریب تر واسطہ ہے اسوقت علم ظاہر و باطن سے آراستہ ہو کر سر آرائے مسند خلافت و ارشاد ہیں اور صاحب اولاد ظاہری و باطنی ہیں حضرت پیرجی مدظلہ نے دوسری مرتبہ غیر کفو میں عقد فرمایا جنکے بطن سے دو صاحبزادے ایک سید محمد اکرام صاحب کلیمی جو بفضلہ تعالیٰ بارہ سال کے ہیں اور دوسرے سید محمد اسلم صاحب کلیمی جنکی عمر پانچ سال کی ہے اور دونوں صاحبزادے مشغول تعلیم ہیں علاوہ ان کے دو صاحبزادیاں بھی ہیں جنکا عقد ہو چکا ہے۔

آپ نے بربناء ایماء باطنی ۲۹ سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ ترک وطن فرمایا اور قصبہ میراں پور مرہ میں سکونت اختیار کی جو شاہ جہاں پور کے قریب واقع ہے جسطرح حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے اپنی قدرت وحکمت و اظہار کے لئے ایک درشت طبع قوم میں ظاہر اور مبعوث فرمایا اُس کے مصداق پر حضرت پیرجی مدظلہ کو نزاع پسند باشندگان میراں پور میں سکونت اختیار کرنا پڑا آپ نے ابتداء زمانہ سکونت میں جفا و ہفا خلق بہت برداشت کی ظاہر ہے کہ اللہ تعالی کے علم میں ایک جانب سے آپ کے بعض کمالات معنوی کی ترقی اسی جفا وستم کی برداشت پر موقوف تھی اور دوسری جانب سے اُس نواح کے بعض تشنہ کامان وادی طلب کو آپ کے فیضان صحبت سے سرفراز کرنا بھی مقصود تھا چنانچہ اُس نواح کے بعض حضرات اسوقت صاحب خلافت و دعوت وارشاد ہیں

لڑکپن ہی کے زمانہ سے آپ مشغول تعلیم بھی تھے اور فقرا و مجاذیب کی خدمت میں حاضر بھی ہوا کرتے تھے اور جو وہ بتاتے تھے اُس پر عمل بھی فرماتے - ۱۲ یا ۱۳ برس کی عمر میں آپ اکثر بزرگوں کے مزارات پر حاضر ہوتے تھے جب زیادہ شب گزر جاتی اور گھر کے سب لوگ استراحت فرماتے آپ حضرت سلطان المشائخ رح کے مزار اقدس پر حاضر ہوتے اور قبل از وقت نماز ۶ میل کا فاصلہ طے کر کے اپنے مکان پر واپس ہوتے اور اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ نماز صبح میں شریک ہو جاتے ایک عرصہ دراز تک یہ طرز عمل رہا پندرہ یا سولہ برس کی عمر میں مشغول مجاہدہ سخت ہو چکے تھے نیب کے پتوں میں نمک ڈال کے جو کی روٹی کے ساتھ نوش فرمایا کرتے تھے بالآخر آپ کو اپنے بہنوی حضرت قاضی سید شاہ محمد زبیر جیلانی کی خدمت میں تشفی باطنی حاصل ہوئی جو اپنے وقت کے مقتدائے طریقت تھے خانوادہ چشتیہ میں جنکا سلسلہ حضرت مولانا فخر صاحب رح تک پہنچتا ہے اُنہیں سے آپ کو خلافت واجازت وسند دعوت وارشاد عطا ہوئی آپ کی توجہ سے بالآخر آپ کا سلسلہ اس قدر وسیع ہوا کہ آپ کے خلفاء کے خلفاء اور اُن کے بھی خلفا اس وقت موجود ہیں اور سرگرم تعلیم طریقت ہیں - اہل ارادت وعقیدت کا تو حساب وشمار نہیں -

وضع وقطع آپ کی نہایت سادہ ہے جبہ و دستار عمامہ و تسبیح ازرق واسود سے آپ کو

پرہیز ہے سادہ ملکی لباس زیب بدن فرماتے ہیں آپ کا قول ہے ؎

فقیری بہ سجادہ و دلق نیست	فقیری بجز خدمت خلق نیست

آپ کا ارشاد ہے کہ کسی زمانہ میں لباسِ فقرا مایۂ فخر و ناز تھا اور اب معدن رعونت و دغا و فریب ہو گیا ہے لہذا اس کا ترک اولیٰ ہے۔ اُمور شریعت کے نہایت پابند ہیں اور بدعات سے آپ کو سخت پرہیز ہے اور اپنے متوسلین کو بھی یہی تاکید فرماتے ہیں عجز و انکسار کسر نفسی آپ کا شعار ہے تکلف سے بری ہیں وضعداری کو ترک نہیں فرماتے جس سے جسطرح ملاقات ہوئی عمر بھر اسیطرح ملتے ہیں اگر کوئی ملنے والا وضعداری کو ترک کرے تو ناراض ہوتے ہیں اپنے ملنے والوں میں کوئی ناراض ہو جائے تو اُس سے صفائی در پیشانۂ کرتے میں اقدم فرماتے خطا معاف کر دیں نہایت سخی ہیں زبان اور دل متحد ہوتے ہیں جو بات دل میں ہوتی ہے وہی زبان پر لائی جاتی ہے آپ کا وجود مبارک مایۂ صدق و اخلاص ہے ہر کام میں صدق و اخلاص کو مقدم رکھتے ہیں صاحب فوائد سعدیہ نے لکھا ہے۔ ایں طائفہ را فتوح شدن وقتی درست باشد کہ از ہوائے نفس و تکلف خوردن و پوشیدن بہ کلی بیرون آمدہ بمقام اخلاص کہ نازک ترین مقامہا است ترقی کردہ باشد مدح و ذم یکساں باشد بلکہ در ذم خوشتر باشد ہرچہ گوید از حق گوید و ہرچہ گیرد از حق گیرد و ہرچہ ستاند باحق ستاند چیزیکہ از عالم غیب رسد آں را ذخیرہ نہ گرداند آپ کا بعینہ یہی حال ہے اور اسی طریق پر آپ کا عمل ہے تلخ و شیریں کی آپ کو پرواہ نہیں توحید مرکسے را زیبد کہ از زبان او تلخ و شیریں برخیزد ایسا ہی آپکا حال ہے جسنے نہیں دیکھا ہے وہ دیکھ لے اور تجربہ حاصل کر لے۔

آپ کے سینۂ بے کینہ کو اللہ تعالیٰ نے علم ظاہر و باطن سے مالامال کر دیا ہے بکمالِ انکسار آپ اکثر فرماتے ہیں کہ میں بے علم ہوں نحو و صرف بھی نہیں پڑھی مگر جب اہل علم کے جلسہ میں کسی آیۂ کریمہ یا حدیث شریف کی نسبت گفتگو ہوتی ہے تو آپ ایسے نکات بیان فرماتے ہیں کہ علما متحیر ہو جاتے ہیں۔

بیعت لینے میں آپ نہایت منکسر ہیں حضرت شیخ رح کے نام پر سلسلۂ اسماء کو ختم کر دیتے ہیں۔

طالب کی حالت خلاف شرع ہو تو

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں | گفتہ آید در حدیث دیگراں

پر عمل فرماتے ہیں تنبیہ و تادیب کا طریقہ نہایت خوش اسلوب ہوتا ہے قصص و حکایات میں
مضمون ادا کر جاتے ہیں ... فرماتے ہیں کہ اللہ کا نام بتایا گیا ہے اگر عمل کرے تو وہ جملہ مکروہات
پر غالب آجائیگا چنانچہ اکثروں نے اشغال باطلہ کو ترک کر دیا اور اُن کا راز فاش بھی نہیں ہوا
آپ بفضلہ تعالیٰ مشرف القلوب ہیں۔ دلی خیالات و خطرات سے واقف ہوتے ہیں اُنکے
ظاہر کرنے میں جلدی نہیں فرماتے تربیت و تعلیم مریدین میں ایک عرصہ کے بعد کسی دوسرے پیرایہ میں
اُن خطرات باطلہ سے اُن کو آگاہ فرماتے ہیں تاکہ راہ راست سے وہ برگشتہ نہ ہو جائیں تعلیم و تربیت

راہ طریقت میں نہایت سختی نہیں ہے

جسکو مے دے اُسے دل کھول کے سیراب کیا | تیری بخشی کا نہیں ہے کوئی شاکی ساقی

اکثر فرماتے ہیں کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ برسوں میں ایک ایک بات بتائی جاتی تھی عمریں
قصیر ہیں اور طلب محدود ہی سچا طالب مل جائے تو اُس کو اپنی نسبت سے مستفید فرمانے میں
حریص ہوتے ہیں اور اپنے خلفاء کو جو صاحب سلسلہ ہیں اکثر تاکید فرماتے ہیں کہ سچا اور دردمند طالب
مل جائے تو اُس کی تربیت و پرورش میں کوتاہی نہ کرو ممکن ہے کہ کل کسی طالب دردمند کی بدولت
تمہارا اور میرا منہ اُجالا ہو جائے آپ کی تعلیم توحید ہی تشبیہ مع التنزیہ و تنزیہ مع التشبیہ میں ہر آن ڈوبے
ہوئے رہتے ہیں مشرب آپ کا ہو الکل اور نسبت آپکی عشقیہ ہے مظاہر صوری سے آپکو ایک قوی
تعلق ہے جو نہایت ہی بے لوث ہے اس کی وجہ خاص یہ ہے کہ آپ کی عمر پندرہ یا سولہ برس کی تھی
پانی پت شریف میں حاضر ہوئے تھے حضرت بو علی شاہ قلندر پانی پتی نے آپ سے عالم باطن میں
بیعت لی اور اپنی نسبت سے مستفیض فرماکے ارشاد فرمایا کہ اسکو خواب و خیال نہ سمجھنا بطریق اویسیت
آپ سے بیعت لی ہے اور ہماری نسبت کی نگہداشت واجبی ہے چنانچہ وہ نسبت ہر دم ترقی پر ہے مظاہر صوری
میں جمال معنوی کے مشاہدہ کی نسبت حضرت سید محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہٗ کا قول ہے کہ ایں عالمے دیگر است

نمی دانم کہ کرا دست دہد چندیں کس را دیدہ ام اما حضرت بو علی شاہ قلندر مردے دگراست ہر کہ نظرش برا و افتاد بجوف دریں وادی قدم نہاد آپ کی نظر میں ایک عجیب و غریب قوت ہے جسکو چاہتے ہیں ایک ہی نظر میں سرفراز فرماتے ہیں یہ دوسری بات ہے کہ اس نظر کا اثر بعضوں پر بدیر بعض قلوب پر جلد ہوتا ہے جو اہل طلب کے حوصلہ و ظرف پر موقوف ہے مگر وہ نظر رائگاں نہیں جاتی رفتہ رفتہ طالب کے دل میں ایک مشعل روشن ہوتا ہے جو قیامت کے دن بھی بجھنے والا نہیں

آپ کا قول ہے کہ جس بیعت سے کوئی فائدہ ہی نہ ہو وہ بیعت ہی نہیں مسئلہ فقہ کے بموجب جبتک تقابض البدلین نہو بیعت صحیح نہیں ہوتی باوجود بعد مسافت اپنے متوسلین کو ایک عجیب طریقہ سے تربیت فرماتے ہیں خطوط لکھتے ہیں جن میں قصص و حکایات میں مسائل تصوف ہوتے ہیں اُسکا جواب طلب کرتے ہیں جواب سے ظاہر ہوجاتا ہے کہ اُس نے کچھ عمل بھی کیا یا نہیں اور پھر اس کے حوصلے کیموافق اُس کو ترقی دیجاتی ہے آپکا ارشاد ہے کہ جو ٹوٹ کے ہم سے ملتا ہے وہ جلد کامیاب ہوتا ہے۔ جب تلین اپنی اصل سے ٹوٹکر مونیا چنبیلی سے جا ملتی ہیں تو پھولوں کی خوشبو سے مالامال ہوجاتی ہیں یہاں تک کہ جب تیل نکالا جاتا ہے تو اُس کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے

گلی خوشبوئے در حمام روزے
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
بہ گفتا من گل ناچیز بودم
جمال ہمنشیں در من اثر کرد

رسید از دست محبوبی بدستم
کہ از بوئے دلاویز تو مستم
ولیکن مدتے با گل نشستم
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

غرور و تکبر و مشیخت سے آپ کو سخت نفرت ہے اپنی اولاد اور خلفاء کو اسکی سخت تاکید فرماتے ہیں کہ یہ حجاب نہایت سخت ہوتا ہے نماز و روزہ ذکر و شغل کا مقصود یہ ہے کہ شکستگی نفس پیدا ہو جب یہ نہ ہو تو کچھ نہ ہوا پیرزادگی سجادگی کا خیال تک پاس نہ آنے پائے یہ مانع ترقی مدارج ہوتا ہے۔

گر تو خواہی کہ سر صحبت ایشاں گیری
خاک پائے ہمہ شو تا کہ بیابی مقصود

سینکڑوں نے دیکھا ہے کہ تعمیر مسجد و خانقاہ ہو رہی ہے راج مزدور کو مٹی اور اینٹ پہنچانیں آپ

بھی شریک ہیں جو کچھ آپ کا کام ہوتا ہے وہ اخلاص و محبت سے بھرا ہوتا ہے۔

آپ مولع بسماع ہیں صاحب ذوق و شوق و سکر حال ہیں آپ کا وجد و حال سماع ہی پر موقوف نہیں ہے آپ کی زبان پر کلماتِ ذوق و شوق ہمیشہ جاری رہتے ہیں مصداق لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ ہے آپ پر عالم جذبہ غالب ہوتا ہے اور چند سے سر آپ نے وساوس سے تمکین ہوتے ہیں آداب سماع کے سخت پابند ہیں مجلس میں حتی الامکان آداب سماع پیش نظر رکھتے ہیں غزلیں بطریق تحویل ... فرماتے ہیں اور مجلس میں بلا تفرقہ آداب اگر کوئی سچا طالب قریب ہو تو اشعار کی معنی اس کے کان میں آہستہ بیان فرما دیتے ہیں جو بطریق ورود قلبی آپ پر منکشف ہوتے ہیں۔

آپ کی عقیدت و محبت و اخلاص کا حال قابل دید ہے آپ سفر حجاز کو نکلے احمد آباد میں حضرت محمود میاں صاحب گجراتی رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے چونکہ وہ پیرزادہ تھے جسقدر خرچ سفر آپ کے پاس تھا آپ نے ان کی خدمت میں نذر کر دیا۔ آپ دست افشاں وہاں سے چلے مگر اللہ تعالی نے آپ کے سب کام پورے کرئیے ایک بندۂ خدا اچانک پہنچا جو تمام اخراجات کا کفیل ہو گیا۔ مکہ معظمہ میں جب قافلہ مدینہ منورہ کو جانے کے لئے تیار ہوتا آپ بیمار ہو جاتے متواتر یہی حالت پیش آئی آخر بارگاہِ رسالت سے ایسا کرم ہوا کہ تو بس ہے ہندوستان واپس ہوئے اس واقعہ کی صراحت یہاں نہیں ہو سکتی علالت کے زمانہ میں داروغۂ رباط ایک دہلوی شخص تھا جو آپ کی خدمت کرتا تھا اور اکثر عربوں کی اور اہل مکہ کی شکایت کرتا آپ فرماتے ہیں کہ مرض کی تکلیف سے زیادہ اس کی شکایت بری معلوم ہوتی تھی اسکو آپ نے بارہا منع کیا کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم عربی النسل تھے تم عربوں کی شکایت مت کرو مگر وہ نہیں مانتا تھا۔ غرض وہ خود بیمار ہو گیا اور چند ہی روز میں اسکا آخری وقت آن پہنچا اور احتضار کی حالت میں چلاتا تھا کہ میر صاحب مجھے مکے سے نکالدیا ہے وہیں لیجلیے اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ آپ کی محبت و عقیدت کا ادنیٰ نمونہ ہے کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی چار زانو نہیں بیٹھے آپ ہمیشہ دو زانو نشست فرماتے ہیں۔

سور المؤمنین شفاء پر آپ کا ایسا مضبوط اعتقاد ہے کہ حالتِ بخار میں آپ نے حاضرین سے

پانی چھوٹا کرواکے استعمال کیا بخار اتر گیا صحت حاصل ہوئی وَیخرج مِن بُطُونِھا شراب مختلف
الوانہٗ فیہِ شِفاء للناس پر آپ کا وہ عقیدہ ہے کہ مرض طاعون میں ایک مریض کو آپ نے شہد
میں پانی شامل کرکے عنایت کیا مریض رات بھر پیاس کی شدت میں اسی کا استعمال کرتا رہا
دوسرے ہی دن اس کو آرام ہوگیا بنا بر رسم و عادات اہل غرض حاضر ہوکے التماس دعا کرتے ہیں
آپ اکثر ارشاد فرماتے کہ مجھکو دعا کرنا نہیں آتا درحقیقت جب کسی کے پر درد حالات سے آپ کے
دل کو صدمہ پہنچتا ہے تو اس کا کام ضرور ہوکر رہتا ہے شکایت تنگی رزق و آفات و صدمات سے
ناراض ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں الظانین باللہ ظن السوء علیھم دائرۃ السوء
اور کبھی فرماتے ہیں کہ ہتھیار ڈال دو تو دشمن جان دوست بنجاتا ہے ہمارے مالک ہمارے آقائے
حقیقی نے جو ماں اور باپ سے بھی زیادہ کرم کرنیوالا ہے ہمارے لئے یہی تکلیف مناسب سمجھی ہے
اُس کے مقابل میں ہتھیار ڈال دو تو وہ ضرور کرم فرمائیگا اکثر مریدوں نے شدت مرض یا تکلیف
کی حالت میں آپ کو بچشم باطن اور بعضوں نے بچشم ظاہر دیکھا ہے اُن کی تکلیف رفع ہوگئی
اور صحت حاصل ہوگئی بعضوں نے عالم احتضار میں آپ کو دیکھا ہے اور اسی وید میں انتقال
کیا ہے ہر حالت میں امداد کیلئے مستعد رہتے ہیں بوجہ اختصار کے تفصیل اسماء و اوقات کیساتھ
اِن واقعات کا یہاں ذکر نہیں کیا گیا مگر جو واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ خرق عادات میں
داخل ہیں غرض آپ کی ذات منبع فیض و برکات ہے حضرت شاد:

تجھے سمجھے گا کیا کوئی کہ تو تصویر قدرت ہے
تماشا ہے دو عالم کے لئے بس تیری صورت ہے

آپ کے مکان پر پیرانِ عظام کا سالانہ عرس ہوتا ہے آپ نہایت خلوص و محبت سے
عرس شریف کرتے ہیں۔ ہندوستان۔ بنگال۔ بہار۔ پنجاب۔ پشاور۔ دکن۔ مارواڑ غرض بہت سے
مرید و معتقد جمع ہوتے ہیں ہر ملک کے لوگوں کیلئے اُن کی خواہش کی اشیاء فراہم کرتے ہیں خانقاہ
کلیمیہ کے اطراف مہمانان عرس شریف کیلئے متعدد مکانات بنے ہوئے ہیں ہر حصہ مکانات کیلئے
طہارت خانہ و گرمابہ علیحدہ بنا ہوا ہے مسافروں و مہمانوں کی خبر گیری میں آپ اور آپ کے

اور خلفاء خاص مصروف رہتے ہیں مہمانوں کی تعداد ختم ایام عرس کے قریب سینکڑوں سے گزر جاتی ہے۔ سب کو بڑے اہتمام کے ساتھ کھانا کھلایا جاتا ہے نذر و نیاز کا تمام روپیہ عرس شریف میں صرف ہو جاتا ہے اور آپ مقروض ہو جاتے ہیں اور یہاں تک کہ تمام سال اُس قرضہ کی ادائی میں ہمہ تن مصروف ہو جاتے اور خانگی اخراجات میں تخفیف فرما دیتے ہیں۔

بعض علماء نے آپ کے دستِ مبارک پر بوجوہِ خاص بیعت کی ہے۔ مولوی محمد معز اللہ خانصاحب رامپوری چشتی آپ سے بد اعتقاد تھے اور اکثر آپ پر سخت سخت اعتراض کرتے اور آپ ہنسی ہنسی میں ایسے جوابات دیتے کہ باوجود تبحر علمی مولوی صاحب دنگ رہ جاتے ایک مرتبہ مجلس سماع گرم تھی مولوی صاحب شریک ہوئے آپ کے مریدین کو دیکھا کہ مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہے ہیں دل ہی دل میں دعا کی کہ الٰہی تو ہی اپنے طرف وسیلۂ ہدایت مہیا کرنیوالا ہے اگر اس بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرنے میں میری رہبری ہے تو میری رہبری فرما۔ اس کے بعد انھوں نے خواب دیکھا کہ ایک مجلس منعقد ہے آپ تشریف فرما ہیں مجلس ختم ہوئی مولوی صاحب نے اپنے مکان کا قصد فرمایا راستہ نظر نہیں آتا تھا رات نہایت تاریک تھی۔ آپ نے آواز دی کہ مولوی صاحب شب تاریک ہے اور راستہ پرخطر ہے میں تمھیں گھر پہنچائے دیتا ہوں چنانچہ آپ کے ساتھ ایک قندیل روشن تھی آپ نے مولوی صاحب کو اُس قندیل کی روشنی میں منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد مولوی صاحب موصوف حاضر ہو کے بیعت ہوئے اور اب صاحب خلافت و اجازت ہیں مولوی الٰہی بخش صاحب عرفان رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ماذون خاندانِ نقشبندیہ تھے اپنے پیر کی اجازت سے حاضر بارگاہ حضرت سلطان الہند غریب نواز رضی اللہ ہوئے اور خواہش یہ تھی کہ چشتیہ خاندان میں بھی کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کر لوں۔ دو مرتبہ ارشاد ہوا کہ تم میراں پور کڑہ جاؤ اور پیرجی کے ہاتھ پر بیعت کرلو مولوی صاحب نے چنداں خیال نہیں کیا۔ تیسری مرتبہ وہی حکم اور یہ ارشاد ہوا کہ وہ مجھ میں ہیں اور میں اُن میں ہوں۔ مولوی صاحب اُسی دم اجمیر سے میراں پور پہنچے بیعت کی عرصہ تک حاضر خدمت رہکر خلافت و اجازت حاصل کی ان کا سلسلہ بہت وسیع ہوا اُن کے خلفاء موجود ہیں

مولوی محمد امین ساکن شہر عرفہ۔ ملک شام سے ایام حج میں ملاقات ہوئی مولوی صاحب نے سوال کیا آپ شیخ ہند ہو تو بتاؤ روح انسانی و حیوانی میں کیا فرق ہے آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ جس کیلئے تم پوچھتے پھرتے ہو۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میں نے اکثر فقراء و علماء سے پوچھا کسی نے نہیں بتایا آپ نے فرمایا اب دن کے تین بجے کا وقت ہے آپ اور ہم سایہ میں کھڑے ہیں یہ کسطرح کہہ سکتے ہو کہ یہاں پر آفتاب موجود ہے۔ انھوں نے کہا کہ بس میں سمجھ گیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت و اجازت حاصل کی آپ نے تشریحاً ارشاد فرمایا کہ آفتاب حسی اور دھوپ اور چھاؤں میں جو فرق ہے وہی آفتاب حقیقی اور روح انسانی اور روح حیوانی میں فرق ہے۔

اسمائے گرامی [illegible]

(۱) صاحبزادہ حضرت سید حاجی محمود شاہ صاحب کلیمی چشتی مدظلہ۔
(۲) مولانا شیخ احمد جی صاحب چشتی ساکن کابل تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ
(۳) شاہ محی خان صاحب چشتی ساکن کوہ گنگر ضلع ہزارہ۔
(۴) شاہ محمد عباس علیخان صاحب چشتی۔ رئیس جلال آباد ضلع شاہجہان پور
(۵) سید محبوب شاہ صاحب چشتی ساکن بالی ضلع اٹک۔
(۶) مولانا محمد امین صاحب چشتی ساکن عرفہ ملک شام۔
(۷) مولانا سید نادر الدین صاحب مرحوم ساکن درہ کاگان پروفیسر دار العلوم حیدرآباد۔
(۸) مولوی محمد امین صاحب چشتی ایبٹ آباد۔ مانسہرہ۔
(۹) صاحبزادہ محمد عبدالعزیز خاں صاحب جمالی چشتی مرحوم رامپوری۔
(۱۰) حافظ سید محمد اسمٰعیل صاحب چشتی دہلوی۔
(۱۱) مولوی شاہ الٰہی بخش صاحب عرفان چشتی مرحوم حیدرآبادی۔

(۱۲) حاجی کالے لال محمد صاحب مختار چشتی بنگالی۔

(۱۳) مولوی میرزا عبدالرشید صاحب چشتی۔ حیدرآبادی۔

(۱۴) مولوی محمد بخش صاحب لائی پوری ممالک متوسط۔

(۱۵) ناصر بن عطاف صاحب یافعی چشتی حیدرآبادی۔

یہ وہ اخوان طریقت ہیں کہ جنکو حضرت قبلہ نے اجازت دی ہے اور جن حضرات کو خلفا نے یا خلفا کے خلفا نے اجازت دی ہے اُن کا شمار نہیں۔

ارشادات مبارکہ

ایک جلسہ میں بہت سے صوفی با صفا بھی تشریف رکھتے تھے پیری مریدی کا ذکر چھڑا ایک صوفی صافی نے مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ آیت کریمہ یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ بیعت کا کافی ثبوت ہے۔

میں نے صوفی صاحب سے عرض کیا کہ مفسرین نے وسیلے سے مراد اعمال صالحہ لکھے ہیں پھر اس سے بیعت و پیر طریقت کا ثبوت کیونکر ہو سکتا ہے۔ وہ ساکت ہوگئے۔ حضرت پیر و مرشد نے فرمایا کہ مولوی صاحب اعمال صالحہ تو (واتقوا) میں داخل ہیں پھر وسیلہ سے مراد اعمال صالحہ کیونکر ہو سکتے ہیں بلکہ (آمنوا) سے عقاید اور (واتقوا) سے اعمال صالحہ کا ذکر آچکا۔ پس وسیلہ سے مراد راہبر ہے یعنی پیر طریقت جو تقرب الی اللہ کا وسیلہ ہے خداوند کریم حکم دیتا ہے کہ وسیلہ تلاش کرو جو تم کو راہ راست پر چلا کر مجھ تک پہنچائے اس سے بڑھکر بیعت طریقت کا ثبوت کیا ہو سکتا ہے پس تلاش رہبر تم پر فرض و واجب ہوئی۔ حضور کی یہ تقریر سنکر مولوی معز اللہ خانصاحب نے تفاسیر کی ورق گردانی شروع کی تفسیر روح البیان کو دیکھا تو بعینہ یہی مضمون اُس میں بھی درج پایا۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ کہ میرا خیال تفسیر کے مطابق ہوا۔

مولوی صاحب موصوف ناقل ہیں کہ ایک دفعہ جلسہ سماع میں میں نے عرض کی کہ حضور کوئی نعت کی غزل گوائی جاوے حضور نے

قوال سے فرمایا کہ کوئی نعت ہی کی غزل گاؤ قوال نے یہ غزل شروع کی ۔

اَشْرَقَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا

حضور نے فرمایا کہ یہ غزل تو نعتیہ نہیں ہے اس کا مضمون تو یہ ہے کہ جب حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کا پُتلا خاکی بنکر تیار ہوا اور اس میں روح جلوہ افروز ہوئی تو آپ نے فرمایا اشرق البدر علینا یہ کلام آدم علیہ السلام کی زبان سے سننا چاہیئے پھر عرض کی کہ حضور۔

وَاخْتَفَتْ مِنْہُ الْبُدُوْرُ

کے کیا معنی ہوں گے ۔ فرمایا اس کے معنی تو ظاہر ہیں یعنی ملائکہ تو سربسجود ہو گئے ۔ الغرض جو شعر پڑھا جاتا تھا اسکو توحید کی جانب لیجاتے ۔

ایک مرتبہ خدا سے دُعا مانگنے کا تذکرہ آیا ارشاد ہوا کہ ایک غلام جاڑے کی سبب سے سسکتا ہوا اپنے آقا کے ساتھ برہنہ جا رہا تھا اور آقا کے پاس ہر قسم کا لباس سرمائی موجود تھا لوگوں نے غلام سے کہا کہ تو اپنے آقا سے کیوں نہیں کہتا کہ تجھکو جاڑے کا لباس دے ۔ غلام نے جواب دیا کہ میں تو ہر وقت ان کے پیش نظر رہتا ہوں کیا وہ خود نہیں دیکھتے کہ میں برہنہ ہوں نہ دینے میں کچھ حکمت ہوگی جو ان کو معلوم ہے مجھکو معلوم نہیں پھر میں نے عرض کی کہ حق سبحانہ تو فرماتا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ارشاد فرمایا کہ یہ فرمان حق بیشک درست ہے مگر صرف زبانی دُعا بلا حضور قلب بے سود ہے جیسا کہ ارشاد نبوی سے ظاہر ہے ۔ لَا صَلوٰۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ مقصود ہر دعا و ذکر سے حضوری قلب ہی دل سے اُس کی طرف مخاطب ہو کر اس کے انعام و اکرام کا اُمیدوار رہنا چاہیئے لَا تَیْاَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ کے حکم کی تعمیل کرنا چاہیئے ۔

ایک جلسہ میں توحید اور فنا کا ذکر چھڑا حضور سے عرض کی کہ انسان پر کیونکر ایسی حالت طاری ہو سکتی ہے کہ وہ ایسا خود فراموش ہو جائے کہ اسکو اپنی ہستی کی خبر نہ رہے اور نہ اسکی ہستی باقی رہے ارشاد ہوا کہ تم کو یہ حدیث یاد نہیں یتقرب العبد الا با النوافل حتی اکون سمعہ الذی یسمع بہ و یدہ الذی یبطش بہا الخ جس سے واضح ہے

کہ عبد کے قویٰ اس کے ہو جاتے ہیں کیا حضور سرورِ عالم نے یہ نہیں فرمایا لی مع اللہ وقت لا یسعنی ملک مقرب ولا نبی مرسل - نیز یہ حدیث جو بزرگانِ دین کی تالیفات میں مروی ہے کہ ایک وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سرورِ عالم ﷺ کو آواز دی حضورِ انور نے فرمایا۔ کون - عرض کی کہ میں ہوں عائشہ فرمایا کون عائشہ عرض کی کہ ابوبکر کی بیٹی - فرمایا کون ابوبکر - عرض کی یارِ غار رسول اللہ فرمایا کون رسول اللہ یہ سنتے ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھر تھرا کر بیٹھ گئیں یہ وہی مقام ہے جس میں منصور نے انا الحق کہا اور یہی مقام حق الیقین ہے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ سے بھی یہی مراد ہے یعنی جب تک حق الیقین حاصل نہ ہو انسان پر عبادت فرض ہے اور اس مقام میں عابد و معبود کہاں تا کہ وہ عبادت کرے ہاں اس حالت کو چونکہ دوام و استمرار اس عالم میں نہیں رہتا لہٰذا جب یہ حالت فرو ہو جاتی ہے تو عبادت فرض ہو جاتی ہے اور قضا لازم آتی ہے کیا خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى کیونکہ کیسا ہی سُکر کیوں نہ ہو تکلیف شرعی کا رافع ہے کیا حدیث شریف میں یہ نہیں آیا کہ سوتے ہوئے کو نماز کیلئے نہ اٹھاؤ گو غفلت کی نوعیت دوسری ہی کیوں نہ ہو مگر حقیقت دونوں کی اور خواص و آثار ایک ہی ہیں مثلاً قطرۂ آب دریا میں ملکر دریا ہونیکا دعویٰ کرے تو وہ دعویٰ دریا ہی کا سمجھا جائیگا پھر اپنی اصلی حالت پر آجائے تو اس کی وہ حالت سابق قایم رہے گی۔ ہرگز نہیں قطرہ قطرہ ہی ہوگا اور دریا دریا اسی لحاظ سے کہا گیا ہے۔ ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد۔ لہٰذا مقامِ عبودیت کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے کیونکہ یہی نامتناہی مدارج فنا بقا کی ترقی کا موجب ہے غور کرو جب سردارِ دو عالم کو خداوندِ کریم سے یہ ارشاد ہوا کہ ہم نے تیرے سارے اگلے پچھلے گناہ بخش دئے تو صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اب کیوں آپ عبادت کرتے ہیں تو جواباً یہ ارشاد ہوا کہ اَلَسْتُ عَبْدًا شَكُوْرًا کیا میں بندۂ شکر گزار نہیں ہوں اس وقت کیا خوب مثل یاد آئی کہ ایک شخص ریگ چھان رہا تھا کسی بادشاہ کا اس پر گذر ہوا اس نے اس کی

حالت پر رحم کھاکر لعل ریگ میں پھینکدیا اس طرح سے کہ اس کو معلوم نہ ہو کہ کہاں سے آیا ریگ چھانتے چھانتے اس کو لعل ہاتھ لگا لیکر خوش خوش گھر کو گیا پھر آکر ریگ چھاننے لگا۔ اتفاقاً پھر اس پر شاہ کا گذر ہوا تو اس سے سوال کیا گیا کہ تجھے لعل نہیں ملا۔ کہا۔ ملا تو ہے۔ پھر اس سے کہا گیا کہ اب کیوں ریگ چھانتا ہے۔ تو اس نے کیا خوب جواب دیا کہ ریگ ہی کے چھاننے سے تو لعل ملا۔ ریگ نہ چھانوں تو اور کیا کروں۔ عبادت ہی وہ شئی ہے کہ عرش سے اوپر لیجاتی ہے اور خدا سے ملاتی ہے بشرطیکہ خلوص دل سے ہو جیسا کہ ارشادِ باری سے ظاہر ہے اللّٰہُ ینظرُ الیٰ قلوبِکُم ولا الیٰ اعمالکُم۔

ایک جلسہ میں جس میں چند مستند طلبا بھی بیٹھے تھے باہم اس آیۃ کریمہ قُلِ الرُّوحُ مِن اَمرِ رَبّی کے معنی میں بحث ہونے لگی۔ ارشاد ہوا کہ اس آیتِ کریمہ کے مخاطب کفار ہیں جنھوں نے سرورِ دوعالم سے یہ سوال کیا تھا کہ روح کیا شئے ہے اور جواب مخاطب کی عقل کے موافق ہوا کرتا ہے تکلموا الناس علیٰ قدرِ عقولِہِم اور کفار تو جسمانی حالت میں منہمک تھے ان کی نظر محسوسات پر محدود تھی اور روح جس کا انھوں نے سوال کیا تھا روحانی چیز اور عالمِ مجردات سے تھی جس کی وجہ سے یہ ارشاد ہوا کہ یا رسول اللہ ان سے کہدو کہ روح امرِ رب یعنی عالمِ مجردات سے ہے جس کو اسوقت تم نہیں جان سکتے جب عالمِ حس سے تمھاری نظر چھوٹکر عالمِ روحانی اور معقولات و مجردات تک پہنچے اور عین الیقین اور حق الیقین کا مقام حاصل ہو گا جو علم الیقین اور ایمان بالغیب پر موقوف ہے تب تم حقیقتِ روح کو سمجھوگے کہ وہ کیا شئے ہو اور کیا نہیں ہے۔ اصل مقصود اس آیت کے نزول سے علمِ روحی کی نفی کفار سے ہے۔ نہ اولیاء و عرفا سے چہ جائیکہ سرورِ دوعالم سے مولوی صاحب مِن اَمرِ رَبّی کے من بعضہ اور نفختُ فیہِ مِن رُوحی کے من و یائے متکلم پر تو ذرا نظر ڈالئے اور نیز اس ارشاد پر خَلَقَ اللّٰہُ آدمَ علیٰ صُورَتِہٖ آپ عالم ہیں خود سمجھ جائیں گے۔

ایک دفعہ ایک ہندو کا لڑکا نہایت حسین اچانک مجلس میں آگیا۔ حضور نے دریافت فرمایا

تیرا کیا نام ہے اس نے کہا ہر سروپ آپ نے فرمایا قوالی تو یہیں ہو گئی اور میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا مولانا خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ حضور کے اس ارشاد پر یارانِ طریقت کو وجد ہو گیا اور بہت دیر تک سب پر حالت طاری رہی۔

جلسۂ سماع میں ایک بار کا ذکر ہے قوال نے یہ شعر پڑھا۔

دردم از یار است و درماں نیز ہم	دِل فدائے او شد و جاں نیز ہم

فوراً میرے دل پر ایک بیخودی کی حالت طاری ہو گئی اور حضور پر تسابق ہوئے اُٹھا جس کے دِل میں خیالِ حق ترقی پر تھا اِس وقت حضور نے یہ آیت پڑھی تعالیٰ شانہٗ عما یقولون فوراً میرے دل میں خیال آیا کہ حضور نے یہ آیت میرے اس ترقی کرنیوالے خیال کی بابت پڑھی ہے

ایک دفعہ اسرارِ عبادت واحکامِ الٰہی کے متعلق ذکر ہوا۔ فرمایا کہ عبادات وشرعی احکام کی مقبولیت کا اصل خلوص ومحبت ہے خداوندکریم نے ہماری محبت وخلوص کے جانچنے کے لئے یہ احکام مثلاً نماز۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ۔ اُتارے ہیں خداوندکریم نے گویا ہم کو جتلایا کہ ہم دیکھیں تو کہ تم ہمارے کیسے محب ہو نماز کی تکلیف تو برداشت کرو۔ رکوع وقیام۔ قعود وسجدہ تو کرو مال تم کو بہت پیارا ہے زکوٰۃ تو دو۔ ہمارے لئے فاقہ تو کرو۔ روزہ رکھو۔ ہم کھاتے پیتے نہیں ہیں۔ چند روز تم بھی مت کھاؤ پیو اور اس کے ساتھ کسی پر غصہ غضب اور غیبت مت کرو اور بیت اللہ کا طواف تو کرو جس میں مال وجان دونوں کی تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ دیکھیں تو تم اس میں صبر کرتے ہو یا جزع فزع کرتے ہو اگر تم یہ کل اُمور بلا کسی رو ورعایت اور اُمید فائدہ کے محض اس خیال سے کہ ہمارے مالک کا حکم ہے۔ کئے جاؤ گے اور ثابت قدم رہو گے تو سمجھ لیں گے کہ تم ہمارے سچے دوست ہو ورنہ تمہارے اس نماز وروزہ اور حج اور زکوٰۃ و طواف سے ہم کو کوئی فائدہ نہیں۔ احکامِ شرعیہ کے نزول سے اصل غرض یہی ہے ورنہ اللّٰہُ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ ہے اس مضمون کو یہ آیت کریمہ بھی ثابت کرتی ہے وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ ضرور میں تمہاری آزمائش کروں گا

خوف بھوک ۔ اور کمی مال سے اور نیز یہ ارشاد باری بھی اسی کا مظہر ہے لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۔ اس لئے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے تاکہ ہم جانچیں کہ تم میں سے کون کون نیک کام کرنیوالا ہے ایک دفعہ شکر کا ذکر آیا ۔ فرمایا کہ واشکرلی میں جو لفظ شکر واقع ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ زبان سے شکر شکر پکارے جاؤ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے آقا و مولا کی کسی سے شکایت نہ کرو بلکہ انعام و اکرام کا اظہار کرو جیسا کہ یہ ارشاد باری مظہر ہے وَ اَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ خدا کی نعمتوں کو ظاہر کرو ۔

ایک دفعہ توکل کا ذکر آیا ۔ کہ خدا پر بھروسہ کیونکر اور کیسا ہونا چاہیئے فرمایا کہ مثلاً اگر کوئی ارفی شخص مثل کنجڑہ وغیرہ کے تمہاری دعوت کر دے تو تم کو اس کا پورا اعتماد ہوگا بلکہ گھر والوں کو بھی یقین ہوگا کہ آج مولوی صاحب کنجڑے کے یہاں کھائیں گے ۔ ان کیلئے کچھ بھی فکر کرنیکی ضرورت نہیں خداوند کریم جو رزاق مطلق ہی تاکید فرماتا ہے ۔ تم کہیں ہو میں رزق پہنچاؤنگا اور تم کو خدا کے اس ارشاد پر اطمینان نہیں کنجڑے کے قول سے بھی خدا کے قول کو کمتر خیال کرتے ہو سبب یہ ہے کہ جب تک انسان اپنے آپ کو نہیں پہچانتا تو خدا کو نہیں پہچانتا اس کے خیالات ڈانواں ڈول رہتے ہیں ۔ اور جب پہچان لیتا ہے تو اس کے سارے اوصاف و اقوال و افعال پر اس کو ایقان و اطمینان پورا ہو جاتا ہے ۔ پھر وہ بجز خدا کے اور کسی کا دست نگر نہیں رہتا ہے ۔

ایک دفعہ خشوع و خضوع کا ذکر آیا ۔ فرمایا کہ ایک شب جناب باری نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ دنیا میں جا کر دیکھو کہ کوئی ہم کو بھی یاد کرتا ہے یا نہیں ۔ وہ گئے اور واپس آ کر عرض کی کہ کوئی نہیں پھر کر حکم ہوا کہ کعبہ و دیر سب میں جا کر دیکھو کوئی تو ہوگا ۔ وہ گئے اور کعبہ و دیر سب جگہ تلاش کرتے پھرے دیکھا تو ایک شخص بت کے پاؤں پر سر رکھے ہوئے بڑے خشوع و خضوع سے یارب یارب کہہ رہا ہے اور بت سے لبیک کی آواز آ رہی ہے جبرئیل علیہ السلام نے واپس آ کر عرض کی اے باری تعالی ایک بت پرست بت کے پاؤں پر سر رکھے یارب

یا رب بہت خشوع وخضوع سے کہہ رہا تھا اس بت سے لبیک کی آواز آتی تھی جس سے مجھے سخت حیرت ہوئی جناب باری نے فرمایا کہ تم اس آواز کو پہچانتے ہو جبرئیل نے عرض کی وہ تو ایسی تھی جیسی کہ اب مجھے سنائی دی ہی حکم ہوا کہ وہ ہماری آواز تھی۔ درحقیقت وہ ہمارا بندہ بہ آرزوئے جواب ہم ہی کو یاد کر رہا ہے اور چونکہ بت میں جواب کی قدرت نہیں اور درحقیقت ہم ہی اس کے معبود ہیں تو ضرور ہوا کہ اپنے تضرع کرنیوالے کو ہم جواب دیں تاکہ اس کی دل شکنی نہ ہو آخر ہم ہی کو تو پکار رہا ہے۔

ایک مرتبہ پیران کلیر کے عرس شریف میں معہ چند اشخاص کے میں حضور کے ساتھ تھا مسجد درگاہ کے قریب حلقہ ذکر جہر شروع ہوا حضور نے حلقہ کی جانب رخ کیا حلقہ کو دیکھتے ہی وجد طاری ہوا اور ترقی کرتا گیا۔ نماز کی اذان ہوئی مسجد میں آکر اسی حالت وجد میں نماز فرض ادا کی قوالوں کے بلوانے کی ہم کوشش کرنے لگے حضور نے منع فرمایا اور بعد سکون نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ قوالی اسی حالت کے حاصل کرنیکی غرض سے سنی جاتی ہے جب یہ خود ہی حاصل ہو تو قوالی کی کیا ضرورت ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص جوان داڑھی کا صفایا کئے ہوئے حضور کے سامنے آیا حضور نے اس سے فرمایا بھائی تمہارا صاف شدہ چہرا کیا خوبصورت معلوم ہوتا ہے اس شخص کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے داڑھی چھوڑ دی۔

ایک دفعہ علم غیب کے متعلق تذکرہ ہوا تو حضور نے فرمایا کہ علم غیب بجز خدا کے دوسرے کو نہیں ہے میں نے وہ نظائر وشواہد اور دلائل عرض کئے جن سے دوسرے کیلئے بھی علم غیب ثابت ہوتا ہے ارشاد ہوا کہ وہی حدیث ناکہ کان۔ آگے والی یاد کرو اس وقت بشر بشر ہی نہیں رہتا۔ اسوقت جو عالم غیب ہے وہی ہے۔

ایک دفعہ پانی پت قلندر صاحب کے عرس شریف میں تشریف لیچلے میں نے عرض کی کہ وہاں کن بزرگ کا مزار اور عرس ہے فرمایا کہ ایک دوسرے سلسلہ کے پیر ومرشد ہیں جن سے مجھکو وہ نسبت ہے جو انکو مولا مشکل کشا سے ہے میں نے مکرر ان کا نام دریافت کیا۔ مگر حضور ان کا

نام زبان پر نہ لائے اور فرمایا کہ میں ان کا نام زبان پر نہیں لاسکتا۔ ایک دفعہ ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے
ان کا نام لیا تھا چارپائی کے چاروں ضلع ٹوٹ گئے ۔

ایک بار بھاول پور میں ایک مولوی صاحب آپ سے مباحثہ کرنے آئے اور آپ سے دریافت
کیا کہ تم کیا کیا پڑھے ہو آپ نے کہا کچھ بھی نہیں وہ خاموش ہوگئے۔ آپ نے کہا کہ آپ کیا کیا پڑھے ہیں
انہوں نے بہت سے علوم وفنون کے نام لئے آپ نے کہا اپنا علم بھی پڑھا ہے انھوں نے کہا اپنا علم
کونسا آپ نے کہا کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ والا تب وہ آپ کی طرف سے منہ پھیر کر
چلدئے جب آپ سنجن آباد سے روانہ ہوئے تو ایک اونٹ کرایہ کیا۔ اور کچھ یارانِ طریقت بھی ہمراہ تھے
راستہ میں پیشاب کے حیلہ سے اتر کر اونٹ پر یارانِ طریقت کو سوار کیا اور خود پیدل چلنے لگے اتفاقاً
وہ مولوی صاحب بھی اونٹ پر سوار کہیں سے آرہے تھے مولوی صاحب نے شتر سواروں سے
دریافت کیا کہ وہ جو پیدل پیچھے آرہا ہے تمھارا کون ہے انھوں نے کہا کہ ہمارا پیر دستگیر ہے مولوی صاحب نے
آنکھیں پھاڑ کر ان سے کہا کہ ہیں پیر پیدل اور مرید اونٹ پر سوار انھوں نے کہا کہ وہ نہیں مانتے ہم
کیا کریں تب وہ مولوی صاحب دوڑ کر آپ کے پاؤں پر گر پڑے اور کہا کہ حضرت یہ تو حضرت عمرؓ
فاروق والا قصہ ہے آپ نے کہا کہ ہمیں ہمارے بزرگانِ دین کا یہی طرزِ عمل ہے کیا حضرت ابراہیم
ادہمؒ بلخی کا قصہ آپ کو نہیں معلوم جو کتب تاریخ میں مذکور ہے کہ آپ معہ مریدوں کے جب مکہ معظمہ
میں جا کر رہے تو سب مریدوں کے ساتھ جنگل سے لکڑیاں لاکر فروخت کرتے اور اس سے اپنی قوت
بسری کرتے اور رات کو پاؤں دباتے اور جو پاؤں دبوانے سے گریز کرتا اس کو نکال دیتے ۔

ایک مرتبہ تصدق حسین بنگالی سے ارشاد ہوا کہ کیوں میاں تصدق حسین تم کو کبھی بار بار
گھر بھی یاد آتی ہے۔ اس نے عرض کی کہ باڑی تو حضور کے قدم مبارک ہی میں ارشاد ہوا کہ انسان کی
عمر کا بہتر حصہ وہی ہے کہ سب کچھ بھول جائے ۔

ایک دفعہ شمسی علاج کرنیوالا ڈاکٹر حضور کے پاس آیا میں نے اس سے کہا کہ سمجھ میں نہیں آتا
کہ دھوپ اور پانی میں یہ اثر ہوا کہ اس سے امراض کا علاج کیا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ حدیث

شریف سے ثابت ہوتا ہے کیا حضور سرور دو عالم نے ماء الشمس سے غسل کرنیکو منع نہیں فرمایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس میں بھی اثر صحت و مرض ہے۔

ایک بار اس آیت فَلْیَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ الَّذِیْ کے معنی میں تذکرہ ہوا۔ ارشاد ہوا کہ بیت تو وہی ہے جس میں صاحبِ خانہ رہے اور جسم انسان کی طرف اشارہ کیا کہ اسکے سوا ان کی اور کہیں گنجائش نہیں یعنی قلبِ مومن جو اس جسم میں ودیعت ہے۔

عرس شریف میں قوال نے بوقتِ جلسۂ سماع یہ شعر پڑھا ؎

منم کہ گوشۂ میخانہ خانقاہِ من است	دعائے پیرِ مغاں وردِ صبحگاہِ من است

یارانِ طریقت کو مصرعِ ثانی پر اور حضور کو مصرعِ اولیٰ پر وجد کی حالت طاری ہوئی اسی حالت میں حضور کمرے کے اندر تشریف لے گئے۔ قوال باہر رہا۔ بہت دیر تک کیفیت طاری رہی میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا مولوی صاحب اس سے بڑھکر کیا دھنڈوارا ہوگا وہ حضرت تو میخانہ کی طرف اشارہ کر کے ایک گوشہ کو دل کی طرف اشارہ فرماکر تاکید اپنی خانقاہ ثابت کر رہے ہیں اس ارشاد سے بہت رقت ہوئی پھر ارشاد ہوا کہ رونا تو اسی کا ہے کہ وہ حضرت بالتصریح پکار کر نَحْنُ اَقْرَبُ سے اپنا قرب جتا رہے ہیں اور ہم اندھے ہیں کہ اس کو دیکھ نہیں سکتے۔

عرس شریف میں ایک شب ایک قوال کی چوکی آخری نمبر پر گانیکے واسطے بیٹھی اسوقت اکثر لوگ چلے گئے تھے اور آپ کی طبیعت بھی کسلمند ہوگئی اندر کمرہ میں جاکر لیٹ گئے نیند آنے لگی قوال تو گا ہی رہا تھا اس نے یہ غزل شروع کی ؎

تیر نگہ بر جگرم آرزوست
آرزوئے فتنہ گرم آرزوست

یکایک حضور کھڑے ہوگئے فرمایا چلو بھائی سنیں تو کیا کہتا ہے۔ باہر تشریف لائے خوب حالت بیت طاری ہوئی پھر قوال نے یہ شعر پڑھا ؎

مدتِ صد سال گزشت از ہنوز	دیدنِ تو اک نظرم آرزو است

اس شعر پر ایک عجیب حالت طاری ہوئی جو دید و شنید سے باہر تھی اس کے بعد قوال نے مثنوی شریف کے یہ اشعار پڑھنے شروع کئے:

یکشبے مجنوں بخلوت گاہِ راز	گفت اے پروردگارِ بے نیاز

حضور اندر کمرہ میں تشریف لائے جب قوال نے یہ شعر پڑھا:

کردۂ خارِ مغیلاں بالشم:

تو حضور پر وجد طاری ہوا اس شدت سے کہ سب پر ہیبت اور دہشت طاری ہوگئی اور وجد میں کبھی بالش کے لفظ پر جسم انسانی کی طرف اشارہ فرماتے اور کبھی ہاتھ جوڑتے جب قوال نے یہ شعر پڑھا:

تو چہ خواہی زیں گرفتاریٔ من

تو اس پر حضور کی حالت بہت ترقی کر گئی کبھی سربسجود ہوتے کبھی اٹھائے عجز سے دست بدعا ہوتے یہ حالت کچھ ایسی ترقی پذیر ہوئی کہ سب پر حیرت و دہشت چھا گئی خصوصاً عباس علیخاں خلیفہ حضور اس قدر گھبرائے کہ انھوں نے چپکے سے کہا کہ کسی طرح یہ حالت فرو ہونا چاہیے ہر چند کوشش کی مگر ع

مریض عشق پر رحمت خدا کی	مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

آخر کار قوالی بند کرادی گئی بہت دیر کے بعد حالت فرو ہوئی اور سکون ہوا اللّٰھم متع المسلمین بطولِ حیاتہ آمین ثم آمین

تمت

مکتوب اول

شفیقی و حبیبی مولوی محمد معز اللہ خانصاحب او سبحانہ تعالیٰ عارفِ خود سازد ہ

السلام قبل الکلام!

شب تاریک و رہ وادیٔ ایمن در پیش ❊ آتش طور کجا وعدۂ دیدار کجا

ایک بڑے شہر سے جس جگہ بید شاداب باغ و بہار جاری تھیں رخصت ہو کر میں ایک کوردیہ میں پہنچا فقط اس لالچ پر کہ یہاں کچھ مطلب براری ہوگی۔ ایک مکان شب تاریک کی طرح میرے رہنے کیواسطے ملا میری بیوقوفی دیکھو کہ کسی جگہ سے مانگ تانگ کر ہی ایک چراغ جلا دیتا یہ تو نہ کیا اسی اندھیرے میں دالان کوٹھریاں ٹٹولنے لگا افسوس ہے کہ اندھیرے میں سانپ بچھو نے کاٹ لیا۔ اب زخمی ہو گیا نہ ادھر کا رہا نہ ادھر کا رہا نہ اس مکان میں کوئی راحت کا سامان مہیا کر سکا۔ اور نہ اس بڑے شہر تک واپس پہنچنے کا زاد راحلہ میرے پاس موجود ہے یہ مکان جو رہنے کی واسطے مستعار ملا تھا اس قدر بوسیدہ ہو گیا ہے کہ اس کو اب کوئی کرایہ پر بھی نہیں لیتا اور اگر فروخت کروں تو ایک پیسہ کو کوئی نہ پوچھے گا۔ آپ یقین جانئے کہ یہ مکان پہلے ایسا تھا کہ اگر میں اس کو فروخت کر ڈالتا تو اول درجہ کی گاڑی میں ٹھیکر یہ آسانی تمام منزل مقصود تک پہنچ جاتا مگر اب کوئی یقین بھی نہیں کرے گا کہ یہ شکستہ مکان کبھی اس قابل تھا۔ تاہم آپ جیسے مولوی فاضل لوگ کتاب اللہ تعالیٰ سے گزشتہ

قصہ پڑھکر شاید یقین کرلیں میں آپ کو یاد دلاتا ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی ایک مکان
ملا تھا جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس نعمت کا اظہار کرے جو اُن کو دیگئی ہے تو پہلے ان کو ایک
ظاہری مرشد کی ضرورت ہوئی جنکا نام حضرت شعیب علیہ السلام تھا۔ دس سال باوجود پیغمبر ہونے کے
اِن کی خدمت میں حاضر رہکر مجاہدہ کیا جب انھوں نے اپنی ہمت ہمراہ کی جسکو ظاہری لفظوں میں
یوں ہی سمجھایا گیا ہے تو انھی چار عناصر والے طور پر نار کا رنگ نور سے بدلکر اِنّی اَنَا اللہُ کہتا ہوا
اِن کو اسی طور پر دکھائی دیا واہ واہ کیوں نہو ایسے لوگوں کو کیوں نہ پیغمبر مانا جائے جو اپنے
آپ کو اپنے مکان کو جو کچھ ان کو دیا گیا ہو تمام و کمال دوسرے کے ہاتھ فروخت کرڈالیں اور قیمت
کیا اُمید موہوم مگر جو ایسا کرے اور اس کو اس میں استقامت بھی ہو تو پیغمبر اور صدیق بھی ہوجائے
ہاں پیغمبر تو اب ہوتا نہیں مگر کالانبیاء بنی اسرائیل کا ہونا ثابت ہے۔ میں خط لکھتا ہوں
یا کوئی قصہ معاف کیجئے آپ سے خط لکھنے کا وعدہ کیا تھا میں بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہوں۔ اپنی خیریت سے
اطلاع دیجئے متولی صاحب کو میرا خط دکھا دیجئے اور سلام شوق فرمائیے عاجز کلیمی غفرلہٗ ضلع راولپنڈی
ڈاکخانہ فتح جنگ ۴ صفر ۱۳۲۱ھ

مکتوب دوم

شیخ الاسلام والمسلمین مولانا شاہ معز اللہ خانصاحب چشتی سلمہٗ۔ السلام قبل الکلام۔ میں آپ کو تہ دل سے
مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کے قلب میں نسبت کا مادہ پیدا کرنا شروع
کردیا ہے اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس میں آپ کو ترقی کے اعلیٰ مدارج تک پہنچائے۔ مولانا میں
ایک سبق پڑھا ہے اور کوئی مسئلہ وغیرہ نہیں جانتا جہاں تک ہوسکے بس محبت میں زیادتی ہو جس قدر
اپنے پیر و مرشد سے محبت زیادہ ہوگی سب مراحل طے ہوتے جائیں گے اور جان لو کہ بس سب کچھ آگیا استعداد
اور نسبت۔ **شعر**

نیست بر لوحِ دلم جز الفِ قامتِ یار ۔ چہ کنم حرف دگر یاد نداد استادم

قواعدِ استمداد میں بہت سی کتابیں چھپ چکی ہیں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں قیامت کے روز نقل پر انعام نہیں ملے گا۔ بلکہ جسکی جو کوئی نئی بات ہوگی اس پر انعام عطا ہوگا جس وقت سے میں نے وہ حدیث شریف سُنی ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ مجھ سے کس قدر محبت ہے۔ جواب میں عرض کیا کہ والدین اور بیوی اور اولاد سے زیادہ آپ کو چاہتا ہوں حکم ہوا کہ ابھی ایمان کامل نہیں جب تک اپنے نفس سے زیادہ نہ چاہوگے ایمانِ کامل نہیں ہوگا۔ ایمان کے کامل ہونیکے واسطے نماز روزہ حج زکوٰۃ تہجد کی قید نہیں فرمائی بلکہ اپنی محبت کاملہ جو طالب کے نفس سے بھی زیادہ ہو اس میں ایمانِ کامل ہونا ثابت ہوا۔ پس اسوقت سے مجھکو ثابت ہوا کہ جو کچھ ہے محبت ہے اور بس ○

بو علی دل خستہ را طاعت بجز توحید نیست	ہستگی اندر حقیقت قُل ھُوَ اللہُ اَحَد

توحید وہی ہے جو سوائے ذات کے سب کو جلا کر خاکستر اور صاف کر دے تو یہ توحید پیر و مرشد کی محبت سے حاصل ہوتی ہے یہاں ابھی طاعون کی ابتدائی حالت ہے ایک آدھ کو ہوتا ہے کوئی مرتا ہے کوئی بچتا ہے۔ حامد محمود سلمہ کہتے ہیں کہ میں کرے سے کہیں نہیں جاؤنگا اُسی کی ذات پر بھروسہ ہے اور سچ بھی یہی ہے اپنے وعدہ اور وقت سے پہلے کوئی شخص رخصت نہیں ہوتا پھر کیوں پریشانی ہو مگر خاصۂ انسانی یہی ہے اور کیوں نہو اگر امانت کو امانت سمجھا جائے تو جس وقت امانت کا مالک اپنی امانت واپس لے اس کو سبکدوشی سمجھنا چاہئے مگر معاملہ برعکس ہے امانت کو امانت نہیں بلکہ اپنی پیدا کی ہوئی ملکیت سمجھ رکھا ہے یہی وجہ خاص پریشانی کی ہے۔ زیادہ والسلام و شوق ملاقات

عاجز کلیمی غفرلہٗ

مکتوب سوم

شیخ الاسلام والمسلمین مولانا محمد معز اللہ خانصاحب چشتی سلمہ۔ السلام علیکم میں نے ایک مضمون برخوردار سید حامد محمود کلیمی سلمہٗ کو لکھکر دیا ہے میرا دل چاہتا ہے کہ آپ بھی اس کو دیکھیں لہذا

آپ کو بھی لکھتا ہوں ۔ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا

اگر گزند رسد ز خلق مرنج	کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج
از خدا داں خلافِ دشمن و دوست	کہ دلِ ہر دو در تصرفِ اوست

میرے پیارے بیٹے ملا معظم جاتے وقت اجمیر شریف کے اسٹیشن پر جب میں تم کو رخصت کرتا تھا تو فقط ایک چھوٹا سا فقرہ بطورِ وصیت کے کہا تھا وہ تم کو یاد ہوگا۔ اب پھر میں اُس کو یاد دلاتا ہوں (کسی کی محبت پر سوائے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ نہ کرنا) الحمد للہ تعالیٰ میری زندگی میں تم کو اُس کا پورا تجربہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر خاص رحمت اور کرمت کا موسلا دھار مینہ برسایا جو تمھارے خاص وقت پر اس کا تجربہ تم کو حاصل ہوا جس کے نتیجہ میں تم کو ہمیشہ استقلال و یقین کیساتھ اُس کارسازِ مطلق پر پورا پورا بھروسہ کرنا لازم ہو گیا۔ تمام ہندوستان میں میں نے تمھاری شادی کے وقت سے پہلے اس کے انتظام میں اپنے عزیز اور پیارے دوستوں میں سے سات آدمیوں پر نظر ڈالی دو میرے حقیقی رشتہ دار ہیں اور دو بچپن کے دوست ہیں اور دو نہایت عزیز یارانِ طریقت میں سے اور ایک اگرچہ سلسلہ میں داخل نہیں مگر میں نے کبھی اُن دو اور اس تیسرے میں فرق نہیں سمجھا اور یہ تیسرے صاحب بھی ہمیشہ میرے بجا و بیجا احکامات کی تعمیل کرتے رہے میرے پیارے بچے تم کو معلوم ہے میں نے اِن ساتوں میں سے ایک سے بھی مفت روپیہ نہ مانگا تھا جسکو لکھا یہی لکھا قرض دلوا دو جواب اِن ساتوں کا ایسا ہے جیسے ایک جا ہو کر آپس میں مشورہ کر کر لکھا ہو جن کے اصول ایک بنا پر ہیں حالانکہ بعض ایسے ہیں کہ جنھوں نے ایک دوسرے کی صورت بھی نہیں دیکھی اور اس وقعت کے لوگ ہیں دو رشتہ دار تو وہ ہیں جنکی آمدنی کا اندازہ سو روپیہ ماہوار سے زیادہ ہے اور دوستوں میں سے ایک تمام ہندوستان کے علماؤں میں مذہبی حیثیت سے باعزت مانے جاتے ہیں اور آمدنی بھی انکی ڈھائی سو روپیہ ماہوار کے قریب ہے دوسرا ریاست کا کلکٹر ہے باقی تین حضرات مجھکو یقین ہے کہ مجھ پر کوئی وقت خدا نخواستہ پڑے تو پانچ پانچ سو روپیہ فراہم کرنے میں مجھ سے دریغ نہ کریں گے مگر اس وقت اللہ تعالیٰ نے اِن کی کوشش میرے معاملہ میں سرسبز ہونے نہ دی انھوں نے جائداد گرو رکھکر رقعہ لکھکر

ہر طرح سے مجھکو وہ قلیل رقم دلوانی چاہی جو میں نے مانگی تھی مگر افسوس نہیں ہزار ہا شکر ہے کہ اُن سے بند و بست نہ ہوسکا شکر اس واسطے ہے کہ تم کو اور ان کو اور دوسرے یارانِ طریقت کو ہادی مطلق ہدایت کرنیوالا تھا کہ ہم اپنے ناشکر گزار بندہ کو جو بظاہر ہمارے اوپر بھروسہ کئے بیٹھا ہے تمھاری امداد کا محتاج نہیں کریں گے ہم خود سب کچھ کرسکتے ہیں مگر میں ان سب حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں انھوں نے نہایت دلدہی سے میرے اسوقت میں جس کا اعادہ میری زندگی میں یقیناً آنیوالا نہیں کیونکہ ترپن برس کی عمر میں یہ پہلا موقع ہے میری امداد کی کوشش کی اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اچھا بدلہ دیوے اور اس سے وہ سبق لیں کہ دنیا میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی پر بھروسہ کرنا بیکار ہے۔ ایک سال بیشتر میں نے سالِ گزشتہ کا تخمینہ اخراجات تین ہزار روپیہ کیا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب کام ہوگیا اور اب مجھکو اپنی کسی دوست کے امداد کی ضرورت نہیں ہے سب کو دعا دیتا ہوں اور تم کو ہدایت کرتا ہوں کہ میری اس تحریر کو بطور یادگار اور ہدایت کے اپنے پاس رکھو گے اور ہمیشہ کسی کی امداد اور محبت پر سوائے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ نہ کروگے فقط ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ

مولانا صاحب۔ فریدآباد میں میرے حقیقی بھانجے سید اصغر علی کی یہ کوشش تھی کہ اگرچہ مجھ سے طلب نہیں کیا مگر میں قرض لیکر ماموں جان کو دو سو روپیہ دوں اس نے بھی نہایت کوشش کی اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ اور یہ کمینہ غلام ایک جگہ ہیں حضور فرماتے ہیں کہ اس کا فکر ہم کو ہے کسی کو اس کا فکر نہیں چاہئے پھر میرے حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو اپنے گود میں بٹھا کر فرماتے ہیں کہ جب ہم کو اور ہمارے حضرت کو ان کا فکر ہے تو اور کسی کو فکر نہ کرنا چاہئے۔ یہ خواب سید اصغر علی تمام برات کے روبرو بیان کیا زیادہ سوائے سلام و شوقِ ملاقات کیا لکھوں عاجز کالمی عفرلہٗ

۱۸ ذیحجہ ۱۳۲۶ھ

مکتوب چہارم

ہو الکل

کہنے کو تو سب کہتے ہیں محبوب خدا ہو	کھلتا نہیں یہ راز کہ تم کون ہو کیا ہو
تم جلوہ معبود ہو یا شانِ خدا ہو	یٰسین ہو طٰہٰ ہو کہ لولاک لما ہو
ظاہر میں تو احمد ہو محمد ہو بشر ہو	باطن میں خدا جانے کہ تم کون ہو کیا ہو

شیخ الاسلام و المسلمین مولانا محمد معز اللہ خاں صاحب چشتی سلمہٗ السلام علیکم ۔ دہلی والے مہمانوں کا ہجوم عرس شریف کے سامان کا جمع کرکے جا بجا بھیجنا قوالوں کا بدایوں شریف سے آنا اور گیا اور کیا بخار کھانسی زکام کا زور اور آپ کا ادق سوال کہ جس نے بڑے بڑے علماء کو علماء کے فتوے سے کافر بنا دیا اور کس سے مجھ جیسے نادان ناواقف سے اب میں حیران ہوں کہ کیا جواب دوں۔ ہادیٔ مطلق کی طرف رجوع کرتا ہوں جو ہمیشہ قایم رہنے والا ہے دیکھوں کیا جواب آتا ہے جو کچھ وہ لکھوا دے بس وہ میرا قلم لکھنا شروع کرتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مجھکو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علم پہنچے ایک میں نے لوگوں پر ظاہر کیا دوسرا پوشیدہ رکھا۔ سورہ کہف میں حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بتا رہا ہے کہ باوجود صاحبِ کتاب ہونیکے ایک دوسرے علم کے سیکھنے کی ہدایت ہوئی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ قرآن شریف کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اِن وجوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علم دو ہیں ایک کا نام علمِ سینہ ہے دوسرے کا نام علمِ سفینہ ہے صاحبانِ علمِ سفینہ کو زیبا نہیں کہ وہ علمِ سینہ والوں کو برا سمجھیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کو برا نہیں سمجھا اور علمِ سفینہ والوں کو لازم ہے کہ جس چیز کو وہ نہیں جانتے

دوسرے علم کے جاننے والوں سے دریافت کریں اور ان پر کفر کا فتویٰ نہ دیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اور کفر کا فتوےٰ نہ دیا۔ اس وقت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر دو شان کی آیتیں میرے پیش نظر ہیں اور یہ دونوں قسم کی آیتیں گویا اس باب کی دو فصلیں ہیں ایک فصل میں لکھا ہوا ہے وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ الیٰ اخرہ اور اِلَّا مَا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ اور حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کا قصہ اور اللہ تعالیٰ کا دعوے کہ پانچ چیزوں کو سوائے میرے کوئی نہیں جانتا دوسری فصل میں مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللہَ رَمیٰ اور یَدُ اللہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ وغیرہ تو مولانا فی الحقیقت یہ مسئلہ مباحثہ کرنے کے لائق نہیں جیسے قرآن شریف کا ایک ظاہر ہے اور ایک اُس کا بطن۔ اسی طرح حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ظاہر ہے اور ایک اُن کا بطن جو شخص جس کی تلاش میں ہے کوشش کرے گا اس کو پالے۔ بحث مباحثہ میں کیا رکھا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے حضرات چشتیہ کا دامن پکڑا ہے آپ کوشش کریں کہ آپ پر شانِ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ کھل جائے ورنہ بغیر اس علم کے آئے خلافِ آیاتِ قرآنی عقیدہ جما لینا اور ایک مختلف فیہ مسئلہ پر دوسرے مسلمانوں کی طرف بُرا خیال رکھنا جائز نہیں آسان اور سیدھا راستہ عام فہم ولو کنت اعلم الغیب الخ ہے اور نازک اور پیچیدہ راستہ یداللہ فوق ایدیھم ہے اسی افراط و تفریط سے وقال الیھود عزیر ابن اللہ وقال النصاریٰ مسیح ابن اللہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ماننے والوں کا مستقل نیا مذہب ہو گیا جس کو جہاں تک علم ہے اس کے موافق کہنا چاہیے اور علمِ سینہ کے جاننے والے ہمیشہ بحث سے پرہیز کرتے رہیں اور وہ علم بحث میں آ بھی نہیں سکتا ملاحظہ کیجئے سورۂ کہف کی باریکیوں کو جس قدر اب یہ باتیں ہوئے ہیں سب کا جواب اسی سے نکلے گا۔

مولانا ایک چھوٹا سا قصہ اور یاد آیا حضرت ابو الحسن خرقانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلطانِ محمود کو بیحد عقیدت تھی ایک روز سلطان نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ اپنے

پیرو مرشد کی کچھ تعریف کیجئے - جواب دیا کہ جس نے میرے پیرو مرشد کو دیکھا وہ جنتی ہے سلطان نے کہا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ہزاروں کفار نے دیکھا اور وہ جنتی نہ ہوئے آپ کے پیرو مرشد کو جس شخص نے دیکھا وہ جنتی ہوگیا - حضرت نے فرمایا محمود در سلطنت خویش حکمرانی کن در مملکت نبوت باادب باش حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم را کہ دیدہ است سوائے خلفائے راشدین و معدودے چند یعنے عشرۂ مبشرہ میرے نزدیک اس قصہ کا آپ کے سوال سے زیادہ تعلق ہے - زیادہ والسلام وشوق:- عاجز کلیمی الدہلوی غفرلہٗ

مکتوب پنجم

شیخ الاسلام والمسلمین مولانا محمد معز اللہ خاں صاحب چشتی زید فی عشقہٗ :-

السلام علیکم میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کو ایک قصہ لکھوں - مگر ایسا قصہ جس میں مبالغہ کا نام نہ ہو بالکل سچا سمجھ کو یاد پڑتا ہے کہ ایک معتبر نہایت پرانی کتاب میں میں نے اس کو دیکھا ہے - لکھنؤ سے جس وقت گاڑی چلی ریل میں بیٹھے بیٹھے میرے دل میں اس قصہ کا سماں بندھا پنسل سے لکھنا شروع کر دیا - اب میں اس وقت ملک بنگال ضلع مرشد آباد میں ہوں صاف کر کے بھیجتا ہوں اُمید ہے کہ آپ اس قصہ کو پڑھ کر نہایت خوش ہوں گے آئندہ بھی اس قصہ کے متعلق اگر فرصت ملی اور مجھ کو یاد آیا تو پھر تحریر کروں گا وہ قصہ یہ ہے زمانۂ قدیم یعنی کیو مرث سے بھی پیشتر کے ایک بادشاہ کا ذکر لکھتا ہوں کیسا بادشاہ شاہنشاہوں کا حاکم اُس کے عدل کے سامنے نوشیرواں کا عدل آفتاب کے مقابلہ میں ذرہ سے کمتر اس کے حسن کے مقابلہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن چاند کے مقابلہ میں ادنیٰ تارا اُس کے جاہ و جلال کے مقابلہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا جاہ و جلال - آسمان و زمین کا فرق اُس کی سخاوت کے سامنے حاتم طائی کی سخاوت ہیچ اس کی

حکمت اور ایجاد کے مقابلہ میں افلاطون و ارسطو جیسے حکیم طفلِ مکتب سے کمتر ہیچ تو یہ ہے
کہ کتاب والا خود بھی اس کی پوری تعریف نہ کر سکا اب اس اصل قصہ کی طرف رجوع کرتا ہوں
اس کی سلطنت اور رعایا کا انتظام بوڑھے شخصوں کے سپرد تھا اور بادشاہ خود بھی انتظام
سلطنت میں اس قدر مصروف کہ رات کی نیند نہ دن کا کھانا نہ کپڑے کی خبر نہ بیوی بچوں کا
غم سرے سے شادی ہی نہیں کی بس کام تھا تو یہی تھا کہ میری رعایا کو تکلیف نہ ہو۔
اسیواسطے انتظامِ سلطنت اِس قدر پرانے لوگوں کے سپرد تھا جنکو شیخ فانی کہنا زیبا ہے
نہ خوردنی کی خواہش نہ غضب نہ شہوت بس طاعتِ شہنشاہ کے سوا اور کسی قابل ہی
نہ تھے ایک مرتبہ بادشاہ کو خیال آیا کہ بوڑھے کارپرداز جو ہماری بے انتہا اطاعت کرتے
ہیں۔ اِن کی اطاعت اس وجہ سے ہے کہ اِن میں نافرمانی کا مادہ ہی نہیں ایسا ہوتا کہ
اب نوعمر طبیعتوں کو انتظام سپرد ہوتا اور دیکھتا کہ وہ لوگ میری کیسی فرمانبرداری کرتے
ہیں اس خیال کا آنا تھا کہ دربارِ عام کا حکم ہوا۔ چھوٹے بڑے سب عہدہ دار جمع ہوگئے
حضور شاہنشاہ نے تجویز پیش کی کہ ہمارا دِل چاہتا ہے اب ہم انتظام سلطنت اپنی نیابت
نوعمر نوخیز لوگوں کے ہاتھ میں دیں۔ ایکدم سب بوڑھے بول اُٹھے کہ بھلا لڑکوں نے بھی
انتظامِ سلطنت کیا ہے اِن میں غصہ ہے اور غصہ سے آپس کا نفاق بڑھے گا اور نفاق
سے فساد ہوگا وہ کیا انتظامِ سلطنت کریں گے۔ اجی حضور۔ اِن ہی کے جھگڑے فیصل کرنے سے
حضور کو چھٹی نہیں ملے گی کس کا انتظام اور کیسا رعایا کا بندوبست۔ بادشاہ سلامت
چپ ہونیکو تو ہو رہے مگر خیال ضرور اس بات کا رہا کہ کرونگا میں ضرور ایسا اگر فیصدی
پانچ بھی اِن کی تجویز کے خلاف نئے نوعمر والے ہاتھ آگئے تو بھی اِن بوڑھوں کو ضرور قائل
معقول کرلوں گا۔ بادشاہ کے جاہ و جلال کے روبرو کسی کو دم مارنیکی جگہ تھی نہیں اور نہ
بادشاہ کسی وزیر کے پابند تھے۔ اِن نوخیز نوعمر والوں کو بلا ہی لیا اور پہلا سوال ان سے
یہی کیا گیا کہ کیا میں تمہارا بادشاہ نہیں ہوں کیا میں نے تمہاری پرورش نہیں کی؟ سب نے

بالاتفاق اقرار کیا۔ انھوں نے نہ کبھی بادشاہ کی صورت دیکھی تھی اور نہ کسی دربار میں کبھی باریابی کا موقع پایا تھا جب سے پیدا ہوئے بھونرے میں پرورش پائی۔ سنا کرتے تھے کہ ہمارا ایک بادشاہ ہے لیکن بوڑھے انکو پیش ہی نہ کرتے تھے۔ دفعتًا جاہ وجلال برداشت نہ کرسکے اقرار کرنا کیا زبان سے اقرار کیا اور اوندھے منہ ڈر کر گر پڑے۔ اِن میں سے بعض ڈرپوک ایسے بھی تھے کہ اُٹھے پھر گر پڑے اور بعض پہلی دفعہ گر کر کھڑے رہے اور بعض من چلے ایسے بھی تھے کھڑے ہی رہے۔ مگر اقرار سب نے کیا۔ بادشاہ واہ رے بادشاہ تیرا حلم تیرا رحم تیری عدل گستری باوجودیکہ آپ قیافہ شناسی میں بھی لاثانی ہیں اور سب کے چہروں سے سب کی تیوروں سے سب کے دلوں کا حال دریافت بھی کرلیا کہ کون دل اور زبان کی موافقت سے اقرار کرتا ہے اور کس نے فقط زبان ہی سے کہا ہے مگر فرمایا تو یہ فرمایا خیر اچھا جاؤ اور اپنی جگہ پر دوسرے حکم کے منتظر رہو کیونکہ انتظامِ سلطنت کوئی ایسی چیز نہیں کہ پہلے ہی دن دربار میں آتے ہی وزارت کا قلمدان مل جائے یا نیابتِ سلطنت کا پروانہ حاصل ہو جائے سوچنے سمجھنے کا بھی تو موقع ملنا چاہئے اب حضور لگے تجویز کرنے گو اِن میں سے بعض نے مجھکو (حضور والا) بیوقوف بنایا گویا میں قیافہ شناس ہی نہیں اور زبان سے کہکر چلدئے اور ہاں بعض نے البتہ سچے دل اور زبان سے کہا ہے مگر جب تک امتحان نہ لیا جاوے کیونکر ایسی بڑی سلطنت کا انتظام اِن نوخیز نوتجربہ کاروں کو دیدوں ہاں یہ مسئلہ تو بادشاہ سلامت نے اپنے دل میں طے ہی کرلیا تھا کروں گا میں ضرور ایسا خواہ چند روزہ انتظام کیواسطے ہو۔ آخر سوچتے سوچتے ترکیب نکالی کہ میں ان کی آزمائش اس طرح کروں کہ ایک نئی چیز تیار کراکے جس کو کسی نے نہ دیکھا ہو ایک میعاد کے واسطے انکو بطور امانت کے سپرد کروں اگر اس امانت کے اچھی طرح رکھنے کا وہ انتظام کرسکے تو پھر مستقل اِن کو نیابت کا فرمان دیدیا جائے۔ ورنہ پھر ایسوں کو وہی سزا دیجائے جو بادشاہ کے دھوکہ دینے والوں کو دینی چاہئے۔ اس تجویز کو اپنے ذہن میں پختہ کرکے ایجاد کی طرف طبیعت دوڑائی واہ رے بادشاہ تیری حکمت اور تیرا ایجاد۔ بادشاہ سلامت نے نہایت عرق ریزی اور

اور مدت کی کوشش سے ایک صندوقچہ بنایا میں صندوقچہ لکھتا ہوں وہ تو ایک عجیب چیز تھی
نہ اس جیسی کسی نے پہلے دیکھی تھی نہ پھر ایجاد ہوئی صندوقچہ جادو کا صندوقچہ یا درج سلیمانی
یا جامِ جہاں نما غرض کیا کہوں کہ وہ کیا چیز تھی تمام سلطنت کے بڑے بڑے ہنرمند اور کاریگر
بلائے گئے اور خود بادشاہ سلامت نے اپنے دستِ مبارک سے بھی کام کیا تھا اور مدت کے
بعد یہ عجیب چیز تیار ہوئی کوئی اس کو نظرِ حقارت سے دیکھتا تھا اور کوئی بادشاہ سلامت
کی کاریگری پر عش عش کرتا تھا دنیا میں سبھی طرح کے لوگ ہوتے ہیں مگر واقعی بات یہ ہے
کہ بادشاہِ سلامت نے بنالی اور جب بنکر تیار ہوا تو بادشاہ سلامت نے اس کے بنانے
پر فخر کے الفاظ اپنی زبانِ مبارک سے نکالے اور اپنی صناعی کی خود ہی آپ نے تعریف کی
خیر میں اب اسکو صندوقچہ ہی کہتا ہوں بعض کچھ ایسے پیچیدہ اس میں خانے ہیں کہ حیرت
ہوتی ہے کوئی بڑا کوئی چھوٹا کسی خانہ کی کوک دینے سے اس کے متعلق اور خانہ بھی کھل جاتے ہیں
کسی خانہ کی کوک دینے سے اندر کے خانوں کا پتہ بھی نہیں چلتا سب سے زیادہ حکمت یہ تھی
کہ صندوقچہ کے ایک رُخ پر حضور پر نور بادشاہ سلامت نے اپنی تصویر کی بھی ایک جھلک
رکھی تھی جو بغور دیکھنے سے معلوم ہو جاتی تھی۔ الغرض اس کا تیار ہونا تھا کہ بادشاہ سلامت نے
جشنِ عام کا حکم دیا انتظام ہونے لگا بوڑھے جوان اور بچہ ہر ایک قسم کے اعلیٰ اور ادنےٰ
رعایا خاص جشن کے روز حاضر ہو گئے بادشاہ سلامت نے اول تو سب کو وہ عجیب چیز
دکھلائی۔ ہاں میں اتنا لکھنا بھول گیا جب تمام رعایا کو اس عجیب چیز کے چاروں طرف
جمع کیا تو نوخیز رعایا کا مجمع جن کے امتحان کیواسطے یہ عجیب چیز بنائی گئی تھی اس صندوقچہ
کے اِس رُخ کی جانب تھا جس میں بادشاہ سلامت کی تصویر کی جھلک پڑتی تھی یعنی صندوقچہ
کا تصویر والا رُخ اِن نوخیزوں کی طرف تھا بادشاہ سلامت نے کچھ اپنی تعریف و توصیف کر کے
فرمایا کہ یہ صندوقچہ یا نو ایجاد چیز بطور امانت ہم اپنی رعایا میں سے کسی کو دینا چاہتے ہیں جو
کوئی اس کا حق ادا کرے اور جیسی لیجائے ویسی ہی دیدے تو ہم اس کو ایک مدت

کیواسطے جب تک ہمارا دل چاہے اس کے پاس رکھیں گے اور پھر واپس لے لیں گے چونکہ نوخیز رعایا کے علاوہ تمام رعایا میں سے کم ایسے تھے جنھوں نے اس پیچیدہ صندوقچہ کو بنتے نہ دیکھا ہو یا وہ خود بنانے میں بطور امانی کے کاریگر کے کام کرتے نہ رہے ہوں اور اُن کے پیچ و خم سے واقف نہ ہوں۔ الغرض قریب قریب سب ہی تو واقف تھے لہذا سب نے بالاتفاق رکھنے سے انکار کر دیا بادشاہ سلامت کی اب یہی نوخیز رعایا رہ گئی۔ جس کی ناتجربہ کاری سادہ لوحی سے اسی پر سب کی نظر تھی کہ یہ قبول کرلیگی سو ان میں سے کسی نے اس کو کھلونا سمجھا اور کسی نے بادشاہ سلامت کی تصویر کی جھلک دیکھ لی۔ الغرض نتیجہ پر غور کئے بغیر جھٹ قبول کر لیا آپ خیال فرمائیں بادشاہ سلامت کا اس شوق سے بنانا اور تمام رعایا کا قبول نہ کرنا بادشاہ کے واسطے یہ ایک ایسی رنج و ملال کی بات تھی کہ اگر یہ ناتجربہ کار بھی اسکو قبول نہ کرتے تو گویا بادشاہ کی امانت رکھنے سے اوسکی حفاظت سے تمامی رعایا نے جواب ہی دیدیا تھا جس میں بادشاہ کی بڑی سبکی تھی۔ صاحب کچھ ہی ہو میں یہی کہونگا کہ وہ ناتجربہ کار تجربہ کاروں سے بڑھ گئے۔ اگر بادشاہ شہد رکھنے کیواسطے دے تو لائیے اور زہر رکھنے کیواسطے دے تو جائیے۔ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو یہ بھی خوب ہوا اچھا ایک کنگھنا کتا بادشاہ نے امانت دیا تو ہم کو چاہئے کہ اس کو پیار چمکار کر رکھیں اسکو رام کریں نہ ہو گا رام تو کاٹ ہی تو کھائیگا ہے کس کا کتا بھئی چاہے کچھ ہو مجھ کو اگر ایسا موقع ملتا تو میں جھٹ سے سب سے پہلے لے لیتا مگر اس میں بات یہ ہوئی کہ سب کے انکار کے بعد اس نے لیا اور اس طرح بادشاہ کے دل میں گھر ہو گیا کہ نوخیز رعایا نے قبول کر لیا اور اس کو اٹھا لیا۔ اُٹھا لینے کی ترکیب اگر آپ مجھ سے پوچھیں گے تو اُس کی تشریح بھی انشاء اللہ تعالیٰ کبھی بیان کروں گا وہ بھی نئی ہے۔ بس بادشاہ اس کی قدردانی سے اس قدر خوش ہوئے کہ چندروزہ انتظام کیواسطے اپنی نیابت کا تمغہ امتحان سے پیشتر دیدیا اور اِن سب سے جنھوں نے لینے سے انکار کیا تھا للکار کر

کہا کہ اب تم میرے نائب کے پاؤں پڑو ورنہ میں خفا ہو جاؤنگا بوڑھے پُرانے درباریوں نے حکم کی تعمیل کی مگر ایک قسم کی رعایا جو دربار میں شامل تھی مگر بہ نسبت اُن بوڑھوں کے جوانی بھری آتشی مزاج تھی اِن کو نہایت طیش آیا کہ کل کے لونڈے کیلئے حکم ہوتا ہے کہ ان کے قدموں پر سر رکھو حضرت یہی انصاف ہے ہمکو دیکھیئے اور انکو۔ آخر یہ رعایا کا گروہ باغی ہو گیا۔ مگر بغاوت کس قسم کی اس بادشاہ کی سلطنت کی وسعت اِس قدر وسیع کہ اِس سے باہر ہونا تو ممکن نہ تھا اور نہ بادشاہ ایسا غصہ والا جیسے اس زمانہ کے بادشاہ ہوتے ہیں بس دربار بند کر دیا گیا اور یہی سزا کافی سمجھی گئی۔ مگر وہ لوگ اپنے ذمہ کا کام برابر سرگرمی سے کرتے رہے مولانا آج مجھکو بخار زور سے سخت کھانسی ہے اور خشکی ہے نہایت تکلیف ہے جی دل تو چاہتا تھا کہ اور لکھوں لیکن نہیں اب آپ اس قصہ میں جو کچھ سوال مجھ سے کریں گے اُس کے جواب میں کچھ اور لکھوں گا میرا دل چاہتا ہے کہ آپ اِن مولوی صاحب واعظ کو جو چلتے وقت میرے پاس آئے تھے اور اپنے پرنسپل صاحب کو بھی فقط یہ قصہ والا حصہ دکھاویں اور نیز میرا سلام کہدیں کیا تعجب ہے کہ اِن حضرات نے بھی یہ قصہ کہیں دیکھا ہو اور مجھکو اُن کی یاد سے اور زیادہ یاد آ جائے پیارے پیارے میاں سلمہٗ کو سلام شوق ۔ عاجز کلیمی غفرلہٗ روز دوشنبہ ۲۶ محرم ۲۹ء

مکتوب ششم

شیخ الاسلام والمسلمین مولانا محمد معز اللہ خانصاحب چشتی سلمہٗ

السّلام علیکم مجھکو نہایت کم فرصت ہے برخوردار حامد محمود کلیمی سلمہٗ نے یہ قصہ نقل کر دیا ہے۔ ہاں جب وہ صندوقچہ دیا گیا تو بادشاہ سلامت نے بوڑھوں سے نظر بچا کر اس صندوقچہ کے بھیدوں سے اور تمام چھوٹے بڑے خانوں پر ان امانت داروں کو واقف کر دیا اور بڑے بڑے خانوں کی بھی کنجیاں عطا کر دی گئیں اور تاکید کر دی گئی کہ روزانہ اس کو کھولتے رہنا اور جس خانہ کی جو کنجی ہے نمبر دیکھکر اسی کنجی سے کھولنا کبھی نہیں بگڑے گا اور چھوٹے چھوٹے خانہ اور عجائبات جو کہ اِس صندوقچہ میں ہیں جب ایک عرصہ تک اسکو ٹھیک وقت پر کھولتے رہوگے تو وہ خود تم پر ظاہر ہوتے جائیں گے

کیونکہ ہم نے اِس طلسم میں اسی قسم کی کارگری کی ہے کہ زیادہ تکلیف اُٹھانی نہ پڑے ہاں اگر
ایک کنجی دوسرے خانہ میں لگا دیں یا وقت بےوقت کوک دیا تو یاد رکھو کہ یہ سب خانہ خراب
ہو جائیں گے اِس کے چھوٹے خانے بجائے کھل جانیکے ہمیشہ کے واسطے بند ہو کر ٹوٹ جائینگے
پھر تم کو سب کے سامنے شرمندگی ہوگی اور مجھکو ان بوڑھوں کے سامنے سبکی ضرور ہوگی۔ اگر تمھارا
صندوقچہ خراب ہو جائیگا تو بڑی خرابی ہے اسکو درست کرنا نہایت مشکل ہوگا میں تو تم سے
اِس عرصہ تک اسطرح بے تکلف ملونگا نہیں جبتک کہ امانت واپس نہ لیلوں۔ ہاں میری طرف سے
رعایت اور رحم برحال رعایا یہ ہے کہ میں وقتاً فوقتاً ان لوگوں کو یکے بعد دیگرے تمھارے
پاس بھیجتا رہونگا جسکو میں اس کے بنانیکی سند دونگا وہ بنا سکیں گے اگر تم ان سے درست
کرالوگے تو جب بھی خیر ہے ورنہ پھر تم کو بہت بڑی سزا دونگا۔ ہاں اور یہ بھی بتلائے دیتا ہوں
میری سندیں اور اِس طلسم کے کھولنے کے منتر ہر زبان میں ہوں گے تم کو جانچ کرنی ہوگی
کہ کوئی غیر سند یافتہ شخص یا جعلی سند دکھا کر تمھارا صندوقچہ بنانیکا ذمہ لے اور بجائے
درست کرنیکے اور رہا سہا خراب نہ کر دے اچھا رخصت نائب السلطنت کو بڑے جاہ و جلال
اور عزت کے ساتھ رخصت کیا گیا۔ اردلی خواصی زیب و زینت نوکر چاکر سب بادشاہ نے
اپنی طرف سے دئے اور وہ مخبر کھلے کرکے سپاہی بھی ہر ایک کے ساتھ کر دئے کہ
دیکھتے رہو کہ یہ لوگ اِس امانت کا کیا حشر کرتے ہیں وہ جوان آتشی مزاج جس نے اسکی
تعظیم نہیں کی تھی آتش حسد سے جلنے لگے اور نائب السلطنت کو بعزت کرنیکی فکر کرتا رہا۔
یہاں تک کہ دھوکہ دیکر بادشاہ سلامت کے خاص عطا شدہ محل سے نکلوا دیا اب میرا دل چاہتا ہے
کہ جس قدر اِس طلسم یا صندوقچہ کا حال میں نے پرانی کتابیں دیکھا ہے یا اُس فن کے محقق
ماہروں سے سُنا ہے بیان کروں تاکہ آپ کو اور زیادہ لطف آئے۔ یہ جادو کا پتلا مٹی
پانی سے بنایا گیا تھا نو خانہ یا سوراخ اس میں تھے دسواں ایسا کہ دارپار ہونا اسکا کچھ موہوم سا تھا مگر
زیادہ کاریگری یہی بات تھی کہ اِس صندوقچہ کے اندرونی خانوں کی ساخت اِس دسویں خانہ سے

زیادہ تعلق رکھتی تھی یہ زمین پر رکھا ہوا تھا۔ دیکھنے والے اس کا عرض کم اور طول زیادہ بتاتے
ہیں اس کے چار پائے بھی تھے تو ظاہری خانے علیحدہ علیحدہ کام کے تھے ہر ایک سے جدا کام لینے والا
کام لے سکتا تھا میں چاہتا ہوں کہ دنیا کی کسی چیز سے تشبیہ دوں تو کوئی چیز سمجھ میں نہیں آتی اور
آتی ہے تو آدمی کی صورت سے بہت مشابہ جسکی طرف دل راغب ہوتا ہے مگر آدمی تو چلتا پھرتا ہے
وہ ایک چیز زمین پر رکھی ہوئی یا پڑی ہوئی تھی اس میں ہرگز جان نہ تھی سوائے پانی اور مٹی کے کوئی
چیز اس میں نہ تھی اندر کے خانوں کا حال کون بیان کر سکتا ہے کہ اِس میں کیا کیا تھا ارسطو اور
بقراط جیسے اگر اس کو دیکھتے اور ہزار ہزار برس زندہ رہتے تو بھی اس کا پورا بھید نہ بیان کر سکتے
دنیا میں جس قدر ایجادیں ہوتی ہیں اور ہونگی سب اس میں خفیہ طور پر رکھی گئی تھیں ریل تار
گراموفون وغیرہ۔ فوٹو۔ ہوائی جہاز جس قدر ایجادیں ہیں وہ سب اس طلسم میں موجود تھیں اس کے اس قدر
عجیب وہ رکھی گئے تھے کہ دنیا کے کسی عاقل نے اس کی پوری سیر نہ کی ہوگی ہاں ان خیر رعایا میں
وہ ضرور اس کو جان گیا جسکو خاص بادشاہ سلامت نے خود واقف کر دیا اور ٹوٹا ہوا بنا بھی بتا دیا امانت
صندوقچہ یا طلسم جسوقت امانت برداروں نے لیا ہے وہ بھی ایک عجیب بات ہے جو کسیطرح آدمی کی سمجھ
میں نہیں آسکتی امانت خواہ کسی قسم کی ہو کوئی تو بغل میں دبا کر لیجاتا ہے۔ کوئی ہاتھ میں اُٹھا لیتا ہے کوئی
سر پر رکھ لیتا ہے اِن باتوں میں سے کچھ بھی نہ تھا اِس بیجان چیز کو اس طرح اور اس قسم سے اُٹھایا
کہ خود اس میں جان آگئی اور وہ زندہ ہو گئی اب دیکھا گیا تو دو پاؤں سے چلتی پھرتی ہے اور وہ مثل
ہاتھوں کے لٹکتے ہوئے ہیں۔ اب اِس کی مثال مجھے نہیں دکھائی دیتی ہے جو میں آپ کو دوں
کہ اُٹھا کسطرح لیا ہاں اسوقت ایک مثال خیال میں آگئی میں نے تو اِس کو دیکھا ہے آپ نے
بھی ضرور دیکھا ہو گا عرصہ دراز ہوا کہ دہلی میں ایک شخص آیا تھا وہ غبارے میں اُڑتا تھا
اسکا تماشا دیکھنے کیواسطے بہت لوگ جمع ہوئے تھے چونکہ وہ ایک نئی بات تھی میں بھی اسکے
دیکھنے کیواسطے گیا تھا ایک کرچ کا سا بہت بڑا غبارہ تھا جیسے بارات شادیوں میں چھوٹے چھوٹے غبارے چھوٹتے
ہیں اور چھوڑے جاتے ہیں لیکن مذکورہ بالا غبارہ بہت بڑا تھا اس کو پھیلا کر بہت سا دھواں کیا گیا

اور دھواں اس میں جانا شروع ہوا اس کے اندر دھواں جسقدر جانا شروع ہوا۔ اور دھواں جسقدر
بھرتا جاتا تھا وہ پھولتا جاتا تھا یہاں تک کہ پورا پھول کر زمین سے اُٹھا اور وہ شخص اس میں جا
لٹک گیا اور غایب۔ اب اس غبارہ کے اندر دھواں ہی جس کو کالی ہوا کہنا چاہئیے اور باہر بھی
ہوا ہے میں نے اگر عربی پڑھی ہوتی تو کہتا محملہ الدخان بس میری سمجھ میں تو اسطرح امانت دار
نے امانت کو اُٹھالیا وہاں تو غبارہ میں فقط کپڑا اور موم یا اور کوئی مصالحہ تھا اور اس امانت میں
مٹی اور پانی مگر جسوقت وہ زمین سے بلند ہوا تو دھواں جو آگ کا ایک شعلہ ہے اور ہوا اس میں موجود تھی
اسطرح امانت دار نے جو ہیں امانت کو غبارہ کی طرح اُٹھالیا۔ ہوا بھی اس میں پائی گئی اور اس طلسمی
صندوقچہ کے تمام کل پُرزہ چلنے لگے بوڑھے اور جوان دیکھکر کیوں نہ حسد کریں یہ بچے بھی
بڑے بازیگر تماشہ گر نکلے اور اس پر طرہ بادشاہ سلامت کی یادگار تصویر جیسے سونے میں سہاگا
بادشاہ سلامت کی یادگار سے یہ مطلب نہیں کہ بادشاہ سلامت نے دنیا سے سفر کر لیا ہرگز
نہیں ابھی تو وہ امانت واپس لیں گے اور پھر خدا جانے کیا کیا حشر ہوگا یادگار کو ایسا سمجھنا چاہئیے کہ
دارالخلافہ سے دور دور کے شہروں میں بادشاہ کی تصویریں لگائی جائیں جیسے اسوقت کے بادشاہ
کی تصویریں ہر ایک تھانہ میں موجود ہیں آپ فرمائیں گے کہ ایسا جلیل القدر اور بے مثل تو بادشاہ
اور اس کا اتنا کچھ ذکر مگر نام ہے کہ کہیں ملتا نہیں۔ مولوی صاحب جسقدر قصہ ہیں تمام دنیا مگر بیان
ہو کر کسی قصہ کو سچا نہیں بتاتی اختلاف ضرور ہوتا ہے کوئی سچا بتاتا ہے کوئی جھوٹا چنانچہ
اس بادشاہ کے ہر ولایت میں جدا جدا نام ہیں منتروں میں جدا جدا طور پر رعایا یاد کرتی ہی مثلاً ہندوستان
میں جو نام ہے وہ انگلستان میں نہیں جو عرب میں نام ہے وہ فرنگستان میں نہیں ہر ایک نے اپنی اپنی
زبان میں علیحدہ علیحدہ نام رکھ لئے ہیں یا بادشاہ سلامت نے خود ہی اپنی رعایا کی آسانی کیواسطے
جُدا جدا نام بتا دئے ہیں اب لطف یہ ہی کہ ہندوستان والا انگلستان والے سے ملتا ہے تو اپنے
بادشاہ کا نام لیتا ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنے بادشاہ کی عظمت اور بڑائی بیان کرتا ہی
ایک کہتا ہے یہ بادشاہ کا نام ہے۔ دوسرا کہتا ہے نہیں یہ ہے۔ دونوں

آپس میں جھگڑتے ہیں اگر دونوں دونوں زبان جانتے ہوتے تو فی الحقیقت سمجھ میں آجاتا کہ ایک ہی بادشاہ کے دو نام ہیں بوجہ اس کے کہ ایک کی زبان دوسرا نہیں جانتا خواہ مخواہ لڑتے ہیں تو مجھکو اندیشہ ہوا کہ اختلاف کہیں میرے قصہ کو جھوٹا نہ کردے میں نے بادشاہ کا نام نہیں لکھا اور لکھتا تو کہاں تک وہ تو اس قدر زیادہ ہیں کہ جن کا شمار قوت انسانی سے باہر ہے تو بس بادشاہ سلامت ہی میں تو کہونگا پتہ دینے کے واسطے اتنا ہی کافی ہے زیادہ والسلام وشوق ملاقات عاجز کلیمی الدھلوی غفرلہٗ۔

مکتوب ہفتم

عزیز دل وجانم قوت روح روانم مولوی سید فقیہہ الدین صاحب عرف پیارے میاں صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم!

اے بہ درماندگی پناہ ہمہ	کرم تست عذر خواہ ہمہ
قطرۂ ز آب رحمت تو بس است	شستن نامۂ سیاہ ہمہ
خسرو از تو پناہ می جوید	اے پناہ من و پناہ ہمہ

ایک کارڈ آپ کا ملا شیخ حمید اللہ مرحوم کا حال معلوم ہوا۔

عیب رنداں مکن اے خواجہ کزیں کہنہ رباط	کس ندانست کہ رحلت بچہ سال خواہد بود

کے علاوہ کرات ومرات تجربہ ہوا ہے کہ حضرت پیران عظام کا وہ کرم ہے جس کا بیان نہیں ہو سکتا میں نے خود دیکھا ہے کہ اکثر ایسی جگہ خاتمہ بخیر ہوا ہے اور یہی اصل مقصد ہے میرے یاران طریقت میں ایک عورت مسماۃ عصمت بی سکنۂ پنجاب جو اسم باسمی بھی تھی جس کے مکان میں میں موجود تھا وہ بیمار تھی بیماری کی تشدد میں جب کہ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ اس نے مجھ سے پکار کر کہا کہ پیر سائیں کوئی شاہ صاحب آئے ہیں میں نے اس سے کہا کہ دریافت کرو کہ کہاں سے آئے ہو اس نے باآواز دریافت کیا

اور جواب دیا کہ دہلی سے آنا بتاتے ہیں پھر میں نے کہا کہ دریافت کرو کہ نام کیا ہے اس نے آواز بلند پھر دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے اس کا جواب پاکر اس نے ہاتھ پھیلا کر اور غل مچا کر کہنا شروع کیا کہ یہ تو میرے شاہ کلیم اللہ رضی اللہ عنہ ہیں روحی فداہ۔ مجھکو یقین ہو گیا کہ اس کا آخری وقت ہے مگر مجھکو اس پر رشک ہوا اور یہہ شعر ورد زبان تھا۔

شب رحلت ہم از بستر روم تا قصر حور العین	اگر در وقت جاں دادن تو باشی شمع بالینم

اس کے مکان سے تو میں اسیوقت روانہ ہو کر کہیں اور جا ٹھہرا لیکن وہ صبح تک رخصت ہو گئی ایسے ہی اور بہت سے واقعات ہیں جن سے حضرات پیران عظام کی دستگیری کا ایسے وقتوں میں یقین کامل ہوتا ہے سچ ہے وہ جس صورت میں چاہے دستگیری کرے ایسے سخت موقع پر کیوں نہ دستگیری ہوگی جبکہ ادنیٰ ادنیٰ باتوں کا خیال ہے اسی سفر بنگال میں چونکہ میں دودھ اور کدو کے علاوہ کچھ نہیں کھاتا تھا ایک شخص کے ہاں دعوت تھی اس کو دودھ نہیں ملا۔ مولوی احمد جی صاحب چشتی کے طبقہ کے مرید نے جس نے مجھکو کبھی دیکھا بھی نہ تھا اس جگہ سے تین کوس پر مجھکو یہہ کہتے ہوئے خواب میں دیکھا کہ ہمارے واسطے دودھ لاؤ چنانچہ وہ اسیوقت دودھ ہمراہ لیکر حاضر ہوا جسوقت کہ مجھکو ضرورت تھی۔ مولانا صاحب کی خدمت میں سلام شوق عاجز کلیمی الدہلوی غفرلہ۔

مکتوب ہشتم

نحمدہ و نصلی علیہ

پیارے فقیہ الدین سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ برکاتہ۔ بو لپیی ڈاک تحریر ہے۔ عزیزی سید محمد مہدی علی صاحب کو لاریب مجھسے بیحد محبت اور عقیدت ہے مگر غلبہ شوق و محبت نے ظاہری الفاظ میں کچھ فرق ڈالدیا ہے دوسرے سلوک کی کیفیت ان سے زیادہ برداشت نہیں ہوتی جذب کا اثر بڑھ جاتا ہے۔ آپ لوگ مولوی ہیں آپ کی تعلیم آسان نہیں توحید اور کفر کا

فقر میں پورا پورا مقابلہ ہے اور مقابلۂ مقاتلہ سے ہوتا ہے تو توپوں میں لاٹھی جوتے کی لڑائی نہیں بلکہ وار پار کی لڑائی یا تو فقیر یا کافر یا ادھر یا اُدھر۔

شیخ کامل کی ضرورت ہے اور یہاں شیخ کامل واقف کار سے مراد لی گئی جو دوسرے کو اُس کی باریکیوں سے آگاہ کر سکے۔ سید صاحب نے بوجہ زیادتی محبت اور خصوصیت کے آپ کو۔ الف۔ ب۔ ت۔ ث۔ بتادی حالانکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب تک لڑکا الف نہ یاد کرے اور کچھ بتانا نہیں چاہئے اور پھر غلبۂ محبت اور جلدی میں کچھ اُلٹ پلٹ بھی ہو گیا جسکی تشریح کی ابھی ضرورت نہیں مگر یہ ضرور ہوا کہ مجھکو شبہ ہو گیا کہ سید محمد مہدی علی صاحب کچھ بھول تو نہیں گئے اِن کو ضرور چند روز میرے پاس رہنا پڑیگا اب اگر آپ کو کچھ اس طرف رجوع کرنا ہو تو جبتک چند روز صحبت میں نہ رہیں گے۔ اِن اُمور کا سمجھنا خارج از قیاس ہے آپ چونکہ مولوی ہیں آپ کو پورے طور پر صاف طرح سے سمجھنا چاہئے کیونکہ خطرات آپ پر زیادہ وارد ہوں گے اِس لئے کہ آپ کے خیالات بوجہ علمیت کے زیادہ وسیع ہیں میں بہت مختصر طور پر اس معاملہ کی نسبت چند سطور میں تحریر کرتا ہوں کئی دفعہ اس کو پڑھکر سمجھ لیجئے جب مسلمان پر یہ خطرات وارد ہونے لگیں کہ اس علم ظاہری کے علاوہ کوئی اور علم بھی ہے یا یوں سمجھ میں آئے کہ ہم نور ایمان حاصل کرنیکی کوشش کریں۔ یا حلاوت ایمان ملے یا لطف عبادت حاصل ہو یا ایسی کوئی بات ہو جس سے ایمان پختہ ہمارے قلب میں آئے یا اطمینان قلب حاصل ہو یا واعبد ربك حتى یاتیك الیقین کا مصداق ہو تو اس کو اسیطرح تلاش کرنی چاہئے جیسے آپ نے شفیق اُستاد کی تلاش کی اور علم حاصل کیا اسیطرح کسی شخص کو جو اس کے علم کے اندر آسکے احاطہ کی قید میں اس کو بتا سکے تلاش کرے اور ضرور اس کا شاگرد ہو۔ تاکہ وہ بھی پہلے اُستاد ظاہری کی طرح اِس کو آمادہ اور شائق سمجھکر اس کے ساتھ محبت اور شفقت سے پیش آئے اور سبق پڑھائے پھر وہ استاد جس کو پیر و مرشد کہتے ہیں اوّل اوّل مجاہدہ بتائیگا جو اس زمانہ میں بوجہ کمی ہمت اور طلب کا خوب کرنا نہیں چاہتے پھر شیخ رابطہ

بتائے گا۔ اسوقت عام طریقہ اس کا یہ قرار دیا گیا ہے کہ صورت شیخ ہر وقت اپنے سامنے
رکھو پاخانہ میں نماز میں ہر جگہ یہہ تو عند الشرع شریف شرک ہے اور جس کو رابطہ شیخ بتایا
گیا ہے اس کے معنوں سے بھی خلاف ہے مگر بوجہ ناواقفیت زیادہ یہی بتایا جاتا ہے
ہر وقت نہیں بلکہ کسی وقت دن رات میں مقرر کر کے تنہا بیٹھیں گھنٹہ دو گھنٹہ تین گھنٹہ
چار گھنٹہ زبان کی نوک تالو سے لگا کر ناف سے سانس لے لفظ اللہ کے ساتھ سانس
کے اندر جانے میں کہے اللہ اور باہر نکلنے میں کہے ہو مگر اللہ اور ہو دونوں خیال کے ساتھ زبان سے
نہیں اور سانس روک روک کے نشست میں اپنے آپ کو نہ سمجھیں شیخ کو یعنی پیر کو یعنی استاد کو سمجھیں کہ
وہ بیٹھا ہے میں نہیں ہوں اور اس کے جواز کی سند ہر ایک جاہل مسلمان جانتا ہے پھر
اس کے بعد چلتے پھرتے ہر وقت میں اپنے آپ کو محو کرے اور صورت مرشد کی قائم
کرے۔ اب رہی نماز تو آپ۔ الف۔ ب۔ ت سیکھتے ہیں نماز یعنی وہ نماز آپ پر فرض نہیں
جب آپ بالغ ہو جائیں گے تو وہ نماز آپ پر فرض ہو گی یعنی جب منی آپ میں سے بالکل
نکل جائے گی تو آپ بالغ ہوں گے تو نماز بھی آپ کو خود بخود آجائے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ
سمجھا بھی دیا جائیگا۔ اب رہا یہ کہ صورت شیخ آتی ہے میں اسکو نکالتا ہوں آپ بڑا ظلم کرتے
ہیں انصاف کیجئے تمام احکام شریعت اختیار پر ہیں نہ کہ اضطرار آپ نماز میں بلائیں نہیں
اور اگر اضطرار سے آجائے تو آپ کا اختیار نہیں جب اختیار نہیں تو شرع شریف کا حکم
نہیں ہاں اس کو اس بے اختیاری میں کیا تو سنئے جب آپ کا اختیار اس صورت کے
آنے میں نہیں تو سمجھ میں کیا اختیار ہے مگر بہر حال ہے تو شیخ کی صورت ۔ نہیں آیا
شیخ کی صورت سے موٹا سنڈا امام ہمارے آگے کھڑا ہوتا ہے تو نماز میں کچھ نقصان
اور ہمارے اختیار سے باہر ایک لطیف شئے بغیر سایہ اور جسم کی شکل ہمارے سامنے آتی ہے
جس سے ہمارا قلب نرم ہوتا ہے رقت کی آمد ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف دل رجوع
ہوتا ہے تو وہ پھر کیوں حرام ہو گی مگر ہاں ان تعریفوں کے ساتھ میں اگر آپ اسکو

بڑائیں تو بیشک نقصان کی بات ہے۔ شرک کی تعریف میں ضرور آجائے گا اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم اور حضرت رب العزت کے معاملہ کو ابھی رہنے دیجئے فقط امر شد سے نمٹ لیجئے۔

اس کے بعد یہ دو سیڑھیاں ہیں اور جو کچھ شرع نے بتایا ہے ان دونوں کو آپ ہی سمجھتے ہیں
اور تعلیم فقر میں جب تک صحبت نہ ہو کچھ نہیں ہوتا۔ میں نے لکھ تو ضرور دیا ہے مگر مجھ کو ہرگز اُمید نہیں کہ
آپ کی تسلی ہو جائے گی رو برو بفضلہ تعالیٰ ضرور آپ مطمئن ہو جائیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ فقط
عاجز کلیمی الدہلوی غفرلہ ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء

مکتوب نہم

مولانا سید فقیہ الدین صاحب سلمہ۔ السلام علیکم۔ آپ کا کارڈ بھی آگیا دوسرا کل پہنچا شرح اور
مفصل جواب یہ ہے

چو یوسف کسے در صلاح و تمیز	بسے سال باید کہ گردد عزیز

اول چار ماہ تک زمین کو درست کیا جاتا ہے ہل برابر چلائے جاتے ہیں پھر اچھے گھر سے بیج ڈالا جاتا ہے
پانی دیا جاتا ہے جانوروں سے حفاظت کی جاتی ہے چھے ماہ تک انتظار کیا جاتا ہے پھر کاٹا جاتا ہے
بہت سی مشقتوں کے بعد گندم گھر لائے جاتے ہیں پھر ان کو پیس کر آٹا گوندھا جاتا ہے آگ جلا کر توا گرم
کیا روٹی پکی یہاں تک کہ نوالہ حلق میں ڈالا اب بھی کچھ کام نہیں چلا جب تک کہ منہ نہ ہلایا جائے۔
جب منہ چلایا گیا تو نیچے اُترا اس قدر تکالیف اٹھا کر روٹی کھائی۔ اس سے وہ نتیجہ نکلا کہ جس کے انجام سے
خود نفرت آئی تو بس جس کا انجام خوش آئندہ اور تازگی روح کا باعث ہو اُس میں اس قدر جلدی۔
محنت تو چوبیس گھنٹہ میں ایک گھنٹہ بھر بھی کامل نہیں اگر من اولہ الی آخرہ تمام روز شب ساڑھے
چار مہینہ اس کو کوئی شخص آپ جیسا کرے تو میں رقت اور لطف اور مزہ سب کا ذمہ دار ہوں مگر ہائے
اس قدر طلب کہاں۔ میرے پیارے میاں میں نے والدین اور گھر بار لطف دنیاوی مزہ دار کھانا
ملنا جلنا سب ترک کر دیا۔ تو چھ ماہ بعد اس قدر اثر ہوا کہ رقت ہر وقت ہاتھ باندھے کھڑی رہتی تھی۔

محبت اور شوق ہر وقت سمندر کی لہر کی طرح رہتا تھا اول تو یہ کمی ہے کہ آپ نے اپنے تئیں کسی سلسلہ میں مسلسل نہیں کیا۔ فقط آپ کے میرا نہو رکٹرہ آنیکی وجہ سے مجھکو آپ سے تھوڑا سا تعلق ہے جو کچھ اب ہو رہا ہے تھوڑی سی محبت کا نتیجہ ہے ؎

بجو پسندت کہ سعد از عشق وحال چاہ داری	ملا تنہائے گونا گوں جراحتہائے بے مرہم		
کفر کافر را و دیں دیندار را	ذرۂ دردے دلِ عطار را		

محبت سے فقط درد پیدا ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ عطا فرمائے تو اس کے مقابلہ میں نہ کوئی جنت آسکتی ہے اور نہ حور۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اس قدر آپ پر فضل کیا ہے۔ کہ دل لگنے لگا تو اس کو بیش از بیش کیجئے اور اسوقت کو جب تک کہ آپ پا بجولاں ہوں غنیمت سمجھئے میں تین دفعہ اس سے بھاگ کر مفقود الخبر ہوا تھا اس لیئے کہ ؎

در راہِ خدا کہ رہ زنانند	آں راہ زناں ہمیں زنانند

جلسہ اور رامپور جس جگہ آپ جائیں گے وہ لطف آنا غیر ممکن ہے۔ اب محافل و مجالس اکثر پیران عظام کیواسطے نہیں کیجاتیں بلکہ اپنا رشد اور اعزاز و نام بڑھانیکے واسطے کیجاتی ہیں تاکہ اس نام سے روپیہ جمع ہو جائے تو جب یہ نیت ہو تو کس طرح پیرانِ عظام کے احکام پر عمل درآمد ہو جو کچھ آپ نے کٹرہ میں دیکھا وہ بالکل اس سے دور ہے تین سو روپیہ کا میں اس عرس شریف میں قرضدار رہا ہوا۔ جو ابتک آدھا بھی ادا نہ ہوا اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے اور تمام سال کوشش کرکے ادا کرتا ہوں نیت المرء خیر من عمله آپ تو خود جانتے ہیں جیسی نیت عرس کرنیوالے کی ویسا اثر۔ اب آپ کہیں گا تا نہ سنیں اور محنت کیجئے ہر کہ دعوی محبت کند و دل بمحبت نہ دہد محبت نیست۔ اس فقرے میں ایک مشکل کے تین لفظ ہیں تینوں پر نقط نہیں دیئے آپ خود پڑھ لیں اس سبق میں آپ جلدی نہ کریں اس کو آپ خوب یاد کرلیں کیونکہ یہ قاعدہ ہے جب آپ قاعدہ اچھی طرح یاد کرلیں گے تو پھر تمام سبق آسانی سے آجائیں گے ؎

شود سالک زبندِ خود رہا آہستہ آہستہ	پرد از دستِ خود رنگ حنا آہستہ آہستہ

دل از خلوت کند کسب صفا آہستہ آہستہ	صدف گوہر نماید قطرہ را آہستہ آہستہ
اصاحب شہر ہاں یکبار نسبت کے شود پیدا	بدریا میتواں شد آشنا آہستہ آہستہ

زیادہ والسلام شوق عاجز نکیم غفرلہٗ

مکتوب دہم

ھُوَ الکلُّ

گرامی عزیز جانم مولانا احمد جی صاحب چشتی سلمہٗ اللہ تعالیٰ۔ السلام قبل الکلام۔
برخوردار ضیاء الدین سلمہٗ کی نسبت جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے وہ درست ہے ہر ایک باپ کو اپنے بیٹے کے ساتھ ایسی ہی محبت ہونا چاہیئے مگر خیال اس قدر ہوتا ہے کہ مکان پر آپ کے اس قدر مدت تک رہا تو اس پر کچھ اثر نہ ہوا اب دو تین مہینہ کے سفر میں رہ کر اس پر کیا اثر ہو جائے گا۔ یہ ایک عجیب بات ہے اول اس کو آپ کا مرید ہونا چاہیئے اس کے بعد محنت کرنی چاہیئے۔ چلہ کرنے چاہئیں جب کچھ اثر ہونے لگے اور آپ اس کو اجازت کے قابل دیکھ لیں تو بجا اور درست ہوگا کہ آپ اسکو مریدوں میں ہمراہ لیجائیں۔ لوگ اس کے ہاتھ پر بیعت کریں آپ کا اور میرا دل خوش ہو۔ ورنہ صورتِ موجودہ میں تو اس کے ساتھ بیدردی اور عداوت ہے۔ کیونکہ وہ کاہل پیرزادہ جدفروش ہو جائے گا اور یہی اپنا پیشہ کرے گا اور تمام عمر کیواسطے بیکار ہو جائے گا۔
حبّ الشیٔ یعمی و یصم حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے درست فرمایا ہے کہ کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ آپ نے اس کا انجام نہ سوچا بوجہ محبت کے اس امر کا ارادہ کیا اول تو آپ اس کا عقیدہ درست کریں آپ کا مرید ہو۔ آپ برس چھے مہینے اس کو میرے پاس رکھیں اگر وہ اس قابل ہو گیا کہ صاحبِ اجازت ہو تو بہتر ورنہ اس کو نوکر رکھا دیا جائیگا یہ پیشہ پیری مریدی کا اگرچہ اسوقت بالکل پیشہ ہو گیا ہے مگر اپنے نفس کیواسطے اور دوسرے کیواسطے پیشہ ہونے میں تھوڑا سا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو بزرگی عطا فرمائی ہے۔

یہ اُس کا کرم ہے بغیر محنت و مشقت کے اور بغیر عقیدے کے کوئی شخص اپنے بیٹے کیواسطے وہی عزت چاہے تو اس کا خیال بیجا ہے آپ میری اس تحریر پر ناراض نہوں میرا قاعدہ ہی نہیں کہ جو کچھ دل میں ہو اُس کے خلاف زبان پر آئے زیادہ والسلام و شوق ۔ عاجز کلیمی غفرلہٗ ۔

مکتوب یازدہم

ھُوَالکُل

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ ۔

ہیچ نکشد نفس را جز ظل پیر	دامن آں نفس کش را سخت گیر
اے کہ کردی ذات مرشد را قبول	ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول
در بشر روپوش آمد آفتاب	فہم کن واللہ اعلم بالصواب

قوت روح روانم منشی غلام محی الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ السلام قبل الکلام ۔ محبت نامہ پہنچکر باعث سرور و کشف حالات ہوا اس خط سے معلوم ہوا کہ کوئی خط آیا دو ایک سوال ہیں کچھ بات چیت ہے جس سے کچھ لطف تو آیا میں نے خط کی پیشانی پر ایک آیت قرآن شریف کی لکھی ہے ۔ جس کے معنی یہ ہوتے ہیں ۔ "کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اور اتقا کیا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ پکڑو" اگر یہ کہا جائے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ تو اللہ مخاطب ہے ایمان والوں سے اور ایمان جب تک ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ حضور کا وسیلہ نہ کردانا جائے تو ٹھیک نہیں بیٹھتا پھر خیال ہوتا ہے اچھے اچھے کاموں کا وسیلہ ہوگا تو خدا مخاطب ہے متقی لوگوں سے پھر اب کونسا وسیلہ رہا ۔ بس یہی پیری مریدی کا سلسلہ تو نص قطعی سے مرید ہونا فرض ہوا ۔ علاوہ اس کے بہت بڑی دلیل قرآن شریف سے دوسری جگہ ہے ۔ وہ اس طرح ہے کہ ہر ایک چیز کے دو رخ ہوا کرتے ہیں ایک اس کا ظاہر ایک باطن ۔ اسی طرح ایک قرآن شریف کا ظاہر اور ایک بطن ۔ اسی طرح علم کے بھی دو رخ ہیں ایک علم ظاہری اور

ایک باطنی۔ جس کا ثبوت قرآنِ شریف سے اس طرح ہے کہ سورۂ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام
اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی تھے اور نبی بھی اُولوالعزم۔
پھر بھی اِن کو دوسرے علم کے سیکھنے کیواسطے ایک شخص کی ضرورت ہوئی۔ جو باطن کا علم جانتا ہو
جس کو علمِ سینہ کہتے ہیں۔ چنانچہ وہ تلاش میں روانہ ہوئے اور اُن کو وہ صاحب ملے۔ مگر چونکہ
احکامِ ظاہری یعنی شرع جس کے وہ مالک کئے گئے تھے اُن پر غالب تھا۔ اسوجہ سے علمِ باطنی کی
جس کو وہ سمجھ نہ سکتے تھے تاب نہ لاسکے اور ہر دفعہ سوال کر بیٹھے کہ ایسا کیوں کیا۔ اگر وہ خاموش
رہتے تو بہت سے ایسے بھید منکشف ہو جاتے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے العِلم عِلمان عِلم الابدان و علم الادیان: علم دو ہیں علم بدنوں کا یعنی حقیقۃ
الاشیاء اور علم دینی جب تک کہ ماہیتِ اشیاء معلوم نہ ہو حلال و حرام کی تمیز نہیں کرسکتا۔ ہے
اَنَا مَدِیْنَۃُ العِلمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔ میں شہرِ علم ہوں اور اس کا دروازہ علی ہیں تو کوئی بتا سکتا
کہ حضور سرورِ کائنات مفخرِ موجودات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وقت میں کوئی فقہ کا مدرسہ تھا
یا حدیثِ شریف یا قرآنِ شریف یا طب کی کوئی یونیورسٹی تھی جس کے آپ شہر میں اور حضرت
علی کرم اللہ وجہہ دروازہ۔ ہاں تھا جس کے آپ آفتاب جس کے آپ ماہتاب ہیں جسکی انسان کو
سخت ضرورت ہے وہ کونسا علم علمِ عرفان حضرت رب العزۃ تو اس کی کیا ضرورت ہوتی ہے
اور کس کام آتا ہے ؎

عکسِ روئے خویش را آمیختیم در آب و گِل	شکر کن گرسندہ بر لطف و بر احسانِ ما

تاجِ خلافت رکھکر حضرتِ انسان کو دُنیا میں حکومت کرنیکے واسطے بھیجا تو انسان کو چاہئے تھا کہ
اپنے بادشاہ کی فرمانبرداری کرتا اور اچھی طرح غور کرتا کہ مجھ میں کون کون سی ایسی عجائب چیزیں
ہیں کہ جنکی وجہ سے تمام عالم پر میری حکومت ہے جسکو میں سنتا ہوں جسکو میں دیکھتا ہوں وہ
سب کچھ میرے واسطے بنایا گیا ہے۔ آسمان و زمین آفتاب و مہتاب آب و آتش۔ جبرائیل
میکائیل اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام غرض کہ جو کچھ ہے وہ سب حضرت انسان کے واسطے مگر

مگر یہ ایسا ناشکرا ہے کہ اس کو اپنی کچھ قدر نہ ہوئی نہ اپنے بادشاہ کی اطاعت کی اور نہ اپنے آپ کو اس نے جانا اگر فقط اپنے آپ کو جان لیتا تو ضرور اس کو اپنے بادشاہ کی عظمت کا کچھ نہ کچھ پتہ لگتا یہ تو اگر اس قدر ایرے غیرے پچکلیان میں مصروف ہوا کہ نہ اس نے اپنی قدر کی نہ اپنے آپ کو جانا پھر بادشاہ کو کیا جانتا تو بس اس شناخت کے واسطے پیر کرنیکی ضرورت ہوا کرتی تھی۔ اب یہ طلب ہی نہ رہی اس کو بیکار محض اور فعل عبث تصور کر لیا گیا ہ

مرحبا اے ہدہد فرخندہ فال	مرحبا اے طوطیٔ شکر مقال
مرحبا اے بلبل باغ کہن	از گل رعنا بگو با ما سخن
در زمان ہفت آسمان طے کنی	مرکب حرص و ہوا را پے کنی
یافت قالب طینت پاکی ز تو	شد پریشان آدم خاکی ز تو
دم بدم روشن کنی در دل چراغ	ہر نفس از عشق سازی سینہ داغ
از تو روشن کوکب ایمان من	پردہ ہا بردار از رخ جان من

بفرض محال اگر کسی کو طلب ہوئی بھی تو اس کو اس زمانۂ پُر محن میں اول ہی اول نہایت دشواریوں کا سامنا ہوتا ہے۔ جو کتابوں میں پیروں کے حالات درج ہیں۔ وہ کہاں ان کے خلاف اور بالکل خلاف۔ آنکھوں کے سامنے آئیسے اور زیادہ طبیعت پریشان ہوتی ہے۔ تو اگر کسی کو طلب بھی ہو تو اس کو ایک امر کا خیال رکھنا چاہئیے یعنی بزرگوں سے عقیدت کیسا ملتا رہے اور اپنے قلب کے خیالات کو یعنی وسوسوں کو خیال میں رکھے کہ ان کی صحبت سے کوئی اثر اس کے قلب پر ہوتا ہے جتنی دیر ان کے حضور میں بیٹھے اتنی دیر کا اندازہ کرے کہ کس قسم کے وسوسۂ قلب پر طاری ہوئے اگر دنیا کے خیالات میں کوئی فرق ان کی صحبت نے ڈالا تو معلوم ہوا کہ ضرور صاحب اثر ہیں۔

اگر قسمت سے کوئی ایسا مل جائے کہ جتنی دیر اس کی صحبت میسر ہو اتنی دیر کے واسطے تمام دنیاوی خیالات محو ہو جاویں تو پھر اور کیا چاہئیے مگر اب ایسے حضرات کہاں لیجئے آپنے

تو فقط اس قدر سوال کیا تھا کہ مرید کیوں ہوتے ہیں۔ میں تو ایسا آدمی ہوں جس سے ذرا بھی محبت
ہو گئی اس سے بکواس شروع کر دی۔ بھائی پیری مریدی کی تو یہ شان تھی جو میں نے بیان کی۔ مگر
ایک دوسرے قسم کی بھی پیری مریدی ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ کسی پیر کو تلاش کرو جو بی جنت کا پٹہ لکھدے
اور دوزخ خاں سے نجات دلوا دی اگرچہ یہ کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا کہ آقا سے ڈرے نہیں اور
آقا کے غلام سے ڈرے جیسا یہ بندہ ہے۔ ویسی ہی میاں دوزخ خاں بلکہ یہ سب سے افضل ہے
باعثِ ایجادِ عالم حضرت انسان ہیں خواہ وہ کام اور کچھ کریں۔ مگر شانِ نزول آپ کی ہی ہے
تو اس اُمید اور خوف کے لالچ پر اب کوئی پرہیز گار آدمی ڈھونڈھا۔ اس سے کوئی ورد وظائف
دریافت کئے اور کچھ کرتے رہے۔ تیسری قسم کی پیری مُریدی بھی سُن لیجئے۔ سقہ۔ دھوبی۔ بھنگی
میراثی حجام۔ وغیرہ کو روپیہ دو روپیہ چار روپیہ سالانہ دیا کرتے تھے۔ اور اُن کے ذمہ جو کام تھا
لیتے تھے۔ خیال ہوا کہ ایک پیر بھی کر لیں۔ اتنی ہی داموں وہ بھی آجائے گا۔ اُس پہ اُن سب سے
زیادہ گٹھڑی لاد دیں گے۔ پیر کر لیا۔ اور جو کچھ دنیا کے کام ہوئے اُس سے لینے شروع کر دئے
اگر کوئی کام ہو گیا۔ واہ پیر۔ اور اگر نہ ہوا تو دیکھ لیا تو نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی۔ بس اب
اس قسم کی پیری مریدی کا زیادہ رواج ہے اگر آپ کسی کے مرید نہیں ہو اور پیر کی تلاش ہے تو
اگر مذکورہ بالا پہلی قسم کا پیر کہیں مِل جائے تو مجھکو بھی اطلاع دیجئے گا۔ میں بھی ضرور مرید ہونگا
مجھکو پھر اندیشہ ہے کہ خط طویل ہو جاتا ہے اور ابھی آپ کی ایک بات کا جواب پورا نہیں ہوا
کہیں آپ گھبرا نہ جائیں میں تو قلم برداشتہ لکھ رہا ہوں۔ ہاں تو مذکورۂ بالا پہلی قسم کی پیری
مریدی میں مرید کو کیا کرنا ہوتا ہے جو کچھ پیر کہے وہ دھیان گیان کرنا ہوتا ہے جس سے دنیا کے
کاموں میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ خیالات کی صفائی جسکو قلب کی صفائی کہتے ہیں پیر وہ
صفائی کراتا ہے یہ بات خدمت سے حاصل ہوتی ہے۔ خدمت کیسی ہاتھ پاؤں روپیہ پیسہ
کی نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَشْتَرُوا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا میری آیات کو تھوڑے
داموں کے مقابلہ میں فروخت نہ کرو اس سے یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ بہت سے داموں میں

فروخت کر دینا۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ کے آیات کے مقابلہ میں ہر دو عالم تھوڑے دام ہیں۔ اگر کچھ قیمت رکھتا ہے تو یہ یعنی اس کا نفس تو جو کوئی شخص اپنے آپ کو فروخت کر دیتا ہے اور خدمت میں منہمک ہو جاتا ہے اُس کیواسطے وہی آیات (ثمناً کثیرا) ہو جاتی ہے۔ اب رہی دوسرے نمبر کی پیری مریدی اُس میں چکی پیوائی جاتی ہے۔ یعنی محنت ورد وظایف سب کچھ ہوتا ہے۔ اب رہی تیسرے قسم کی پیری مریدی۔ اس میں تو صاحب زیادہ روپیہ کا صرف ہے جس قدر روپیہ زیادہ پیر کو دوگے اُسی قدر پیر زیادہ راضی رہے گا تو اب آپ سمجھ لیں کہ کیا کرنا ہوتا ہے۔ مجھکو کیا خبر ہے کہ آپ کس قسم کی پیری مریدی کا ارادہ رکھتے ہیں ہاں تو ایک طرح اور باقی ہے وہ یہ ہے کہ کسی شخص کو کسی پیر سے کچھ حاصل ہو جائے۔ پیر خود محبت کرے یہ شاذ و نادر ہوتا ہے اور اُس کو محبت ہوئی بھی تو ہمیشہ تو اُس کا دہ خیال رہا نہیں کرتا اُس کے محبت کے وقت کی قدر کرنی چاہئے لو اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں بہت بڑا طول طویل خط ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً مجھکو تعجب ہے کہ مسلمانوں نے دو اور تین اور چار عام طرح پر کیوں نکاح جائز رکھے ہیں ایک بیوی کا حکم ہے کیونکہ دو اور تین اور چار کیواسطے شرط رکھی گئی ہے۔ انصاف کی اور انصاف ہے ناممکن سا۔ جس وقت دوسرے کا خیال آیا اُسیوقت سے انصاف نے بوریا بدھنا باندھا۔ علاوہ اس کے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے اللہ تو خوب جانتا ہے میں اپنی بیویوں میں انصاف کرتا ہوں مگر قلب میرا عائشہ کی طرف ہے اور وہ تیرے اختیار میں ہے۔ تو اب فرمائے کون انصاف کر سکیگا اور کس کو دعوے ہے۔ اب رہی اولاد بیشک اگر قسمت میں ہے تو اسی موجودہ بیوی سے بھی ممکن ہے۔ آپ شرح لکھیں کہ آپ کی عمر کیا ہے آپ کی بیوی کی کتنی عمر ہے کوئی بیماری تو دونوں میں سے کسی کو نہیں ہے۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ میں لکھوں گا کہ کیا ہونا چاہئے۔ ضرور والدین کی اطاعت فرض ہے مگر ایسے ہی جھگڑوں میں والدین پھنسا کر رخصت ہو جاتے ہیں اور اولاد کو

بھگتنا پڑتا ہے۔ وہ اپنی خوشی کر کے چلتے ہوئے۔ اور درگلویم سنت پیغمبر است اس قسم کی اطاعت جس سے مواخذۂ اُخروی اُس کے ذمہ ہوتا ہو ہرگز جائز نہیں۔ والدین کو تو مواخذہ قیامت سے بچانا چاہئے مگر اب مسلمانوں میں اولاد کی عاقبت کا بالکل خیال نہیں رہا اور یہی ادبار ہے۔ ہاں صاحب جیب میں خط نہ رکھا کیجئے۔ کیونکہ اکثر خطوط میں آیات و احادیث ہوا کرتے ہیں اور عظمت قرآن شریف جو ایک آیت کی ہے وہی سارے قرآن شریف کی ہے۔ بھلا دیکھئے تو آپ اور آپ کی جیب کہاں کہاں جا اور بیجا جاتی ہے تو آیات قرآنی شریف بھی وہاں چلے جاویں گے دنیا میں تکلیف اور آرام کس امر کا ہے لوگوں نے دو فرضی لفظ مقرر کر لئے ہیں اور دونوں کی ایک بڑی عظیم الشان فہرست بنالی ہے ایک کے نیچے غموں کی اسم وار فہرست اور ان کی طرح طرح کے نام گھڑ لئے ہیں اور ایک کے نیچے خوشیوں کی فہرست اور ان کے قسم قسم کے نام ایجاد کر لئے ہیں ورنہ فی الحقیقت دونوں ہیچ ہے۔ اگر کوئی مر گیا تو کیا نئی بات ہوئی ہے اسی واسطے پیدا ہوتا ہے۔ اگر کوئی پیدا ہوا تو کیا عجیب حرکت ہوئی۔ شادی اور غمی دونوں ہم وزن ہو جائیں تو پھر دنیا میں تکلیف ہی کیا باقی رہی۔ دنیا اس کے واسطے جنت ہو گئی۔ زیادہ والسلام شوق ؎

عاجز کلیمی دھلوی غفرلہٗ ؎

مکتوب دوازدہم

ھو الکل

عزیز دل و جانم منشی غلام محی الدین صاحب سلمہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ قَلْبِیْ لَدَیْکُمْ آپ کے کارڈ کے جواب میں جی چاہتا ہے کہ ایک بڑا طولانی خط لکھوں مگر وقت مدد نہیں دیتا مجبور ہوں مسجد کا حجرہ بنوا رہا ہوں تعمیر خانقاہ شروع ہے اور کیا کیا کام ہیں مگر خیر کچھ تو لکھنا شروع کرتا ہوں نہ اس وجہ سے کہ میں اسلام کا دِل دادہ ہوں نہ اِس باعث سے کہ دنیا کے تمام مذاہب میں چکر میں نے اس کی

غلامی اختیار کی ہے اس لئے کہ میں اسلام کے بانی اور ان کے جانشینوں کو دنیا کے اعلیٰ انسانوں سے بدرجہا برتر سمجھتا ہوں۔ نہیں بلکہ میں اسلام کے ہر ایک حکم کو تمام دنیا کے انسانوں کیواسطے اس لئے بہتر سمجھتا ہوں کہ دنیا میں اگر کوئی چیز قابل قدر ہے جس سے انسان انسان ہو سکتا ہے تو وہ ہمدردی ہے اور اسلام کے ہر ایک طریقہ سے ہر ایک گوشہ سے ہر ایک رکن سے خواہ خاص ہو خواہ عام اسلام کے ہر ایک اصول سے ہر ایک فروع سے ہمدردی ٹپکتی ہے اسلام تو وہی ہے جو پہلے تھا مگر اس کے علاوہ اس کے حاکم ظاہری اب وہ نہیں ہے اس وجہ سے کایا پلٹ سی ہو گئی ہائے یہ وہ اسلام نہیں نہ اس کا رنگ و روپ وہ ہے نہ اس کی خوشبو وہ ہے۔ افسوس افسوس ہزار افسوس جس اسلام نے ڈھائی روپیہ سیکڑہ اپنی گرہ سے نہ دینے والے کلمہ گو یوں پر پہلی خلافت میں شمشیر نکالی تھی اب اس میں چار آنہ فی صدی سود کے مسئلہ کی تحقیقات ہونے لگی ۵

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

میرے پیارے ابھی آپ کسی مولوی سے دریافت نہ کریں کسی حدیث شریف کو مشکوٰۃ اور بخاری اور صحیح مسلم سے نہ نکالیں فقط زکوٰۃ کے فرض ہونے پر عقل سے قیاس کریں کہ حکم ہمارے واسطے یہ ہے نا کہ جب ہمارے پاس ہماری ضرورتوں سے زاید سو روپیہ سال بھر رہے یا سو روپیہ کا سونا چاندی کا اسباب رہے تو ہم کو ڈھائی روپیہ غریب ضرورتمندوں کو دینے ہوں گے۔ کہاں تو یہ حکم اور کہاں یہ اندھیر کہ جب ہمارے پاس سو روپیہ ہوں تو ہم ایک ضرورتمند سے ایک روپیہ لیکر اس کے پاس امانت رکھوا دیں ایک تو جان جوکھوں کی چیز جو تمام دنیا سے برا بنانیوالی ہے ہم کو اس کی چوکی داری نہ کرنی پڑی پھر الٹی اس سے ایک مقررہ رقم بھی لیں اور وہ دعویٰ جو اسلام کی ہمدردی کا تھا جو زکوٰۃ فطرہ قربانی وغیرہ سے اسلام نے ثابت کیا وہ کہاں گیا۔ سود کا مسئلہ تو تحقیقات کے قابل ہی نہیں قرآن شریف حدیث شریف عقلِ شریف سب اسکو مکروہ حرام ناجائز بتادیں گے اگر زکوٰۃ کو فرض مانا جائے تو سود یا جس کا منافع نام رکھا گیا ہے کسطرح جائز ہو نہیں سکتا آپ کسی مسلمان اور عیسائی

کے بہکانے میں نہ آئیں اور ہرگز کسی بنک سے ایک پیسہ بھی نہ لیں اور نہایت جوانمردی سے ڈھائی روپیہ سیکڑہ رجب کے مہینہ برابر دیئے جائیں ہیں نے اپنی اتنی عمر میں تجربہ پیدا کیا ہے کہ زکوٰۃ دینے والیکا مال ضایع نہیں ہوتا۔ چوری گیا ہوا مال واپس ملتے میں نے دیکھا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو بھی کیا ڈر ہے کون ساتھ کیا لے گیا ہاں جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق اسکو صرف کیا وہ ضرور ساتھ لے گیا آپ ضرور ایسے مسائل مجھ جاہل سے دریافت کر لیا کریں اگرچہ میں نے صرف و نحو بھی نہیں پڑھی مگر بفضلہ تعالیٰ اسلام کی عظمت نے میرے دل میں گھر کر لیا ہے اور یہی دعا ہے کہ اس کی عظمت روز افزوں ہو اور فی الحقیقت اسلام ہی ایسی چیز ہے کہ جس کو پسند اور قبول کرنا چاہیئے ؛ والسلام تم الکلام۔ عاجز کلیمی غفرلہٗ ؛

مکتوب سیزدہم

عزیز جانم حافظ یوسف علی خاں صاحب سلمہٗ ؛ السّلام علیکم ؛

دھن رے دھنئے اپنی دھن	غیر کی دھن کا پاپ نہ پن
تیری روئی میں چار بنولے	سب سے پہلے ان کو چن
روئی کو دھن کے سوت بنا کے	پاگ پیارے پی کی بن
اچھی تو جب ہی دھنکی جائے	سگری تانت بجے تن تن
تیرا پیا تو مہا گنی ہے	کر لے تو بھی کوئی گن
جو تو چاہے ہر کو فریدا	آنکھ کان کر لے سن
باز عاشق شدم و دل بہ جوانی دادم	خواجہ را گو کہ بیاید بہ مبارک بادم

آج پانچ روز سے باہر کے قوالوں نے حیران کر رکھا ہے رات بھر گانا سنتا ہوں دو دفعہ ٹوپی اور چادر خرید چکا ہوں اور پھر ننگا بیٹھا ہوں۔ بالکل دم لینے نہیں دیتے اور وہ صاحب جو کچھ کر رہے ہیں اُس کا کیا بیان کروں مقدمہ اور کسی کام نے مجھکو دہلی میں

نہیں روکا کیڑا بس بات تو یہ ہے جو کچھ ہو وہ ہو۔ آخر اپریل تک میں گھر سے بفکر ہوں مرنے والے کو
میں روک نہیں سکتا مگر افسوس جلال آباد کی حالت پر ضرور رہا میں شاہ صاحب کو تحریر کر چکا ہوں
اور آج پھر لکھتا ہوں ۔ والسلام عاجز کلیمی غفرلہٗ

مکتوب چہاردہم

عرس شریف حضرت محبوب الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خبر سنکر لکھا گیا۔ صاحبزادہ صاحب
حسن نظامی سلمہٗ۔ السلام علیکم میرا خط اور کارڈ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں داخل دفتر ہو گئے۔
ورنہ کچھ نہ کچھ تو جواب آتا مجھ کو ایک سچے واقعہ کی خبر ملی ہے دل چاہتا ہے کہ آپ کو بھی سناؤں
ایک عالی نسب والا حسب بچہ یتیم ہو گیا والدہ صاحبہ نے نہایت جانفشانی اور تکلیف اٹھاکر
اُس در یتیم کو پالا اور پرورش کیا۔ ظاہری علم سے فارغ التحصیل بھی کر دیا مگر بچہ ہوش سنبھالتے ہی
ایک بے مثل صورت پر عاشق ہو گیا۔ بچہ کی خواہش تھی کہ اس سے میرا عقد ہو جائے۔ رشتہ کنبہ
والے لوگ بہت چاہتے تھے کہ کسی جگہ اور شادی کر دیجائے مگر یہ مستقل مزاج بچہ اپنے ارادہ اور
عزم بالجزم سے ہرگز کسی وقت باز نہ رہا اور وہ ایک انوکھی صورت تھی جس کا ملنا دشوار ہو گیا تھا
یہاں تک کہ بچہ جوان ہو گیا اور جوانی بھی ڈھلنے لگی۔ آخر جوئندہ یابندہ اپنی مراد کے پہنچنے کے
دن آگئے۔ شب ہسیجدہم ربیع الثانی عروسی قرار پائی ہے چونکہ والدین کا سایہ سر پر نہیں رہا۔
قریبی رشتہ داروں میں بھائی بہن کی اولاد ہے مگر افسوس ہے کہ کسی کو اس طرف توجہ نہیں نہ
کوئی دولھا بنانے کی فکر کرتا ہے نہ ان لوگوں کو کوئی پوچھتا ہے جو اس عظیم الشان انوکھے
دولھا کے براتی ہیں جن قریب کے رشتہ داروں سے اُمید تھی کہ آئے گئی کی خاطر تواضع کرینگے
کیونکہ دولھا میاں نے ۔ تاریخ مقرر ہونیسے پیشتر اپنے عزیزوں کو دکھا دیا تھا کہ اس طرح
مہمانوں کی خاطر داری کیا کرتے ہیں وہ رشتہ دار تو ایسے لالچ میں پھنسے کہ بجائے مہمانوں
اور براتیوں کی خاطر تواضع کے نچھاور کے پھول لوٹنے لگے جس کو دیکھو جھولی باندھے ہوئے

پھول لوٹ رہا ہے اب خاطر داری کون کرے براتی بیچارے سخت پریشان ہیں یا اللہ ہم تو
برات میں آئے تھے دولہا نوشہ ہیں لہذا دستور ہے کہ دولہا کے رشتہ دار براتیوں کی خاطر تواضع
کیا کرتے ہیں سو رشتہ دار تو بن گئے۔ پھول لوٹنے والے اب جائیں کہاں مگر دولہا ایسا رسیلا اور
خوشنحو صاحب جذب ہے کہ وہ محبت والی کشش سے کسی کو علیحدہ ہونے بھی نہیں دیتا اور
براتی بھی کسی کی خاطر تواضع کی پرواہ نہ کرکے فقط دولہا کے فدائی ہیں ح اب دیکھئے اس برات
اور ولیمہ اور مہمانداری سے فرصت پاکر دولہا اپنے عزیز رشتہ داروں کو اپنا عزیز رشتہ دار بھی
سمجھتا ہے۔ یا کس طرح پیش آتا ہے۔ مولانا ساچق کی تاریخ ۱۶ ربیع الثانی ہے انشاء اللہ تعالےٰ
میں تو ساچق ہی سے حاضر ہونگا اگر آپ کو بھی ایسے دولہا کی عروسی میں شرکت کرنی ہو تو وہیں
کہیں ملاقات ہوجائیگی زیادہ والسلام شوق ؎ عاجز کلیمی غفرلہ ؎

مکتوب پانزدہم

ھو الکل

شیخ الاسلامی سلمہ اللہ تعالیٰ السلام قبل الکلام ؎

سوا دو مہینے کے بعد میں سفر سے واپس آیا تو ملنے والے آنے جانے والے اور مہمانوں کی
وہ کثرت ہوئی کہ رات دن فرصت نہیں ہوتی اور آپ نے لفافہ والے خط کے جواب کی زبان بندی
کی ہے اس وجہ سے کہ میں طول طویل مضمون لکھوں گورنر جنرل ہند کے نائب میر منشی کلکتہ سے
آئے اور وہ بھی ان ہی دنوں میں مرید ہو کر گئے ہر ایک شخص کی جداگانہ خواہش کی وجہ سے دماغ
ٹھیک نہیں دہلی شریف سے بھانجی بہن وغیرہ جو مرید ہیں آئی ہوئی ہیں اور ابھی آنے والے
ہیں۔ الغرض نہایت عدیم الفرصت ہوں نہ اندر زنانہ مکان میں آرام اور نہ موقع ملتا ہے اور نہ
باہر مردانہ مکان میں جو آپ نے دریافت کرنا چاہا ہے اس کی بابتہ ایک دفعہ مجھکو یاد پڑتا ہے کہ
میں پہلے ہی تحریر کرچکا ہوں خیر آپ کی مرضی جو میرے حیران ہی کرنیکی ہے تو لیجئے دوبارہ

لکھتا ہوں عاشقانِ حضرت رب العزت نے ماریں کھا کھا کر بھی اپنے معشوقِ حقیقی کے عاشق بڑھانیکی کوشش کی ہے جنکے قصے قرآنِ شریف میں موجود ہیں بلکہ مذاہب حقہ کے علاوہ مذاہب باطلہ بھی یہی چاہتے ہیں کہ ہمارا گروہ بڑھے ہر ایک مرید اپنے پیر بھائی زیادہ ہونیکی خواہش کرتا ہے۔ رقابت کے معنی میرے سمجھ میں نہیں آئے رقابت تو اس وقت ہوتی جب کوئی نفسانی غرض دو شخصوں کی ایک کی طرف ہو ورنہ رقابت کیسی عبدالرحمن مرحوم قوال کا بیٹا بشیر الدین جو اس وقت حیدرآباد میں موجود ہے مجھکو ایک وقت میں اس سے محبت ہو گئی اور میری محبت ہمیشہ ظاہر ہوا کرتی ہے میں اس کی وجہ سے دو مہینے تک دہلی رہا جس روز اور جس وقت وہ حیدرآباد کی طرف روانہ ہوا میں میراں پور کٹرہ روانہ ہو گیا مجھ کو معلوم نہ تھا کہ برادر امام صاحب آستانۂ حضرتِ محبوبِ الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس سے محبت رکھتے ہیں جب معلوم ہو گیا تو اس کو تاکید کرتا رہا کہ وہاں بھی ہو آیا کرو مگر وہ میرے پاس رات اور دن رہتا تھا یہاں تک کہ میں اس کو تکیہ میں بٹھا کر خود وہاں تک لیگیا یہ میرا اپنا تجربہ ہے رقابت کے کیا معنی **شعر**

صنم میں کوئی گر حسن دا چاہتا ہے
ہر اک تیرا بندہ ہوا چاہتا ہے

انسان تو انسان بلبل کو دیکھو وہ گلاب پر عاشق ہے مگر رقابت نہیں قوتِ قلب اور چشمِ معشوق کسی کو کسی کام کا نہیں رکھتی ماں باپ سے علیحدہ کرتی ہے پھر کوئی کیا رقیب ہوگا۔ مولوی صاحب اس بارہ میں مجھ سے زیادہ اس زمانہ میں کم کسی کو تجربہ ہوگا میرا یہ حال ہے **؎**

ہیں تو موت ہی آئے شباب کے بدلے		سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینوں پر

مگر میرا عشق ہمیشہ آنی ہوتا ہے مکانی نہیں ہوتا ہزاروں پر محبت ہوئی ہے بلکہ ایک آدھ مرتبہ ایک وقت میں دو دو سے اور کبھی دو دو سال کسی سے بھی نہیں جیسے آج کل

مگر جتنے دنوں تک جس کی محبت رہی (غایت میعاد میری محبت کی چھ ماہ سے زیادہ نہیں رہی
ورنہ ایک ایک دن کی بھی ہوئی اتنی مدت تک وہ کسی کا نہیں رہا ہزاروں دفعہ تجربہ کیا
گیا ہے اور جس قدر علیحدگی اختیار کی اسی قدر دونوں طرف آگ زیادہ ہوئی اور کام اچھا بنا۔
میں تو نزدیکی میں کمی کرتا ہوں جب وہ بات جاتی رہتی ہے آپ نے ادب کے ساتھ حضرت
جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے قصے پیش کر کے حملے تو مجھ پر بہت سے کئے مگر
میں ان حملوں کو لطائف الحیل کے جملوں سے روکتا رہا۔ مولانا جو بات مجھ میں نقص کی
ہوگی میں اپنی اولاد میں اس کا رواج دینا ہرگز نہیں چاہونگا۔ میں حقہ پیتا ہوں مگر عزیز
سلمہ کو پینے نہیں دیتا۔ اسی طرح جو بات مجھ میں نقص کی ہوگی وہ میں آپ میں ہرگز نہیں چاہونگا جو
میرا وقت پورا ہو چکا ہے میرے سلسلے کی ترقی میری ذات سے اب ماضی ہوگئی۔ میرے
خلفاء پر اس کا ہونا نہ ہونا جا پڑا۔ اب میرے سلسلہ کی ترقی میرے خلفاء کے سلسلے کی ترقی پر
منحصر ہوگی۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ میرے خلفاء حدود شرعی سے ایک قدم بھی باہر رکھیں
اسی احاطہ میں وہ جئیں اور اسی میں مریں میری عمر زیاں کاری میں ختم ہوئی **شعر**

من نہ کردم شما حذر بکنید

کا مضمون ہے مولانا وہ کام کرو جس میں سلسلہ کی ترقی ہو۔ افسوس آپ کا ایک مرید بھی
مجھکو خط نہیں لکھتا۔ مجھکو نہایت تعجب ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ کے مریدوں کی لیاقت
دریافت کروں اور دیکھوں انھوں نے آپ کے ساتھ کیا تعلق پیدا کیا ہے آپ تاکید کرکے
ان لوگوں سے علی الخصوص جو طالب ہیں اور فنافی الرسول کا شغل سیکھنا چاہتے ہیں ایک
ایک خط لکھوائیے مولوی احمد جی صاحب کے ایک مرید نے آپ کی تعریف میری زبان سے
سنکر بنگالے سے آپ کو خط لکھا اس پر بھی آپ کو یہ خیال نہ ہوا کہ آپ بھی اپنے مریدوں سے
مجھکو یا مولوی احمد جی صاحب کو خط لکھواتے۔ مولانا اسلام کا کام آپس میں محبت پیدا کرا دینے کی
کوشش کرنی چاہئے کہ ایک عالم میں اتفاق اور محبت قائم ہو اور سب ایک ہی کو چاہیں رہا یہ

کا لفظ جہاں سے اُٹھ جائے زیادہ والسلام شوق عاجز کلیمی غفرلہٗ حامد محمود سلمہٗ کا سلام ؛

مکتوبِ ہشتد ہم

ازکلکتہ گورنمنٹ ہوس معرفتِ غلام محی الدین صاحب

گرامی عزیزم مولوی شاہ الٰہی بخش صاحب چشتی سلمہٗ ؛ السلام علیکم۔
آپ کی عدم شرکت عرس شریف کا افسوس اور رنج ہوا نہایت پرکیفیت تھا در و دیوار کو حالت تھی پندرہ منٹ تک کنہئی قوال بیہوش پڑا رہا۔ آپ کے سب خطوط دیکھے۔ طریق نقشبندیہ میں گو آپ منتہی مانے جاتے ہیں مگر حضراتِ چشتیہ مبتدیوں میں آپ کا شمار کر سکتے ہیں یہ نعمت عشق عالی حوصلہ لوگوں کو مِلا کرتی ہے جو امتحان میں خام نکلتے ہیں ان سے واپس لیکر اٹھا اور جریانہ کیا جاتا ہے ؛ ع

سرِ غمِ عشق بُوالہوس را ندہند	سوزِ دلِ پروانہ مگس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بہ کنار	ایں دولتِ سرمد ہمہ کس را ندہند

عشق کسی سے ہو نسبتِ عشق پیر و مرشد سے ترقی پکڑتی ہے اور اگر ایسا ظہور میں نہ آئے تو وسوسہ نفسانی ہے اور اسیوجہ سے تو مبتدی کیواسطے بات کرنیکا بھی حکم نہیں دست بوسی پائے بوسی سے نوبت بہ رخسارہ بوسی پہنچتی ہے۔ یہ امر بالکل قطعاً ممنوع ہے اور اُن لوگوں کو جو صاحبِ اجازت ہیں نہایت احتیاط لازم ہے تاکہ اجرائے سلسلہ میں نقصان نہ آئے اچھا مانا کہ دِل بیچین ہے آنسو نکلتے ہیں اور کیا کیا ہوتا ہے کیا درد یہ بُرا معلوم ہوتا ہے کیا اس سے تکلیف ہوتی ہے اگر تکلیف دہ ہے تو اُس کا جاتا رہنا ہر ایک مبتدی اور منتہی کے پیر و مرشد کے قبضہ میں دیا گیا ہے درخواست کیجئے اور اگر اچھا معلوم ہوتا ہے تو جوں جوں علیحدگی اختیار کیجئے گا ترقی ہوگی اور مولوی صاحب سن لو ؎

در مسلخ عشق جز نکو را نکشند	لاغر صفتاں و زشت خو را نکشند

اگر عاشق صادقی ز کشتن مگریز	مردار بود ہر انچہ او را نکشند

مولوی صاحب غل نہ مچاؤ جو کچھ بتایا گیا ہے اس کو خوب دھوم دھام سے کرو بہتر تو یہ تھا
کہ آپ ایسے وقت میں کم سے کم چالیس روز میرے پاس رہتے چودہ برس آپ نے
پیری کی کونسی پیری جس میں عزت کی بو آتی ہو لیکن عزت کھونے کی حضرت سبحانہٗ تعالیٰ نے ابتدا شروع
کی ہے آپ نے بر سر بازار صرافان عشق ٭ زیر ہر واری دوکانے دیگرست ٭ سے محبت کرکے

عاشقان خاندان چشت را	از قدم تا سر نشانے دیگرست

کا ہاتھ پکڑا ہے ذرہ سنبھل کر ہوشیار ہو کر چلئے۔ چودہ برس کے مراقبے اور مکاشفے سب ڈوبے
جاتے ہیں ان کو ڈوبنے دیجئے نہیں نہیں بلکہ ڈبو دیجئے عشق کی ہر ایک آن ہزار سالہ عبادت
فضل ہے اس کو آپ اپنے پاس آنیکی کم اجازت دیجئے اور تنہائی بالکل میں ناپسند کرتا ہوں
اگر آپ احتیاط کریں گے تو پارس ہاتھ آگیا ہے آپ کندن ہوئے جاتے ہیں ورنہ خدانخواستہ
برباد ہونیکا اندیشہ ہے میرا خط مولانا نادر الدین والدنیا کو دکھا دیجئے وہ فتوے دیں گے
بجا ہے یا بیجا ہر ایک اللہ تعالےٰ کا چاہنے والا اس کے چاہنے والوں کی
ترقی اور زیادتی چاہتا ہے۔ پھر اگر عشق صادق ہے تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اپنے
معشوق مجازی کو اوروں کی نظروں سے پوشیدہ کیا جاوے یہ بھی خطرہ ہے اس کو آپ پاس
نہ آنے دیجئے اور ان کے پاس بھیجا کیجئے میں عرس شریف کے چوتھے روز کلکتہ آگیا ہوں پتہ اوپر
تحریر ہے اس پتہ سے خط بھیجئے میں جس جگہ ہوں گا انشاء اللہ تعالیٰ مجھ کو مل جاوے گا۔ مولوی
احمد جی صاحب اور ان کے ایک خلیفہ مولوی نصیر الدین احمد میرے ہمراہ ہیں آپ نے
اگر کی بتیاں نہ بھیجیں اس محبت کے وقت میں پیر و مرشد کی محبت میں کمی واقع ہو تو عشق نہیں
سمجھا جاوے گا زیادہ والسلام مولوی صاحب اور شہزادہ صاحب کو سلام فقط

(عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب ہفدہم

من لذتِ دردِ تو بدرماں نفروشم — کفر سرِ زلفِ تو باایماں نفروشم

مولانا السلام علیکم۔ ایک خط پرسوں بھیجا ہے پھر بھی آج لکھنے کو دل چاہا اس وقت کی آپ کو نہایت قدر کرنی چاہیے آخر آپ مہجور رہیں گے تو ہو گا کیا درد کی ترقی ہوگی ؎

جان جائے پر نہ جائے دردِ دل — ہر گھڑی خالق بڑھائے دردِ دل
کفر کافر را و دیں دیندار را — ذرۂ دردِ دلِ عطار را

درد فراق میں زیادہ ہوتا ہے تو فراق ہی اچھا ہے۔ فراق اچھا یا وصل۔ میرے نزدیک فراق اچھا کیونکہ فراق کا آخر وصل ہے اور وصل کا انجام فراق ؎

ساقیا یک جرعہ از راہِ کرم — بر بہائے ریز از جامِ قدم
تا کند شق پردہ پندار را — ہم بچشم یار بیند یار را

ذات کے سوا جو وہم ہو سب خطرات ہیں کیا دست بوسی کیا پائے بوسی دیدہ بوسی مطلب کیا ہے میں نے کسی شخص کو عینک بوسی کرتے نہیں دیکھا بلکہ آنکھوں پر لگاتے دیکھا ہے

ایں عشقِ مجاز ما در چشم حقیقت بیں — ہم عینک بینائی ہم قطرہ وزنیہ

آپ کو شغل حقیقت الاشیاء کا بتایا گیا ہے اُس کو آپ کیجئے اور آج کل رات دن کیجئے تاکہ محبت بالا کی طرف منتقل ہو جائے مجھکو نہایت اندیشہ آپ کی طرف سے ہو گیا ہے۔ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ کو ذرا ملاحظہ فرما لیجئے۔ پھر اگر بفرضِ محال نفس کی شرارتوں سے بکرمہ تعالیٰ بچ بھی گیا تو زبانِ خلایق سے بچنا نا ممکن ہے۔ اجرائے سلسلہ تنہائی ایسے موقع میں زہرِ قاتل کا حکم رکھتی ہے اُس کو تنہائی میں ایک منٹ بھی پاس نہ بیٹھنے دیجئے یہ وقت آپ کے حوصلہ کے امتحان کا ہے حیدر آباد میں اور لوگ بھی اسکی خواہاں ہیں اور یہ ممکن نہیں کہ سب پاک خیال ہوں بلکہ ایک بھی پاک خیال نہ ہو گا بوالہوس اور نام بدنام کرنیوالے جب آپ کی شہرت

ہوگی تو کم سے کم وہی لوگ آپ کی طرف بھی ویسا ہی خیال کریں گے اور جوں جوں آپ کی شہرت اس نام کے ساتھ ہوگی آپ کو حیدرآباد میں رہنا دشوار ہو جائیگا اور پھر اس کا اثر باہر کے مریدین پر بھی پڑے بغیر نہ رہے گا۔

آخر آپ اس کو سمجھے کیا ہیں عینک سے زیادہ اس کی کوئی وقعت نہیں تو اگر آپ پاس دام ہوں گے تو بازار میں بہت سی عینکیں فروخت ہوتی ہیں یعنے عشق ہونا چاہیے حسن سے عالم مالامال ہے خاص جگہ اٹک رہنا سالک کا کام نہیں مولوی صاحب ہوشیار ہو جائیے ؀

ہمچو مجنوں عشق داری در مجاز ۔ ہمچو لیلیٰ رخ نمائی در نیاز
گاہ چوں شیریں خوری خون جگر ۔ گہ زنی چوں کوہکن تیشہ بسر
ای حقیقت داں گذر کن از مجاز ۔ چند باشی در مقامِ حرص و آز
چند بینی لالہ و نسرین و درد ۔ چند بینی رنگ سرخ و رنگ زرد
چند در کثرت نمائی خویش را ۔ یک زماں در خانۂ وحدت بیا
آشنا شو ہمچناں با یار خویش ۔ تا کہ خود را گم کنی در کار خویش
تا توئی کے یار گردد یار تو ۔ چوں نباشی یار باشد یار تو
ہیچ می دانی کہ اصل عشق چیست ۔ عشق را از حسن جاناں زندگی است
حسن جاناں چوں نظر در خویش کرد ۔ گشت شیدا عشق را در پیش کرد
اگہ گشتی واقف از اسرار عشق ۔ نہ قدم مردانہ اندر کارِ عشق
سر برآور زیر پائے عشق نہ ۔ بعد ازاں سر در ہوائے عشق نہ
عشق بازی نیست کار بوالہوس ۔ خام طبعاں حاضر اند ہمچو مگس
گر کنی جاں را تو بر جاناں نثار ۔ در عوض یک جاں دہد صد جاں نگار
کشتگانِ عشق را جان دگر ۔ ہر زماں از غیب احسانے دگر
تا توانی اے دلا در عشق کوش ۔ ایں حکایت راز عاشق دار گوش

سوختہ خود را و باحق ساختہ	ای خنک جانی کہ خود را باختہ
خویش را بسپرد و با جاناں بباخت	خرم آنکس کو قمار عشق باخت

مولانا شیخ احمد جی صاحب معہ اپنے ایک خلیفہ مولوی نصیر الدین احمد بنگالی کے میرے ہمراہ اس وقت کلکتہ میں ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جمعہ کے روز ہم سب یہاں سے رخصت ہوں گے آپ کو دونوں سلام کہتے ہیں (عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب ہجدہم

مکرمی مولانا شاہ الٰہی بخش صاحب چشتی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم میں نے آپ سے انکسار سے نہیں کہا تھا کہ میں نے صرف ونحو بھی نہیں پڑھی صحیح بات ہے میں تو واقعی ایک جاہل شخص ہوں پھر بھلا آپ کے سوالات کے جواب مجھ سے کیونکر ہو سکیں گے اور آپ کا اطمینان مجھ سے کیونکر ہوگا۔ خیر دو ایک آیتیں لکھ دیتا ہوں کیونکہ کتاب اللہ سے زیادہ حجت ختم کرنیوالا اور حاکم کوئی نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس برس کے مجاہدہ کے بعد رَبِّ اَرِنِیْ کہا تھا جواب لَنْ تَرَانِیْ پایا۔ آپ لن کو خوب جانتے ہیں ذاتِ مطلق تو بڑی چیز ہے محض اس کی تجلی سے بیہوش ہو کر گر پڑے پھر لاتدرکہ الابصار بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا بڑے وعدہ کا دن اور اُمید کا بھی آپ کو معلوم ہے تو اُس میں یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ فرمایا ہے بغیر صحبت کے خط وکتابت سے یہ باتیں طے نہیں ہو سکتیں۔ میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ جو کچھ میرے حضرت روحی فداہٗ نے تحریر فرمایا ہے وہ آنکھیں بند کر کے مشاہدہ ہوتا ہے یا کھول کر اگر کوئی کسی شخص کو کپڑے پہنے دیکھے تو وہ بھی بصیر کہلائے گا کہ اعمیٰ یا فقط اسکی ذات کو دیکھے وہی بصیر کہلائے گا جو کچھ اس کی ذات کے ساتھ ہے اس کو بھی دیکھنے سے بصیر ہو سکتا ہے یا نہیں کہ اعمیٰ مولانا معراج شریف کا ذکر نہایت مختلف فیہ ہے اس میں طرح طرح کی گفتگو ہے سب ملا گویدکہ بر فلک شد احمد چو سرمد گوید فلک بہ احمد در شد

آپ کو کوئی حدیثِ معتبر جس میں اختلاف نہو ذاتِ مطلق کو ایک شکل میں دیکھنے کی معلوم ہوگی زیادہ
والسلام شوق عاجز کلیمی غفرلہٗ ؁

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تجلی ہاست حق را در نقابِ ذاتِ انسانی ‌ ‌ شہود غیب اگر خواہی وجوب امکانی

اے حضرت برقع پوش قربانِ راہِ تست دلم جانِ فدائے تو ؁

طاقِ ابروئے تو چوں قبلہ و من سربسجود	شکر للہ کہ ہستم بہ نمازے عجیبے
قاصد رسید نامہ رسید و خبر رسید	در حیرتم کہ جاں بکدامی کنم نثار
تن پاکیت کہ زیر پیراہن است	وحدہ لاشریک لہٗ چہ تن است
اندر آ میانِ جاں بہ نشیں	کہ تو جانی و جانِ من بدن است

۳ شعبان کو آپ کی خدمت میں لکھا ۸ شعبان کو وہاں سے چلا ، مرکو ہزارہ پہنچا چھ روز
ضلع راولپنڈی میں رہ کر آج تیسرا روز ہے کہ پشاور میں ہوں سوائے اِس کے کہ ؎

اے خیالِ حُسن یار آہستہ رو	منتظر شو سالکانِ لنگ را

اور مجھ سے اسوقت کیا ہو سکتا ہے بھلا ملاحظہ فرمائیے میں کہاں کا رہنے والا آپ کے
قریب کا رہنے والا آپ سے کس قدر دور پڑا ہوں تقدیر نے یہ سب کچھ کیا میری درخواست
نہ تھی کہ مجھکو حضور اپنے سے جدا کریں آپ مجھ سے پوشیدہ ہوگئے۔ آپ کو تلاش کرتا پھرتا ہوں
راستہ پرخطر ہے شیر بھیڑیے کا ڈر ہے۔ تمام جنگل کوہستان کے خار میرے پاؤں میں لگ گئے
کوئی ساتھی نہیں تنہا ہوں آپ رحم کریں کرم کریں اور مِل جائیں تو آپ کے اختیار میں ہے
میرا کوئی اختیار نہیں مفلس ہوں قلاش ہوں ریل کا کرایہ تک نہیں مکان جو میرے
رہنے کا تھا اُس پر دشمنوں کا قبضہ ہے ورنہ اس کو فروخت کرکے آپ تک پہنچ جاتا اگر آپ
ایک دفعہ برقع اٹھا کر صورت دکھادیں تو تمام رنج وغم جدائی اور تکلیف سفر دور ہو جائیں ؎

چوں نمائی عارضِ گل رنگ را	از طرب در چرخ آری سنگ را
بار دیگر سر بروں کن از نقاب	از برائے عاشقاں دنگ را

افسوس ہے کہ آپ میرے گھر کے قریب رہتے ہیں اور میں آپ کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہوں

اینچہ ما کردیم با خود ہیچ نا بینا نکرد　　در میانِ خانہ گم کردیم صاحب خانہ را

اب میں جب اپنی گھر کی طرف رجوع کرونگا تو پھر آپ کی توجہ سے آپ کو دیکھونگا۔

صورت از بے صورتی آمد بروں	باز شد انا الیہ راجعون

عاجز کلیمی غفرلہٗ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ

نمی دانم دلم دیوانہ کیست	بگوشم ہر زباں افسانہ کیست

یارِ غمگسار شاد عباس علی خاں صاحب چشتی زیدنی عشقہٖ السلام قبل الکلام۔
ایک وہ ہیں کہ اُن کا مطلوب اِن کے قریب ہے جب چاہا دیکھ لیا ایک میں مصیبت کا مارا چاروں طرف پھرتا ہوں آج تک یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ مطلوب کون ہے کیسا ہے کہاں ہے۔
ہائے افسوس دن گذرے جاتے ہیں وقت نہیں رہا۔ کوئی دم باقی ہے جبھی تو یہی حسرت اور ارمان رہے گا۔ اس کا نام ہی معلوم ہوجاتا یا قیام گاہ ہے مِل جاتی تو اس جگہ کو سجدہ کیا کرتا حسرت و ارمان ساتھ لیجانے کے سوا اور کچھ نہ ملا ~ برلبِ آب نشیں و گزر عمر بہ بیں　سالک اگر ایک جگہ قیام کرے تو سالک نہیں۔ کس کی تلاش کے مزے لوٹے گا۔ ہجر کس کا ہوگا کبھی ہجر کبھی وصل کبھی تلاش یہ کارخانہ برابر جاری رہنے سے ہر وقت نیا لطف ملتا رہے گا۔ اور میں تو کسی میں بھی نہیں

بگزید یار عشقش دل سوگوار ما را	نہ طبیب نے شناسد نہ فسوں کرے وارا
مگر آں حبیب دلکش کہ ربود دل زدستم	بفسونگری درآید بکند علاج ما را
سیاں آؤ نگریا ہماری	سونی پڑی ہے سجریا ہماری

اس سیج کو آگ لگا دوں کیا کروں جس سیج پر مطلوب نہو اس کا نہونا بہتر زیادہ کیا لکھوں والسلام مع الوفا

عاجز کلیمی غفر لہٗ

تبصرہ

بعض اوقات حضرت پیر جی مدظلہ پر جذبہ توحید غالب ہوتا ہے اور کیفیت عشقی نمایاں تر اور محبت کا پر زور استیلا ہوتا ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ عقل زایل ہو جاتی ہے یا کوئی حرکت وضعداری اور آداب شرعی کے خلاف صادر ہوتی ہے۔ نہیں نہیں بلکہ جملہ آداب و احکام شرعی کی پابندی بجمعیت تمام فرماتے ہیں واقع میں آپ پر ایک عجیب حال وارد ہوتا ہے مگر مغلوب الحال نہیں ہو جاتے۔ سکر اور حال آپ کے چہرہ کے رنگ سے اور آنکھوں کی چمک دمک سے ظاہر ہوتا ہے کوئی بات آپ کے زبان مبارک سے خلاف آداب نہیں نکلتی جس کو عشق کی نعمت دیجاتی ہے جو صاحب درد ہوتا ہے اسکو آپ اپنی درد و دکھ کی داستان باوقات مناسب بلباس اشعار و حکایات سناتے ہیں ایسی اوقات میں ایک عجیب کیفیت طاری رہتی ہے جس کی تشریح معرض بیان میں نہیں آسکتی ذوق و حال کی باتیں وہی سمجھتا ہے اور اسی کا دل جانتا ہے جو صاحب ذوق و وجدان ہوتا ہے ہر عج جلوہ جو اس نے دکھایا میرا دل جانتا ہے ہ بیشتر مہاراجہ بہادر یمین السلطنتہ بالقابہ کے تشریف آوری کی اوقات میں ایسی مجلسیں منعقد ہوتی ہیں۔ حاضری کی کوئی ممانعت نہیں ہوتی۔ ہر شخص مرید غیر مرید داخل مجلس ہوتا ہے حضرت پیر و مرشد اپنی زبان سے درافشانی فرماتے ہیں سامعین سے ہر شخص اپنی حوصلہ اور ظرف کے مطابق لطف اٹھاتا ہے کسی کے سینہ سے نعرہائے درد انگیز بلند ہوتے ہیں کسی کی آنکھ سے آنسو نکلتے ہیں کوئی تڑپ جاتا ہے ؎

نمی دانم چہ منزل بود شب جائیکہ من بودم	بہر سو رقص بسمل بود شب جائیکہ من بودم

کا عالم طاری رہتا ہے۔ استیلاء حضرت عشق کے مبارک اوقات میں سکر و حال کا اثر منتشر ہوتا ہے بات تو ایک ہی ہوتی ہے سب کو حسب حوصلہ لطف ملتا ہے مولانا جامی قدس سرہٗ السامی نے

لکھا ہے کہ شیخ ابوالحسن ابن صباغ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے والد پیشہ رنگریزی کا کیا کرتے تھے بیٹے نے
رنگریزی چھوڑ دی اور صوفیوں کے پیچھے پھرا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اُن کے باپ نے تاکید کی اور خود
کسی کام پر گئے جب واپس ہوئے تو صباغی کا کام کچھ بھی نہیں ہوا تھا باپ خفا ہوئے تو ابن صباغ
تمام کپڑے لوگوں کے ایک ہی رنگ کے برتن میں ڈبو دئے حالانکہ ہر شخص نے علیحدہ رنگ چاہا تھا
باپ اور بھی زیادہ برہم ہوئے مگر ابن صباغ رح نے اُس ظرف سے کپڑے نکالے تو باپ نے حیرت سے
دیکھا کہ "ہر کیسے را آن رنگ شدہ بود کہ صاحبش خواستہ بود"۔ باپ متحیر ہوئے چنانچہ حضرت پیر جی
کی باتوں سے بھی ایسی مجلسوں میں سامعین شوقین اہل طلب کے دل ایک ہی تغارہ رنگ میں
ڈبو دئے جاتے ہیں اور جب واپسی ہوتی ہے تو ہر شخص اپنے نکھرے ہوئے رنگ میں ڈوبا ہوا
نکلتا ہے ایسی عقل افروز و دل دیوانہ سوز اوقات میں آپ کے قلم مبارک سے جو مضامین مکاتیب
کے لباس میں جلوہ گر ہوتے ہیں وہ ایک لطف خاص رکھتی ہیں اگرچہ اس مجموعہ میں کوئی مکتوب
ایسا نہیں کہ وہ تنبیہ و تادیب تعلیم و تربیت طلباء اور عشق و محبت توحید و عرفان سے خالی ہو۔
تاہم بعض تحریرات آپ کے بالتخصیص ایسی ہیں کہ جوش محبت و عشق میں از سرتاپا ڈوبی ہوئی ہیں
نمونہ کے طور پر چند ایسی تحریرات بھی بمعیت رقاع دیگر یہاں درج کئے جاتے ہیں جو اس کوچہ سے
نابلد ہوگا وہ تو غالباً انہیں بیکار سمجھے گا مگر یقین ہے کہ اہل دل کو لطف بے اندازہ حاصل ہوگا۔
اگر کوئی مبتدی بھی ہو تو بہ توفیق الٰہی اُس کے دل میں ایک تحریک تو پیدا ہو جائے گی جو اُس کو
مقصد حقیقی کی طرف رجوع کرے گی۔

مکتوب اول

کوئی ہیری چلو نگر پہ چھپک نہ جائے
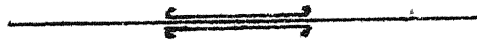
پیارے اصفیا بھیئا السلام علیکم یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس کی محبت ہے۔ کون مقناطیسی اثر رکھتا کس کی دیدار کی آرزو ہے۔ کس کا اشتیاق ہے۔ کون بےچین کر رکھا ہے۔ کس کی باتیں سننے کو دل چھپتا ہے ؎

نمی دانم کہ دل دیوانہ کیست

گوشم بہ ترانہ کیست

اتنا پتہ لگتا ہے کہ میرا دل ہر وقت حیدرآباد حیدرآباد کرتا ہے جس سے میں بات کرتا ہوں حیدرآباد کا ذکر ضرور آجاتا ہے۔ کوئی خاص قوت خیال میں نہیں آتی جس کی طرف میں خصوصیت سے رجوع کرتا اور اس کو خط لکھکر پھر اس نکالتا یہ تو ایک مجموعی قوت ہے یا ایک پلٹن ہے یا ایک رسالہ ہے یا ایک فوج ہے جس نے چاروں طرف سے مجھکو گھیر رکھا ہے۔ کوئی شکل اس کے محاصرہ سے نکل جانے کی نظر نہیں آتی میرے ظاہری جسم پر مذہب کی قید لگی ہوئی ہے اور مذہب بھی کون مذہب پاک اسلام جسمیں بیوی بچوں کی خبرگیری اُن میں رہنا فرض بتا دیا ہے ؎

اے کہ با سلسلۂ زلف دراز آمدۂ

فرصت باد کہ دیوانہ نواز آمدۂ

ورنہ میں سالہائے سال حیدرآباد میں رہ کر تلاش کرتا کہ آخر وہ کون ستمگر ظالم ہے جس نے جو بوڑھی سفید ریش کو اس طرف سے دل برداشتہ کر رکھا ہے اُس کو تسخیر کا عمل کس سے پہنچا کونسا کیا اور چلتا ہوا عمل حاصل کیا اور کس سے حاصل کیا جو تیر بہدف ہے۔ اور وہ بوڑھے اور جوان میں تفریق نہیں کرتا ؎

	عشق در ہر دل کہ شد تاثیر کرد		عاشقی را چہ جواں چہ پیر مرد

آپ حیدرآباد میں تشبیلی جرائم کی خوب تحقیق کرنی جانتی ہیں۔ ذرا مہربانی کر کے تحقیقات کیجئے

کہ حیدرآباد میں مجھ بوڑھے کو کس نے سینہ جی پلائی یا افیون کھلائی یا شراب کا خم میرے حلق میں
الٹ دیا جس کے اثر سے میری یہ حالت ہے اور اگر آپ کیلیے اس تحقیقات میں ناکامیاب ہوتی معلوم
ہوں تو ایک ایک نقل اس خط کی حسب ذیل حضرات کو دیدیجیے:۔
رشید و ناصر و صفدر و اسمٰعیل۔ یہ چار حضرات بھی غور کریں اور مجھکو علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی رائے
اور پختہ تحقیقات سے اطلاع دیں کہ آخر وہ کون ہے اور اس کا کیا مطلب مجھ بوڑھے کو ستانے میں ہے
اور مجھکو اس کے جواب میں کیا کرنا چاہیے۔ فونوگراف کے چند شعر تحریر کرتا ہوں:

جب سے اس ظالم سے الفت ہوگئی	کیا کہیں جو دل کی حالت ہوگئی
حوصلے دل کے نکل جائیں گے سب	یار کی جس دن عنایت ہوگئی
آپ نے تصویر بھیجی شکر ہے	دل کے بہلانے کی صورت ہوگئی

عاجز کلیمی غفرلہ

مکتوب دوم

نحمدہ ونصلی علیہ

موسومہ جناب شہزادہ میرزا امیرالملک بہادر تیموری

صبا با تپیدن چیست زخم کارے داری	یار بر سرت آمد وقت جانفشانیہاست

حضرت آداب بجا لاتا ہوں۔ واہ سبحان اللہ کیا آپ ہیں۔ خوب مدد دیرہے ہیں۔ یہی وجہ
تھی کہ آپ کا خط آنا چاہتا تھا۔ واہ کیا مضمون ہے۔ جگر کے پار ہوا جاتا ہے۔ کیا وعظ ہے
مولوی کرامت اللہ خانصاحب اس سے سبق لیں آج فرصت اور مزہ کا دن ہے مقدمہ
کے خارج ہونیکا کچھ ملال نہوا سنیئے ہ

دیکھتے عکس کو ہیں عکس نہ دیکھے ان کو	ہے یہی بحث یہ تکرار ہے آئینہ میں

آپ کی وہ ورقہ کتاب کے بعد میں تو برابر تاکیدی خطوط لکھ رہا ہوں کہ یہ کام نہ کرو وہ کام
نہ کرو شاہزادہ صاحب کی بغیر مرضی کچھ نہ کرو۔ اب میں کیا کروں ہ

کفر سر زلف تو بدرماں نفروشم	من لذت دردِ تو بدرماں نفروشم

یہ بھی امداد طلب امر ہے کیونکہ کلیمی کے بالکل انتقال کرنے پر آپ جیسا دل سوز دوست اُس کی اولاد کے ساتھ کیا کرے گا بس وہی کیجیے اور مجھکو۔

مصلحت نیست کہ از دوستان نہاں ماند	پردہ بردار کہ از شب بسحر منتظرم

کا وظیفہ پڑھنے دیجیئے۔ ملاحظہ ہو کہ کس وقت پر انھوں نے پیٹ سے پاؤں نکالے وہ بھی مجبور ہیں وہ خود تو کچھ ہیں نہیں کسیکی زلف ہے اور آندھی چل رہی ہے زلف منہ پر چلی آتی میں ہٹانا چاہتا ہوں سنئے آندھی زور کی ہے میرا ہٹانا کام نہیں دیتا۔ آپ دونوں ہاتوں سے مضبوط پکڑ کر زلف کو ہٹا دیجیئے۔

وحشت باد کہ دیوانہ نواز آمدہ	اے کہ با سلسلۂ زلف دراز آمدہ

بس آپ زلف کو ہٹا دیں گے میرا کام ہو جاوے گا۔

دل لیکے چھپ گئے تمھیں ایسا نہ چاہیے	دلدادگان حسن سے پردہ نہ چاہیے

چھپ کہاں گئے کوہِ قاف میں پتال میں عرشِ معلیٰ میں مندر میں مسجد میں سب غلط پہلے کم تھا اب زیادہ ہے کن کی آندھی میں زلف منہ پر آ گئی جہاں تھے وہیں ہیں پھر اسکا علاج

اگر ہمت شیخ جامش برد	بمیخانہ از خود نہ جامی نہ رود

ایک ادنیٰ سے ادنیٰ حاکم یا کمیا وہ معشوق کے پاؤں تک ہاتھ لیجانا کوئی ایسی ویسی بات تو ہے نہیں اور پھر حضرت اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ والے۔ مجھکو تعجب ہے کہ اس روز کیوں فرمایا کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ واللّٰہ ثم باللّٰہ الآن اِنَّ اللّٰہَ تعالیٰ احکم الحاکمین اوہ اوہ یہ بات اچھی نہیں نام کسی کا نہ لو یا غیبت ہے یا بے ادبی دو حال سے خالی نہیں۔ ہاں تو وہاں ہاتھ لیجانا یا پاؤں تو پاؤں منہ تک کیونکر ہو سکتا ہے۔

نگر و صد بار جاناں سوئے او	ہر کہ او سر باخت اندر کوئے او

ہائے ہائے جاں باختن آسان نیست اینہمہ قول است از قول بفعل باید رسید۔ تا حال گر

وآں حال ما و شما با دا۔ با نجا و آں نصیب کجا صد ہزار پردہ دوئی کہ از تہ خانہائے جلال انداختہ اندازاں بیروں شدن آساں نیست ؎

نیست آساں پنجہ بر زلفِ پریشانِ دل ۔۔۔ خونِ دل می باید از دیدہ بداماں ریختن

ہر کہ ایں تفرقہ انداختہ ہم او اگر رہنموئی کند آساں ہست ورنہ از ہمت وسعی بسیار دور می نماید آں تفرقہ انداز کافر کیش خانہ خراب کدام ہست عشق اگر باز بر سر رحم آید و رہبر شود البتہ سہل تر و آساں تر ہست ؎

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما ۔۔۔ اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما ۔۔۔ اے تو افلاطون و جالینوس ما

ایں پیشکار و سر رشتہ دار و اعلیحضرت دسترسی ندارد مقدمہ خارج کردن و فتح و شکست ہمہ در دستِ قدرتِ اوست۔ اگر ایں عشقِ خانہ خراب نبودے ہیچکس از عدم بوجود نیامدے ؎

یارب کجاست محرم رازے کہ یک زماں ۔۔۔ دل شرح آں دہد کہ چہ گفت و چہا شنید

لیجئے فارسی ختم ہو گئی آپ نے خواب کی تعبیر میں محبت اور خانہ داری اور بیوی بچوں کا خیال رکھا ہے کل کٹرہ سے خط آیا ملکہ میں خط آئے۔ ڈاکٹر محسن خاں۔ ریاض علی۔ غلام احمد خاں۔ سب لکھتے ہیں کہ تینوں بچے اچھے ہیں خاطر جمع رکھو۔ یہاں تو خاطر جمع ہی ہے (لیکن) خرچ کیواسطے ابتک بھیجے ہیں خرچ کی طلب ہے کہاں سے لاؤں وہاں تو حکم ہے ومما رزقنٰھم ینفقون وہاں تک پہنچتا ہیں اب کیا کروں سخت درماندہ ہوں میں تو المدد المدد پکارتا ہوں آپ ہوں یا جو ہو مدد کے قابل جو ہو گا سنے گا بھی اور مدد بھی کرے گا اچھا تو یہی آپ بتا دیں کہ کون مدد کر سکتا ہے آپ اُسی سے مدد کرا دیجئے مگر یقین ہے کہ وہ ہر روز بندہ نوازی کرتے ہیں بلکہ ہر لمحہ اور ہر آن اگر وہ بندہ نوازی نہ کریں تو پھر اُن کو آقا کون کہے جب ہی تمام دنیا کیا سب عالم ظہور اُن کو جب رہا ہے شاہزادہ صاحب میں تو یہی جانتا ہوں کہ مندر اور کلیسہ میں اور کسی کو نہیں پکارا جاتا ہو گا آپ تو وہاں جانے نہیں دیتے ذرا وہاں کی سیر تو کر آنے دو اُن لوگوں کو دیکھتے اُن سے دریافت

کرتے شاید کچھ پتہ چل جاتا۔ چلو ہم تم دونوں چلیں ایک کو ایک سنبھالیگا منہ در منہ در کیوں کہتا ہوں میں نے دیکھا نہیں مسجد اور قبلہ مسجد یہ دونوں جگہ دیکھے ہوئے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ مسجد کو خالی پایا۔ نہیں تو خالی تو نہیں پایا چھوٹی سے چھوٹی میں دس پانچ نمازی تو ضرور دیکھے ور آپ کیا دریافت کرتے ہیں مگر ابو المساجد میں قفل لگا دیکھا دروازہ بند ہر وقت قفل لگا ہوا کبھی کبھی کھلا ہو وہ بھی سال بھر میں تین چار دفعہ وہاں بھی ایک دفعہ اندر گیا تھا مگر زبیدہ لزبیدہ شاید اندر کوئی ہوگا مگر آپ سچ جانئے کوئی بھی نہ تھا اور اگر کوئی ہوتا تو اس پر قفل لگایا جاتا میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آتی نحن اقرب الیہ من اللہ کی ضمیر تو قریب کی تھی چلی گئی چار ہزار میل سے

زہے غمزہ کز شوخی و چابکی	کجا می نماید کجا میزند

اوپر والوں کو تم الستوی علی العرش سے خوش کر دیا اور نیچے والوں کو ایک جنگل سنگستان میں پتہ بتا دیا اب پھرو ڈھونڈھتے بدو علیحدہ جان کے دشمن قرنطینہ والے بد اوق کرنیوالے روپیہ کا خرچ اور تکلیف الگ وہاں کوئی بات کا بھی پوچھنے والا نہیں۔ مولویوں کا دم دیکھو۔ میاں تم وہاں جانیکے قابل تو ہو جاؤ جب حج مقبول ہوگا تو سب کچھ ہے۔ لیجئے کریم کے یہی معنی ہیں ہمکو جو اپنا گھر بتایا گیا تھا وہاں جب پہنچے تو اتنی دور چلکر جانا دلیل رکھتا ہے محتاجگی کی اب رہا بھیک لینے کے قابل تھے یا نہ تھے یہ تحقیقات کرنی کریم کا کام نہیں کریم تو دینے سے کام رکھتا ہے وہ تو کریم ہے بر کریماں کارہا دشوار نیست۔ جانماز پر قبلہ رو بیٹھا باوضو آپ سے التجا کر رہا ہوں کہ میں نے اپنی تمام عمر کا کھندہ جو بالکل بدکرداری میں گزری دو باتوں میں سوچا ہے یا تو شہادتِ صادقہ تو وہ بھلا مجھ جیسے سیاہ کار کو کب مل سکتی ہے اور اس کا موقعہ کہاں۔ اور رہا یہ بات تو بس اب تو یہی ہو جائے؟

زیادہ والسلام شوق فقط عاجز کلیمی غفرلہٗ

مکتوب سوم

ع ۔ کہ ہزار دل آئینہ لگ گئے ہیں نگاہِ آئینہ ساز میں ٭

دید حسنِ خویش با چشمِ شہود　　خود تجلی کرد در ملکِ وجود

کہ ہزار آئینہ لگ گئے ہیں نگاہِ آئینہ ساز میں

یا زہے با کمال رعنائے　　خود تماشا و خود تماشائے

کہ ہزار آئینہ لگ گئے ہیں نگاہِ آئینہ ساز میں

عشق بازی بہ خویشتن دارد　　غیرتش تا بغیر کے دارد

پیارے شاد اللہ تعالیٰ آپ کو آپ دکھائے ۔

مدت کے بعد حلم سے پایا حضور کو　　ہر ہر مکاں میں آپ ہیں اور لامکاں میں آپ ہیں

علم کے تین درجے ہیں پڑھنا یاد کرنا عمل کرنا اسیطرح فقر کے بھی تین مدارج ہیں اس کی تعلیم کے بھی تین درجات ہیں تعلیم سے واقف ہونا محنت کرنا حال وارد ہونا چونکہ آپ کو تجربہ ہے اسوجہ سے میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ پہلا درجہ النادر کالمعدوم ہے دوسرا تیسرا کہاں اب اس تعلیم میں بعد بیعت اور فنافی الشیخ تین درجے ہیں ۔ فنافی الرسول ۔ فنافی اللہ بقاء باللہ ۔ کمالِ بقا باللہ حضرت بایزید بسطامی ۔ حضرت جنید بغدادی کو حاصل ہوا کمال فنافی اللہ حضرت منصور علیہ الرحمہ کو کمالِ فنافی الرسول حضرتِ خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز کو اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ اور کسی کو نہیں مثال کے واسطے چار نام لکھدئے ورنہ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ محتاجِ بیان نہیں ہاں میرا عقیدہ ہے کہ اب ایسے مونہہ بھی نہیں پیدا ہوتے کہ اُن کے نام پاک زبان سے ادا کریں

کار پاکاں بر مثالِ خود مگیر　　گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
شیر آں باشد کہ مردم میخورد　　شیر آں باشد کہ مردم می درد

واہ مولانا ہزار آفریں ہے آپ پر اور آپ کے کلام پر سیاہ چیز کی بولی کو سننے والوں نے اپنے اپنے موافق بنا رکھا ہے ورنہ جو کچھ وہ کہتا ہے وہی جانتا ہے ۔ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان سبحان اللہ تیری قدرت ۔ ام المہیمن دسرت ۔ لن ترانی پازادرک حضرت موسیٰ کو علوئے مرتبت پر ناز تھا اور یہ بھی سمجھ گئے تھے میں اُس کا عاشق ہوں اور یہ بھی یقین ہو گیا تھا کہ اُس کو دیکھ سکتا ہوں

پکار اُٹھے رب ارنی انظر الیک بھلا کسی کی کیا مجال ہے کہ اُس کو دیکھ سکے ایک تجلی کی تاب نہ لا سکے بیہوش ہو گئے جس کسی کو تجربہ ہوا ہو وہ یقین کامل کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ وہ تجلی تو ڑی چیز ہے جو آب و گل سے علیحدہ ہو کر ہو آب و گل والی تجلیوں کے سامنے چار آنکھیں نہیں ہو سکتیں بھائی وہ اپنے آپ کو آپ ہی دیکھنے کے لائق ہے عالم ظہور ہم سمجھے ہمارے واسطے ہے یہی شک سر یہی سفر ہے یہی غلط فہمی ہے اس غلط فہمی نے برباد کر دیا اَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اگر اس مصرعہ سے لگا لیا جائے تو سمجھنے والے کی سمجھ پر آفرین ہے مگر میرے نزدیک تو اس مصرعہ کا مطلب اس سے بھی آگے ہے ارشاداتِ کلیمی کے پیشانی پر جو آیہ لکھی وہ اس مصرعہ کا ترجمہ ہو سکتی ہے مصنف کی سمجھ مجھکو کام نہیں حکیم کی آواز ہے جس جگہ سنائی دے کیونکہ ہستی کلام کلیم کی صفت ہے۔ ہے تحت و فوق میں کیا رکھا ہے جب تک منہ لگا کر کوئی بات نہ کرے اب نہیں لکھا جاتا کر دم اشارے نے مکر رمی کنم ۔ عاجز کلیمی غفرلہٗ فقط

مکتوب چہارم

اُن کے جلووں کو کوئی کہتا نہیں

دِل ہمارا مفت میں بدنام ہے

پیارے انصار بھیا چشتی سلمہٗ ۔ السلام علیکم سفر کی کیفیت تو نقلِ خطِ مرزا صاحب سے معلوم ہوئی ہوگی ۔ اب سنئے "

	چوں رخت راہر زماں حسن و جمال دیگر است		لاجرم ہر دم مرا با تو وصالے دیگر است

حال تو یہ ہے کہ آج کی ڈاک میں چودہ خط آئے رات کو ۲۴ طالب داخلِ سلسلہ ہوئے ۔ تین میل پیدل چلنا پڑا ع وہ کرشمہ ساقی نمی کند تقصیر ۔ کا لطف جدا گانہ ہے آپ نے پڑھا ہوگا

	اگر کوہستاں اگر باراں نبارد		بسالے دجلہ گردد خشک رودے

ٹوٹ کے ملنے والے کی دماغ میں خوشبو پہنچ جاتی ہے اگرچہ دو ہزار کوس کا فاصلہ ہو اب فرمائیے

اس پہ اگر گفتگو میں جواب نہ دوں تو خرابی ہے

اے کہ پابستۂ زلفت دلِ آوارۂ
فرصتت باد کہ دیوانہ نواز آمدۂ

مزہ تو اسی میں تھا آپ سے

یک دستِ جامِ بادہ و یک دستِ زلفِ یار
رقصی چنیں میانۂ میدانم آرزوست

ہوتا مگر مجھ کم ظرف میں اتنی ہمت نہیں اس بادہ ہموار بادہ کی آرزو ہے۔ خواب اور تعبیر دونوں نے تھکا دیا ہے

در رہِ ارشاد زہاد دور کن اے پیر
از پیر و مریدی و ارادت گزشتیم

کی مدت سے آرزو ہے مگر پوری نہیں ہوتی ہے

مدتے شد کاتشِ شوقِ تو اندر جانِ ماست
وین تمنا ہیں کہ دائم در دلِ ویرانِ ماست

اب تو صبر نہیں ہوتا دل گھبرا گیا آخر کہاں تک زلف کی کھینچا تانی میں رہوں ہے

عاشقانت ہر طرف در انتظار
پردہ بردار و جمالِ خود نما

مگر لطف یہ کہ خرَّ موسیٰ صعقاً کے بعد موسیٰ پھر نہ اُٹھے دیکھکر اور کچھ نہ دکھائی دی۔ یہ نہیں کہ

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

بس اب تو ایک طرف ہونیکو دل چاہتا ہے۔ یہ بڑے حوصلہ والوں کا کام ہے دل بیار دست بکار کسی کی رضائی میلی تھی اور میری اوجلی میں نے کہا رضائی بدل لو جواب ہوا۔ رضائی بدلکر کیا کیا جائے یہاں تو بڑی چیز بدل رہے ہیں ہے

گر نہ گردی طالباں را دستگیر
طالباں ہرگز نہ گیرند دستِ پیر

جس زبان سے چاہی سنوا دی۔ سمجھا دی۔ کیسا پیر کہاں کا مرید ہے

گویم بہر زباں و بہر گوش بشنوم
ایں طرفہ تر کہ گوش و زبانم پدید نیست

ہائی ہائی کالا ہاتی میری سمجھ تو آج کل خراب ہے میں تو یہ سمجھا کہ بخار میں کونین دیجاتی ہے کہ بخار کی گرمی کو اُس کی گرمی دبا لے۔ کالا گو اہر چہ آید در نظر از خیر و شر۔ جملہ ذاتِ حق بود اے بیخبر

بھئی اب تو ناپ چنے کو جی چاہتا ہے لکھا نہیں جاتا معاف کیجئے خیر حافظ عاجز کلیمی فقط

مکتوب بست و پنجم

عاشقاں بنشیند بوئے دوست   عارفاں بنشیند روئے دوست را

پیارے سرکار قربانت شوم قدم بوسی کی آرزو لاحاصل آستانہ بوسی کی تمنا پیش کر کے التماس ہے سرکار کا گرامی نامہ کل بھی نہیں آیا آخر دل جلوں کو ستانے میں کسی کو کیا لطف آتا ہے اور اگر آتا ہے تو انشاء اللہ کسی کو لطف آئے تو ہمیں بھی کہہ لو کچھ زنانہ مکان کے دوسری منزل پر تھا پردہ کرا کے مہاراجہ بہادر اور سب مجھے یہاں لائے بخار کی شدت تھی کل پھر مجلس سماع تھی ساتویں شب میں بھی پہنچے اثر آج کل بفضلہٖ تعالیٰ بغیر سماع حالت ہر وقت موجود ہے پھر قوالی میں کیا نوبت پہنچی ہوگی آپ اندازہ کرلیں برسوں سے یہ شعر مجھکو مزہ دے رہا تھا

میرے دل کی آرزو نے مجھے یہاں تک میں لایا | نہ کچھ آپ سے شکایت نہ رقیب سے گلا ہے

میرے سرکار یہ رب العزت سے روح کہتی ہے رات کے سماع میں جن اشعار پر مجھکو حالت ہوئی حضور میں پیش کرتا ہوں

اب لذت زخم جگر ہی پوچھئے کیا ہو | جب تم ہو نمک پاش تو پھر کیوں نہ مزا ہو
اس زخم کے صدقہ جو ہو شمشیر نگہ کا | قربان میں اس درد کے تم جسکی دوا ہو
آکر کے ذرا دیکھو میرے دل کا تڑپنا | تم قبلہ ہو اور یہ دل قبلہ نما ہو
منم کہ روئے ترا بے نقاب می بینم | منم کہ بے شب و روز آفتاب می بینم
توئی کہ پردہ ز رخسار خود بر افگندی | کہ تا جمال ترا بے نقاب می بینم
ایں جلوہ گاہ ہست آنکہ جوشش بہار دارد | ہر سو زمیں ز خونم صد لالہ زار دارد

سب کی خدمت میں سلام و دعا و آداب کہہ دیجئے۔ زیادہ حد ادب فقط

عاجز کلیمی غفرلہٗ

مکتوب ششم

صبا ملنا تو کہہ دینا میرے کھوئے ہوئے دل سے ؎ کہ تیری آرزو میں زندگی کٹنی ہی مشکل ہے

میرے سرکار قربانت شوم ؛

اے حسن بوسہ بپائش زدنت بے ادبیست	پائے ناز کشو دیدہ و سیدن تو

کہاں آپ کے پاؤں کہاں میرا ناپاک منہ - پابوسی لکھنا تو بے ادبی ٹھہرا - اچھا آپ کی جوتیاں اور میری آنکھیں - آپ کی چوکھٹ میرا سر - آپ کے محلہ کے لڑکے اور لیجیو لیجیو کی صدا اور میرا سر اسی آرزو میں حاضر ہوا تھا مگر ہائے افسوس کچھ نہ ہوا کیا اچھا وہ جمعہ تھا کہ جس دن مجھے امید ہو گئی تھی مگر حضور کے رحم نے نہ ہونے دیا ؎

اے ترک چہ جائے رحمت اینجا   تو تیر زن کہ ما شکاریم

پیارے سرکار قربانت شوم - کیا تم ہو واہ کیا تم ہو ع

کافر ہوں جو اپنی تئیں جانوں کہ میں ہوں	جو کچھ کہ ہے سو تو ہے اسلام بس یہی ہے

سرکار فدائے جان شیریں - جان شیریں کیا ہوگا - بجائے اس کے کہ حضور سے قریب ہوتا جاتا روز بروز دور ہوتا جاتا ہوں ؎

صبا ملنا تو کہہ دینا میرے کھوئے ہوئے دل سے	کہ تیری آرزو میں زندگی کٹنی ہی مشکل ہے

کیا کروں اس بے خبری میں سے رہائی کی کوئی ترکیب بن نہیں پڑتی فولادی تیلیوں سے زیادہ قوت دار پنجرہ ہے - قربان جاؤں ذرہ اشارہ سے پنجرہ کی کھڑکی کھول دینا آپ یقین جانیں جنگل میں جاؤں نہ پہاڑ پر نہ شہر میں نہ گاؤں میں نعلین مبارک پر قربان ہو جاؤں گا سوائے سرکار کے اس وقت کچھ دکھائی نہیں دیتا ؎

جمال یار ز ہر شش جہت تماشہ کن   خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

ایک بار نہیں ہزار بار پیدا ہو کر ہزار بار قربان ہو ئیے نیت کب سیر ہوتی ہے ؎

کرو ہم رنجوان دل آرائش کو سے تو	داری خبری یا نے ای محو خود آرائی

سرکار [illegible] کیا غرض [illegible] ایک بیدل کا کسی وقت خیال کریں اگر حضور کبھی وقت توجہ کریں تو غلام کو اپنے آقا پر [illegible] قربان ہوتے دیکھئے۔ اور جو بہت کچھ معاف کیجئے اس وقت کچھ نشہ ہے [illegible] رہا ہوں مگر دیوانے کہتا ہے کہ ہر جگہ معاف ہے کیجئے پھر آپ [illegible]

جب ملنا تو کیا بنا میری [illegible] ہوئے دل	کہ تیری آرزو میں زندگی کٹتی ہی مشکل سے
جیتے جی جی ہی سے [illegible] زیادہ تم ہو	مرکے بھی تم کو نہ بھولے وہ وفادار ہیں ہم

تم تم تم تم تم تم

مکتوب ہفتم

کسی کو کاہے کو ایسا لاکھوں الٰہ [illegible] کوئی رہا نہیں۔ دعا سلام آداب قدمبوسی سجدہ سب ختم ہو گئے کچھ [illegible] رہا۔ مجھکو معلوم نہیں کہ کیوں مجھکو پیر کہا جاتا ہے بجائے نماز تہجد تہجد کے وقت لیٹا ہوا وظیفہ پڑھتا ہوں اور وظیفہ کونسا یہ آج کا وظیفہ ہے۔

تیری ہی جان انتظار [illegible] کب تک — میرے گھر آؤ یا مجھکو بلا لو

میری آرزوئے دل نے مجھے خاک میں ملایا — نہ حضور سے شکایت نہ رقیب سے گلا ہے

منہ چھپاتا تھا تمہیں پہلے ہی روز — اب کیا پردہ تو کیا پردہ کیا

دل دادگان حسن سے پردہ نہ چاہئے — دل لیکے چھپ گئے تمہیں ایسا نہ چاہئے

بے مروت ناوک افگن [illegible] — دل کا دل زخمی کیا پیکان کا پیکان نکلا

جو نگاہ کی تھی ظالم تو پھر آنکھ کیوں چرائی	وہی تیر کیوں نہ مارا جو جگر کے پار ہوتا
آکر تو ذرہ دیکھو میرے دل کا تڑپنا	تم قبلہ ہو اور یہ دل قبلہ نما ہو
جب تلک رہے زندہ تب تلک رہا پردہ	وقت مرگ آ پہنچا اب تو بے حجابی ہو

آپ لکھنؤ ...

الحمد ... فرقی گنجینہ بیان حال شکستہ تھے	یہاں آپ ... [illegible] ... با ...

میرے ... گھر ... [illegible] ... یہاں چلے آؤ اور مجھکو ساتھ
لیکر چلو ... آتے وقت جانا چاہتے تھے اب آتے ہی تقاضہ ہے کہ واپسی میں چلنا۔ مگر
انشاء اللہ تعالیٰ صوفی ... صاحب کا فرمانا ہوگا۔

سرمد اگرش وفاست خود می آید   گر آمدنش بجاست خود می آید
بیہودہ چرا در پے آں میگردی   بنشیں اگر او خداست خود می آید

عاجز کلیمی دہلوی غفرلہ

مکتوب ہشتم

نہ کافر نہ مومن نہ کفرم نہ ایماں	خدا را بگوئید من کیستم من
چو نقش قدم بر رہے او فتادہ	چہ باقیستم من چہ فانیستم من
کہ عالم ہمیں بس کہ در رہ شدم گم	چو او گشتم ای شاد بس ایستم من

پیارے شاد زید فی عشقہ۔ السلام علیکم۔ آخر کے مصرع میں تصرف نہیں کیا ہے بیساختہ قلم سے نکل گیا
شاعری کے خلاف ہو یا موافق یہاں تو اپنے مطلب سے مطلب ہے کلیمی اور اس کے محبوب کے
معاملہ کو آپ خوب سمجھئے۔ اگرچہ اس وقت میں آپ کا زیادہ لے رہا ہوں مگر بفضلہ تعالیٰ آپ بھی
اسوقت مزے میں ہیں کل کی رجسٹری کا جواب کل ہی لکھا تھا بے وقت ہو جانیکے باعث ہنوز
موجود ہے۔ دونوں کا جواب آج انشاء اللہ چلا جائیگا مذکورہ بالا غزل آپ کی بہت مجھے پسند ہے
خاصکر جو تین شعر عنوان پر درج ہو چکے ایک سے ایک اعلیٰ ہیں۔

چو نقش قدم بر رہی او فتادہ   چہ باقیستم منحہ فانیستم من

سچا واقعہ۔ شاعری کا نام نہیں۔ میرے یہاں ایک لڑکا سید ارشاد علی رہتا ہے چھوٹا سا ہے

گھر میں آتا ہے آپ کی یاد کا یہ اثر ہے کہ میں نے بیساختہ. شاہ گہا. تیرے پکار امیر سائیں جوت میرے سرکار کی زبان ہندی ہے ہو بہو کی جو وہ باتیں ہم راجہاں نے ان لایا شخص یا تو آئینہ باز - ارشاد ہوا مجھکو معلوم ہے کہ آپ کو مجھسے محبت نہیں آپ نے جو مجھے دیکھا وہ شعور سے دیکھا. اب مجھ میں وہی دیکھتے ہیں پھر اور کسی میں دیکھیں گے. آپ کے تمام دل آئینہ ہیں

موری تو تم اکیہی ہو ہم کا نہ بھولنا ؎

ہمکا تم تو اکیہی موہن ہم جیسے تمری کرور

یہ کہکر رونا شروع کر دیا اللہ اللہ کیا کہکر سمجھایا جائے کیونکر کوئی وعدہ کیا جائے. کون دیکھتا ہے کیا دیکھتا ہے ؎

یہ کہاں کی حیرتیں چھا گئیں یہ کہاں کے جلوے سما گئے
الہ جزار وب آئینہ لگ گئے ہیں نگاہ آئینہ میں

پیارے شاہ کوئی کافر کہے یا مومن - اپنا کام بن جائے. بس سب بھر پایا انشاء اللہ پھر ملیں گے زیادہ سلام و شوق. عاجز کلیمی غفرلہ از کلیم نگر۔

مکتوب ہشتم

شفیق جانم جناب تحصیلدار صاحب. السلام علیکم مجھکو معلوم ہوا ہے کہ آپ کو مجھ سے ملنے کا اشتیاق ہے. مجھ ایسے بیکار شخص سے ملکر آپ کیا کریں گے. ہاں فقراء کی خدمت میں رؤسا حاضر ہوئے ہیں اور اُن سے دین اور دنیا کا فائدہ حاصل کیا ہے مگر اب وہ فقراء کہاں اور وہ عقیدتمند رؤسا کہاں - پھر بھی آپ کا غائبانہ اشتیاق معلوم کر کے میں آپ کو ایک اپنا چشم دید واقعہ لکھنے پر آمادہ ہوں. سات سال کا عرصہ ہوا میں چند ہمراہیوں کے ساتھ سفر حجاز کے واسطے چلا. جدہ سے مکہ معظمہ تک جس قدر قافلے گئے سوائے دو تین قافلوں کے بدوؤں نے سب کو لوٹا. اور بہت سے مسلمان بیت اللہ شریف کے مسافر زخمی ہوئے مارے گئے مجھکو خیال ہوا کہ جب بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں زیادہ کیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

کہ ہر طرح حیران کیا تو شان جلالی نے جوش کھایا حکم ہوا کہ آج سے تم لوگ بادشاہ نہیں ہو گے
اور اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ کا قطعی حکم صادر فرمایا اللہ تعالیٰ کا سچا کلام عربیت
تک وہی حکم رکھتا ہے جو پہلے تھا کسی وقت میں ... والا نہیں تمام دنیا میں کوئی بھی یہودی
بادشاہ نہیں مگر صالحون کے معنی تفاسیر میں اور علماء وقت کی زبان پر مسلمان نیک بندے
کے ہیں مجھکو نہایت حیرت ہوئی کہ قرآن شریف کا حکم کیونکر خلاف ہوگیا دنیا میں عیسائی
بادشاہ ہیں کیسے بادشاہ کہ تمام کو گھیرے ہوئے ہیں اور جو مسلمان بادشاہ برائے نام ہیں
اُن کے انتظام کی یہ حالت ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ ایسا کچھ ہو رہا ہے اور کوئی پرسان حال
نہیں تو صالحون کے معنی اور کچھ ہوں گے مسلمان نیک بندہ کے معنی نہ ہوں گے یہاں
کے گئے ہوئے علماء اور وہاں کے علماء سے پوچھا گیا اور بہت تحقیق کی گئی مگر تسلی نہیں ہوئی یہاں
تک کہ ایسی کا موقع آگیا۔ عدن میں اسٹیمر نے ایک دن اور نصف شب قیام کیا۔ رات کے
تین بجے عدن سے اسٹیمر چلا ابھی ساحل کے قریب بندر کے حدود میں تھا کہ دفعتاً ایک آواز
مہیب ہوئی اسٹیمر تھم گیا سمندر سے اغثنی یارسول اللہ کی آواز آنے لگی۔ اس اسٹیمر کے تین
یوروپین ملازم ایک اوپر کے درجہ کی برابر مہتابیاں روشن کر رہا تھا جس سے سیاہی شب کی
دور ہوگئی گویا کہ روز روشن ہوگیا ایک بیچ کے درجہ میں تھا جو چھوٹی کشتی کو نیچے اتارنے میں
اور خلاصیوں کو حکم دینے میں مصروف تھا۔ تیسرا فوراً اس اتری ہوئی کشتی میں سوار ہوکر مع تین
یا چار خلاصیوں کے روانہ ہوا۔ ہم لوگ تازہ حج کئے ہوئے چلے آتے ہیں سب کے سب کھڑے
دیکھ رہے تھے جس طرف سے یارسول اللہ کی آواز آرہی ہے اسی طرف وہ انگریز وہ کشتی لیجاتا ہے
یارسول اللہ کہنے والے کو ہاتھ سے گھسیٹ کر کشتی میں لیتا ہے یہاں تک کہ تیرہ یا چودہ آدمی
اُس نے کشتی میں لئے۔ اب وہ کشتی لئے ہوئے چاروں طرف گشت لگا رہا ہے مگر اُس کو یارسول اللہ
کی صدا نہیں آتی سمندر میں سناٹا ہے ناچار وہ کشتی اسٹیمر کے پاس لایا سیڑھی اتار دی گئی تھی۔
حاجی لوگ اس دروازہ اور سیڑھی کے سرے پر اس قدر ہجوم کئے ہوئے تھے کہ اُن بیچاروں کو

اور پہ اسٹیمر کے آنیکا موقع نہیں ملتا تھا اور وہ سمندر کے پانی میں ڈوبنے کے باعث سردی سے
بیتاب ہو رہے تھے آخر اُس انتظام کرنیوالے انگریز نے پہلے بان سے کہا آخر حاجیوں کو دیکھ
دیکے راستہ صاف کیا اور اُن بیچاروں کو اندر لیا وہ بیچارے سردی سے کانپ رہے تھے کسی حاجی نے
اپنی لوئی کمل یا لحاف ان کو نہیں دیا عجیب بات ہے کہ اُن مسلمانوں کو جنکی جان بچائی تھی اسٹیمر کے
باورچیخانہ میں لیجا کر گرم کیا دریافت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مسقط سے ایک پرولیکا جہاز چاول
بار کئے ہوئے آرہا تھا اُس میں روشنی نہیں تھی اس اسٹیمر سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا غرقِ دریا ہو گیا
اُس میں پچیس آدمی تھے جس قدر ملے وہ بچا لئے گئے تھے باقی غرق۔ اس کا قصہ اور بھی باقی ہے
مگر مجھکو صالحون کے معنی معلوم ہو گئے۔ صالح کے معنی ہیں انسانی ہمدردی رکھنے والے کے
جس میں انسانی ہمدردی نہیں اُن کو اللہ تعالیٰ نے اولٰئک کالانعام بل ہم اضل کا خطاب
دیا ہے اسلام کے ہر ایک اصول اور فروعات اسلامی ہمدردی سکھاتی ہے جس میں اسلامی ہمدردی
نہیں وہ ہرگز انسان نہیں اور نہ وہ مسلمان ہو سکتا ہے وہ ضرور برباد کر دیا جائے گا جیسا کہ ثمود
اور عاد کی قومیں برباد ہوئیں مسلمانوں میں ہمدردی نہیں اسوجہ سے اُن سے بادشاہت
چھین لی گئی ہے جس میں ہمدردی کسیقدر ہے اُن کو کچھ نہ کچھ حصہ حکومت کا مل جاتا ہے۔
آپ میں انسانی ہمدردی ہے اُس نے مجھکو بھی آپ کا مشتاق بنایا تھا مگر میں اُس معاہدے سے
مجبور ہوں جو مجھ سے لیا گیا ہے کہ اربابِ دولت و ثروت سے ملاقات میرا قصد نہ کیجائے
ورنہ میں آپ سے ملتا اور فقط یہ کہتا کہ آپ میں جو انسانی ہمدردی ہے اُس کی قدر کیجئے۔
جس میں یہ نہو اُس سے ظاہر و باطن پرہیز کریں وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے زیادہ والسلام
از ڈاکخانہ میراں پور کٹرہ ضلع شاہجہاں پور (عاجز کلیمی [illegible] غفرلہ)

مکتوب دہم

موسومہ عالیجناب مہاراجہ یمین السلطنت بالقابہٖ دام اقبالہم المتخلص بہ شاد گرامی عزیز جانم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ آپ کے خطوط بنام حمید ارصاحب دیکھے چونکہ مجھ کو اندیشہ ہے کہ میری وجہ سے
کسی کو نقصان نہ پہنچے مجھکو بھی شطرنجیوں کا ذکر لکھنا پڑا۔ اس بات سے رنج ہوا ہے۔ میر انصار علی صاحب
تعلقدار رات کو یہاں رہے تھے بہت آپ کی مہمان نوازی اور دریا دلی کی تعریف کرتے ہوئے
یہ بھی ان کی زبان سے نکلا کہ آپ کے واسطے تیرہ روپیہ روزانہ کرایہ پر فرش آتا ہے دس روز کے
کرایہ میں شطرنجیاں بقیمت آسکتے ہیں اور ہمرو مہاراجہ صاحب نے ایسا ہی حکم دیا ہوگا مگر
کارگزاروں نے کرایہ کی منگالی میں نے ہر ایک بات کو سنا مگر تیرہ روپیہ روزانہ کرایہ کا لفظ
مجھکو نہایت ناگوار ہوا میں نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا تو کہا شطرنجیوں کے کونے پر کرایہ کے
کارخانہ کا نام ہے فراش کو بلا کر میں نے دریافت کیا تو وہ رونے لگا کہ میں موقوف ہو جاؤں گا
میں نے کہا میں ذمہ دار ہوں تم بتا دو کہ یہ خبر صحیح ہے یا غلط جب اس نے تصدیق کی تو میں نے
زنانہ مردانہ سب جگہ سے سب کرایہ کی شطرنجیاں اٹھوا دیں مگر افسوس ہے کہ وہ پھر بھی
تمام دن اور دوسری رات دروازہ کے قریب پڑی رہیں۔ ناصر بن عطاف کے گھر سے
دو شطرنجیاں منگوا کر مردانہ کے اندر باہر کے دالان میں بچھا دیں اور حمید ارصاحب کے
گھر سے ایک شطرنجی منگا کر زنانہ میں بچھوا دی جب تک کہ آپ سے پوری واقفیت نہ تھی
کچھ نہ کچھ تکلف تھا پہلی چھٹی شریف میں آپ کو یاد ہوگا کہ خوشی بخوشی میں صدر کی طرف
بیٹھا تھا مگر اب تو نہایت خوشی سے قوالوں کے پاس بیٹھتا ہوں۔ میرے حضرت شیخ الاسلام
شیخ کلیم اللہ جہان آبادی چشتی قدس سرہ نے ایک رباعی اپنے مکتوب میں تحریر فرمائی ہے وہ مجھکو
یاد ہے وہ یہ ہے رباعی

از سادگی و سلیمی و مسکینی	بر آتش اگر نشاندت بنشینی
در سرکشی و غرور و خود بینی	بر تخت اگر نشاندت ننشینی

آپ کی یک رنگی اور خلوص والی محبت کے مقابلہ میں آپ کے ہاں کوری زمین پر بیٹھنا عار نہیں
مگر میرا دل یہ نہیں گوارا کرتا کہ جو میں گھر کھاتا ہوں یا جس طرح گھر میں رہتا ہوں اس سے زیادہ

تکلف کی تکلیف اپنے میزبان کو دوں اور پھر مہمان تو سب روز دو ہے باقی مردار خواب میں
مہمان کب رہا مجھکو گھر کی طرح رہنا چاہئے۔ دستار رفتار میرا ہے میں اس کے خلاف کروں تو پھر یہاں
کس چیز کا نام رکھا جاوے حیدرآباد کے تشریف لاتے ہیں چند روز دو سال یعنی دو مرتبہ
تشریف لیگئے تو ان کو سب طرح دیکھا ہوا گیا تھا مگر دونوں میں میری رفتار میں سر مو تفاوت
نہیں ہوتا ہمیشہ ایک وقت دال ایک وقت گوشت کھاتا ہوں اور اس کا پابند ہوں۔
باقی قورمہ بھی مجھکو ملتا ہے مگر وہ میرے اختیار سے باہر ہوتا ہے شطرنجیاں چاندنیاں بھی میرے
گھر کچھ نہ کچھ ہیں مگر میں ننگی زمین پر بیٹھا ہوا عزیزوں کے ساتھ کام بھی کرنے لگتا ہوں
اور مجھکو ان میں سے کسی بات پر عار نہیں تو ایسے شخص کو کیا زیبا ہے کہ اپنے سچے چاہنے والے
پر خواہ مخواہ بار ڈالے اور اپنے آپ کو ایک بڑا آدمی بنا دے خیر یہ قصہ تو تمام ہوا مگر اس کی ایک
دُم باقی ہے وہ یہ کہ مجھکو فکر رہتا ہے کہ مجھ کمبخت کی وجہ سے کسی کو فائدہ تو ناممکن ہے بندگان
خدا میں سے کسی کو نقصان نہ پہنچے میں نہایت ممنون ہونگا آپ اس معاملہ میں کسی پر خفا نہو
اور کسی کو نقصان نہ پہنچے میں نہایت مشکور ہونگا۔ عاجز کلیمی غفرلہٗ

مکتوب یازدہم

مائیم تحیر و خموشی   آفاق ہمہ گفتگوئیست

پیارے شاد۔ اللہ تعالیٰ کشائش روحانی و جسمانی میں ترقی دے۔
مضمون تعزیت اور خطرہ نے خوش کیا خطرہ کا مضمون نہایت دلچسپ ہے آج صبح کے وقت
بیوی سے اس مرحوم بچہ کا ذکر کیا انہوں نے لڑکیوں سے اور حامد محمود سلمہٗ سے کہنے سے
انکار کیا آخر اس وقت بلا کر آپ کا خط دکھا دیا جواب دیا کہ مجھکو اس کے پیدا ہونیکی اس قدر
خوشی نہیں ہوئی تھی کہ اب اس کا غم پریشان کرے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی وہ سب بہتر اور
اچھا ہے اس وقت یہ خط ایک خاص غرض سے تحریر کرتا ہوں آپ کے تشریف لیجانیکے بعد وہ

پوجاری صاحب جو مجھکو وزیر تمی نظروں سے دیکھتے بات تھے میرے پاس تشریف لائے
اور فرمایا کہ آج میں نے مہاراجہ صاحب کو پرشاد دیا انھوں نے مجھکو روپیہ دئے آپ سفارش کیجئے
نہ ہم کو تیل ملتا ہے اور نہ مہادیوجی کے بھوگ کیواسطے چاول ملتے ہیں بھلا ایک سیر تو روزانہ
ہوں اور وہاں سے تو ملتے ہوں گے ہم کو نہیں ملتے پوجاری صاحب کی تقریر پر اس خیال نے اور
ترقی کی جو مجھکو اکثر آیا یہاں اس مندر میں چراغ کیوں نہیں جلتا ہے۔

زاں آرزو کہ جلوہ دہد شعلہ پیکری	شبہا چراغ کعبہ و بتخانہ سوختیم

ہزاروں برس کعبہ میں چراغ جلایا اب کئی جگہ بتخانہ میں جلا رہے ہیں مگر شعلہ پیکر کے
جلوے دیکھنے کی آنکھیں نہیں پیدا ہوئیں اگر میں آپ کو مسجد میں جاتے دیکھتا تو ملا جی کی
سفارش کرتا مندر میں جاتے دیکھا تو پوجاری کی سفارش کرتا جب میں نے یہ نہ دیکھا اور نہ وہ
تو میری سفارش بیجا ہوگی مگر میں کیا کروں انسانی ہمدردی نے مذہب کی زنجیر کا ایک ایک حلقہ
پارہ پارہ کردیا سفارش تو مجھکو ضرور کرنی چاہئے لہذا آپ بڑی رانی صاحبہ سے بعد دعائے
فراواں یہ مضمون فرمادیجئے یا سنادیجئے۔ عزیزہ رانی صاحبہ دعائے فراواں کے بعد مطالعہ ہو
مجھکو معلوم ہوا ہے کہ راج باغ میں آپ نے ایک عمدہ اور صاف مکان عبادت کیواسطے بنایا ہے
اور اس میں پوجاری بھی مقرر کئے ہیں ان کو تنخواہ ملتی ہے مسافروں کو کھانا بھی ملتا ہے کیا
آپ اس قدیمی مندر کی طرف بھی تھوڑی سی توجہ فرما سکتے ہیں اس مندر میں آپ کا نام ہے
تو اس مندر میں اس سے زیادہ آپ کا نام ہوگا۔ کیونکہ ؎ نام نیک رفتگاں ضایع مکن ؎
تا بماند نام نیکت برقرار ؎ اس مندر میں روزانہ روشنی کا انتظام کردیجئے کیا آپ کے مندر
کی مہادیوجی اور ہیں اور اس مندر کے اور اگر وہاں پانچ سیر بھوگ ہو تو یہاں سیر بھر ہی
سہی آپ کی ملکیت اور راج میں جس قدر مندر ہیں سب کا آپ پر حق ہے اور سب میں ایک
ہی مورت ہے۔ آپ گھر کے اور راج کے مالک ہیں چونکہ اس مندر کا چند روز میں ہمسایہ ہوں
اس واسطے مجھکو بھی اس کی طرف متوجہ ہونا ضرور تھا میں امید کرتا ہوں کہ پوجاری صاحب

کی وجہ ہے منظور فرما کر آج سے انتظام ہو جائیگا جس میں مسافر خوش ہونگا زیادہ دعا ہے
شاد رہیئے۔ اس خط کو آپ پڑھکر جو کچھ نہیں سمجھے وہ سمجھ لیجئے تین چار روز کے متواتر قلبی تقاضوں سے
لکھا گیا ہے۔ کردم اشارتے و مکرر نمی کنم زیادہ والسلام شوق ہے عاجز کلیمی غفرلہٗ

مکتوب ودوم

راحت جان حزین شاہ صاحب چشتی سلمہٗ۔ السلام علیکم و قلبی لدیکم۔ عرفانی قوت جب تک باقی ہے
اور باقی رہے گی قطرہ سے سمندر ہو کر قوت بھی باقی رہے گی نجبا رقبا ابدال و تاد الغرض مقررہ اہل
خدمت میں ہے جب کوئی لباس بدلتا ہے اِس سے پہلے اُس کی جگہ دوسرا تجویز ہو جاتا ہے اگر ان
میں سے ایک کم ہو جائے تو بس قیامت آگئی۔ قرآن شریف میں اسم اعظم راتوں میں لیلۃ القدر دنوں
میں لمحہ اجابت آدمیوں میں مقبول آدمی اسیوجہ سے پوشیدہ رکھا گیا ہے کہ تمام قرآن شریف کی
قدر ہو تمام راتوں کی قدر ہو تمام اوقات کی قدر ہو تمام اِنسانوں کی قدر ہو مجھ کو کراۃ مراۃ اس قوت
کا تجربہ ہوا ہے مگر وہ ہرگز اختیاری نہیں جس قدر اختیار ظاہری یا باطنی دیا گیا ہے وہ سب برائے
نام ہے ورنہ فی الحقیقت تمام پنکھوں اور روشنی کے ہزاروں چراغوں کی باگ ایک بجلی کی انجن میں ہے
وہم میں کل وہم یہاں روشن ہے آپ کو کسی نے ایک کاغذ عطا کیا جس کو حکم نامہ کہہ سکتے ہیں تو مجھکو
اور آپ کو خواہ اِس کی تمنا ہو یا نہ ہو اس کا فکر کرنا نہیں چاہیئے کوئی شخص دنیا میں میرا اور آپ کا
جاننے والا اور ہمارے بہبود کا جاننے والا اِس ذات پاک سے زیادہ ہرگز نہیں ہو سکتا مجھکو
نہایت وثوق کے ساتھ کامل یقین ہے کہ وہ ذات پاک ہمارے واسطے بہتر کیا ہے اور کرے گا ہم
اپنی وضع بد پر اڑے ہوئے ہیں کیا وہ اپنی وضع نیک سے ٹل جاوے گا ہرگز نہیں اُس ذات
پاک سے بدظنی کسیطرح زیبا نہیں صبر اور تحمل سے انجام کو دیکھنا چاہیئے ہاں پھر ضرور اُس سے درخواست
ہے کہ ہماری نیت درست رہے۔ ہائے ہائے نیت بھی ہمارے اختیار میں نہیں والسلام شوق

عاجز کلیمی غفرلہٗ

مکتوب سیزدہم

آنکھوں کے تارے شاد بھیا آپ کو دل دیں یا آنکھوں میں جگہ دوں پیار کروں سر کو بوسہ دوں آنکھوں کو چوموں حیران ہوں کہ کیا قدر کروں آپ کا ایک تازہ خط جمعدار صاحب کے نام دیکھا ہرگز وہ کسی مدار المہام وزیر راجہ مہاراجہ کے قلم کا نہیں کسی بغیر وردی بے نفس شیخ وقت کے قلم کا ہے جو اپنے خاص ارادتمند کو نہایت دلسوزی سے لکھ رہا ہے میں نے مولوی میر انصار علی صاحب کو بھی دکھایا جس کو دیکھکر انھوں نے بہت تعریف کی۔ اگرچہ مجھکو کن بر سر تابوتم یک جلوہ برعنائی سے ابھی فرصت نہیں مگر آپ کے خط نے بیحد لطف دیا۔ قضا و قدر نے جو کچھ لکھ دیا ہے ہوتا رہا اور ہوتا رہیگا نا سمجھ لوگ خواہ مخواہ تکرار و حجت سے عزیز وقت ضایع کرتے ہیں دوستوں کی ملاقات کا لطف تو یہ ہے کہ ملنے سے روح تازہ ہو دنیا کے دلخراش جھگڑوں کا جو قلب پر اثر ہوتا ہے اس سے تھوڑی دیر کیواسطے امن ملے مجھکو ایسے دوست کی نہایت قدر ہے میں تو ایسے دوست کی ملاقات کو مقبول عبادت سمجھتا ہوں۔ کن بر سر تابوتم کو ضرور آپ سمجھ گئے ہونگے اور اسکا لطف بھی آپ کو اگر دن میں کم آیا تو رات میں زیادہ آیا قوال کی تکرار سے صوفی کو دو طرح سے لطف آتا ہے ایک تو یہ کہ ہر مرتبہ کے کہنے میں نئے مضمون کے یقین کے سب درجے طے ہو جاتے ہیں دوسرا موقعہ اس سے زیادہ پر لطف ہے رائی کا مضمون تکرار سے پربت ہو جاتا ہے اس شعر میں تابوت تین قسم کا ہے جو لکھنے کو دل نہیں چاہتا اور آج آپ کو فرصت نہ ہوگی اگر ہو تو تشریف لائیں مگر بارہ بجے سے ادھر زیادہ۔ سلام شوق۔ عاجز کلیمی غفرلہ۔

مکتوب چہاردہم

پیارے شاد بھیا قرابت شوم۔ السلام علیکم و قلبی لدیکم۔ بے اختیار دل چاہتا ہے کہ اس وقت ایک اپنا سال تحریر کروں مگر اس مثال میں آپ پر مثال ثابت کرنا نہیں ہے برا ماننے کی تو جگہ نہیں

لکھی دیتا ہوں اگرچہ آپ کی صورت پر میں فریفتہ نہیں ہوا ہوں اور آپ کی محبت سے ہیچ
ہزارہا سی بری نہیں اور آپ ضرور خوبصورت ہیں مگر چونکہ اس پر فریفتہ نہیں ہوا اس وجہ
شعلہ رو کہنے میں مبالغہ ہے اور مجھکو مبالغہ آمیز عبارت سے نادانفرت ہے میں آپ کی سیرت کی
لیاقت اور علی الخصوص آپ کی طلب اور خواہش اور آرزو پر ضرور مشتاق ہوں اور نیز اپنی اس
عقیدت کو ظاہر کرتا ہوں جو مجھکو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ہے۔ میری تمنا ہے کہ میں بجز حشر ان کی
غلاموں کی ادنیٰ صف میں ہوں کی عشق کا ذرہ مجھکو اس جہان میں ہے بات کی اور کہ تھے قربان
ان کی قدمبوسی خاک پہ ہزارہا حور غلمان ان پر سے صدقہ آپ میں سخاوت دیکھی ہے مثل نہ اول تو
آپ اپنی وسعت سے بہت زیادہ اور بیشک ہمت سے کم سخی ہیں دوسرے میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں
کہ ایک شخص کے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے اور اس نے پچھتر ہزار دیدی تو وہ سخی نہیں بہ نسبت اس شخص کے
جس کے پاس پانچ ہیں اور پانچوں دیدیں یہ شخص بیشک سخی ہے اور آپ پاس نہیں ہوتے اور آپ
دیتے ہیں یہ وجہ بھی اس سے بڑھ گیا۔ پھر اور آپ کی کیا مراد ہے۔ اگر آپ کا دل دینے سے نہیں
بھرتا اور جس قدر آپ دینا چاہتے ہیں اس قدر بندوبست نہیں ہو سکتا تو میں آپ کو ایک حدیث
شریف کا مضمون سناتا ہوں۔

حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام سچے دل سے
دینا چاہے اور اس کا دل اسوقت کچھ پاس نہ ہونیسے جلے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیت کے موافق اس کے
نامۂ اعمال میں درج کر دیتا ہے۔ چنانچہ جسوقت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے
سارا اور آدھا مال و اسباب پیش کیا ہے اور حضرت علی کرم اللہ تو کچھ نہ دے سکے اور ان کا دل
جلا جو نتیجہ اس کا ہوا اس سے ایک جہان واقف ہے آپ کی تیری خبر کی جواب میں مجھکو
اپنا بچپن کا شوق اور طلب کا وقت یاد آگیا۔"

اگر میں اپنی زیاں کاری کی داستان لوگوں پر ظاہر کروں تو خسر الدنیا ہونیکے علاوہ یہاں وہ دل کا
ٹوٹا ہو جاوے اور وہاں کیواسطے ہزاروں گواہ ہو جاویں تو اس داستان کو حضرت غفار الذنوب

کی رحمت پر چھوڑ کر اپنی تیرہ چودہ پندرہ برس کی عمر کا تھوڑا سا قصہ سناتا ہوں ایک بزرگ کی
خدمت میں حاضر ہوتا تھا وہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کے آستانہ مبارک میں چلہ کشی
کرتے تھے گھر میں جب سب سو جاتے تھے تو کنڈی کھول کر بدخیال عورت کی طرح نکل جاتا تھا
صبح کی نماز سے پہلے آجاتا تھا کسی کو خبر نہ ہوتی تھی۔ نیب کے پتے ابال کر نمک ڈال کر اس کا
سالن پکاتا تھا اور جو کی روٹی سے کھاتا تھا بیل مہادیو کو بھی کھایا ہے اور مہندی کے
پتے بھی کھائے ہیں لیکن بغیر دودھ کی چاء سے جو کی روٹی زیادہ کھائی ہے۔ یہ حال دیکھکر
میری والدہ صاحبہ مرحومہ گودیاں پھیلا کر ان بزرگوں کو کوستی تھیں ہائے جس نے میری بچہ کو
خراب کیا وہ خراب ہو جائے۔ ہائے میں کہاں دن۔ گوشت روٹی یہ کھائے آلاپالا میں اس کے جواب
میں ان کے فرزند یعنی اپنے بڑے بھائی حقیقی کو کوستا تھا تاکہ ان کا کوسنا بند ہو جائے۔"

یہ ایک والدہ صاحبہ مرحومہ کا ذکر ہوا پہلی شادی یعنی والدۂ حامد محمود سلمہٗ سے جب نکاح
ہوا تو وہ باتیں مجھ میں نہ تھیں جو بیوی کو بری معلوم ہوتیں ان بیوی کا حال آپ نے سن لیا
ذرہ سی ضرب سر پہ لگی گھبرا گئیں اور مجھ سے کہا یہاں سے چلو یہ مرید لوگ مار ڈالیں گے آنکھ
جاتی رہتی ہے تو کیا ہوں سے دیکھتے ہیں۔ پیارے آنکھوں کے تارے بھیا مجھ ضعیف
بوڑھی میں اول تو وہ قوت کہاں کہ کسی کو خدانخواستہ یکطرفہ پاگل بنادوں اور اگر کسی کے
حسن ظن نے یہ جتا دیا ہو تو ان پانچ بے زبان حضرات کی کوسنے کو کون سنے میرے نزدیک
ایک زن سے زیادہ چودہ اور چار اور پانچ برابر ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو بامراد زندہ اور
تندرست رکھے اور آپ اپنے حوصلہ کے موافق ان کے فرائض سے ادا ہوں بیہوشی اور
مستی ہی اچھی ہے جس میں ہوشیاری کا بھی دور رہے۔"

حل کے

اس آیت شریف کے معنوں میں یقین کے معنی مجبوراً موت کے بتا دی گئی ہیں مگر مجھ نا
نزدیک تاویل کی ضرورت نہیں یقین کے معنی یقین ہی کے ہیں یعنی جب تک عبادت کرے
کہ یقین آجائے اور اس کی تعریف یہ ہے اس کو اپنا آپ معلوم ہو جائے اور جب یہ معلوم

معلوم ہوگا تو یہ اپنے آپ سے خارج ہو جائیگا اور جب خارج ہوا تو اس پر سے شرعی احکام اُٹھ گئے مگر یہ آنی ہوگا دوامی نہیں دوسرے آن میں جبکہ اس کو ہوش ہوگا تو پھر واعبد ربک حتی یاتیک الیقین اس آیت شریف کا ایک دور رہے گا۔ ہمارے آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کیا سچا شعر ہوا ہے ادھر اللہ سے واصل ہیں ادھر مخلوق میں شامل ہیں خواص اس برزخ کبرا میں ہے حرف مشدد کا آقا کے خزانہ میں ہزارہا قسم کا مال ہے یہ ممکن نہیں کہ غلام کو اس میں سے کچھ نہ کچھ انعام نہ ملے ملتا ہے اور ضرور ملتا ہے آپ کو بھی ملتا ہے اور مل گیا ہاں اللہ تعالیٰ ظرف کی وسعت کو بڑھاتا رہے ایک وہ ہے کہ تین چلو میں مست ہو جاتے ہیں ایک وہ ہیں کہ خم کے خم چڑھائے جاتے ہیں اور بدمست نہیں ہوتے۔ حضرت شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے یا دوسرے حضرت کا کہ ہم نے شرابِ معرفت گھونٹ گھونٹ پی نہ تو وہ تھوڑی ہوئی اور نہ ہم سیراب ہوئے۔ مزہ تو یہ ہے کہ انتظار رہتا ہی اب آتے ہیں وہ آتے ہیں کسی کی پاؤں کی آہٹ ہوئی اور اُچک کر دیکھا اہا آپ کیا وہی ہیں۔ کوئی سمجھے یا نہ سمجھے حتیٰ کہ آپ کو بھی اقرار نہ ہو مگر میرا دِل تو آپ کی یک رنگ ہونیکی تصدیق کرتا ہے والسلام و شوق۔ عاجز کلیمی غفرلہٗ

مکتوب پانزدہم

دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیر ما
چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیر ما
در خراباتِ مغان با پیر ہم منزل شویم
کیں چنیں رفت است در عہد ازل تقدیر ما

پیارے شاد۔ ہوشیاری کے ساتھ بیخود و مست ہونا آپ کو نصیب ہو
ہاتھ نیم سن ہے لکھنا تکلیف سے ہوتا ہے قریب گیارہ بجے رات کے لفافہ پہنچا صبح سے علی آباد والے اور والیوں نے پکڑ رکھا تھا اب چھوڑا ہے نماز ظہر ادا کر کے ہمت کرتا ہوں کہ کچھ لکھوں

چھتیس برس کی نازبرداری کا جو کچھ افسوس ہو تھوڑا ہے مگر مجھکو دیکھئے کیسا بے اثر قلب لایا
ہوں جس نے چھتیس ہزار برس یا اس سے زیادہ یہاں تک نازبرداری کی کہ دیکھنے والے مجھ میں
اور اس میں مشکل سے تمیز کرتے ہیں جب میں اس سے جدا کیا گیا اور یہ جدائی بھی فی الحقیقت
میری ناواقفیت کی جدائی تھی مجھ سے کہا تو یہہ گیا تھا کہ ہم جاتے ہیں تم ہمارے پیچھے پیچھے
آؤ بجائے اس کے کہ قدم بقدم چلتا اور اس کو نہ چھوڑتا ذرہ سی غفلت میں ایک دوراہے میں
نقش قدم بھول گیا۔ حاجت خانہ میں پہنچا بجائے اس کے کہ حاجت سے فراغت پاکر طہارت
کرکے باہر نکل آتا۔ ایسی غفلت کی نیند کہ نجاست خانہ میں سو گیا تمام کپڑے نجاست
میں خراب ہو گئے نہ دوسرا جوڑا کپڑے کا ساتھ لایا تھا اور نہ پائخانہ میں کوئی نل لگا ہوا ہے۔
اب بتائیے کیا کروں باہر کیونکر نکلوں کپڑے کیونکر پاک کروں میرا آقا میرا محسن ایسا
نہیں جس سے دائمی جدائی ایک منٹ کیا ایک سکنڈ کی جدائی بھی ممکن ہو اگر ادب مانع ہوتا
تو میں یقین کے ساتھ لکھ دیتا کہ وہ پائخانہ میں ساتھ تھا مگر ہائے افسوس جس پر میں عاشق تھا
جس کے غلام فرمانبردار ہونے کی ایک جماعت کثیر کے سامنے دعویٰ کیا تھا اس کو بھلا دیا اور
احسان فراموش کرکے غلام ہو کر آقا کا دعوے کرنے لگا اب دیکھو کیا ہوتا ہے۔ دودکی
برف۔ تربوز۔ خربوزہ فالودہ اس قدر بلائیں پیٹ میں ٹھوسے گئے۔ مضمون اور خط خبط ہو تو
کیا ہو۔ پہلے تو لباس تھا نہیں لباس نہ آپ سے پہنا ہے اور نہ آپ سے اُتاریں گے۔ ترک
لباس اپنے اختیار میں نہیں لباس پہنانیوالا جب اُتار دیگا آپ ترک لباس ہو جائیگا
اور لباس پر لباس ہے اور بھی بے اعتبار بلکہ کثیر ہے اللہ تعالیٰ امتحان میں کامیابی نصیب کرے
زیادہ والسلام علیٰ من تبع الھدیٰ۔ عاجز کلیمی غفرلہ۔

مکتوب شانزدھم

آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند　　نکتہا ہست ولے محرم اسرار کجا

پیارے شاہ۔ السلام علیکم۔ جب رشتہ ٹوٹ کر جڑے اثر مرتب نہیں ہوتا۔ ٹوٹ کر کیونکر ملنا ہوتا ہے
ایک طرف عقیدہ ہو کامل محبت ہو واصل۔ دوسری طرف دلدادہ صورت ہو یا والہ سیرت
اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو اچھی سمجھ عطا کی ہے ومن یوتی الحکمۃ
فقد اوتی خیرا کثیرا۔ فی الحقیقت دونوں حقیقتیں ایک ہیں مگر چشم ظاہر کو عموماً یہی یقین ہے
کہ ظاہر نے باطن کو پوشیدہ کر رکھا ہے۔ جانش زنقاب آمد جلالش۔ اور اگر سمجھ آجائے تو
نقابِ جلال بھی بمنزلہ جمال ہو جاتا ہے۔ اکثر یہی دیکھا گیا کہ میٹھا میٹھا ہپ کڑوا کڑوا تھو۔ مگر
ایک بہادر کا کلام مجھ کو نہایت پسند آیا۔

رحمٰن رحیم رحمت اللہ مائیم
شیطان رجیم لعنت اللہ مائیم
ہر نیک و بدیکہ در جہاں میگزرد
واللہ مائیم ثم باللہ مائیم

کل ایک مولوی صاحب نے بذریعۂ خط دس سوال مجھکو لکھ بھیجے اُن میں ایک یہ بھی تھا
کہ آپ مجھکو ایک پرچہ لکھ بھیجیں کہ قیامت کے روز میں تم کو ساتھ رکھونگا بس اس کو
میں اپنی قبر میں رکھ لونگا۔ یہی مجھکو کافی ہے میری بیوی بچے اور سب کچھ آپ پر قربان
مجھکو جنت کی خواہش اس کے مقابلہ میں نہیں۔ اچھی طرح تو یاد نہیں کہ کیا کیا جواب دیا گیا
مختصر اور ماحصل یہ ہے کہ میرے نزدیک جیسا طالبِ دنیا ویسا ہی طالبِ جنت جنت میں
اگر وعدۂ دیدار نہ ہو تو اس کو کیا فوقیت ہے اور دیدار دیکھنے والیکو کس جگہ دیدار نہیں۔
آپ نے ہر ایک عبارت کو خوب سمجھا اور یہ آپ کی سمجھ میرے دل میں گھر کرتی جاتی ہے
اول تو میں نے چاہا تھا کہ میرے خطوط شایع نہوں جب میرے یارانِ طریقت نے نہ مانا
تو میں نے یہ قید لگا دی کہ سوائے یارانِ طریقت کے اور کسی کو نہ دئے جائیں مگر ؎

پرواز فطرت مادر دامِ بال میسزد ❊ آزاد کرد فضلش از ہر قیود مارا

مست ہونے والا مست ہو بےخود ہونے والا بےخود ہو دیکھنے والا دیکھے مزہ لینے والا مزہ لے۔

هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَان ؀

مشتغل بودم بقال اے دوستاں
حال غالب گشت بر قالِ زباں
غیرِ حق می کوبم اندر زیر پا
الصلا اے پاکبازاں الصلا

(عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب ھیجدھم

پیارے شاد بھیا۔ السلام علیکم و علی من لدیکم۔ انصار کی موٹر میں جب بیٹھتا ہوں تو وہ آکر اڑا لیتے ہیں مولوی صاحب سے ملکر آیا تو وہ اپنے مکان میں لے آئی خواب کی مختصر تعبیر لکھ آیا۔ باقی زبانی انشاء اللہ تعالیٰ تشریح ہو جاوے گی۔ مولوی بخاری صاحب مرحوم نے جو کچھ آپ کی نسبت فرمایا تھا وہ اُن کا علم تھا اُس وقت آپ کا وہی حال تھا جو ایک موحد محض کا ہونا چاہئے اگر وہ اس وقت تشریف فرما ہوتے تو آپ سے زیادہ خوش ہوتے ہیں تو آپ کو موحد محض نہیں پاتا۔ اگر میں گواہی کے لائق کسیوقت سمجھا جاسکوں تو میری اس سے زیادہ گواہی ہوگی آپ بالیقین فدائے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ انکی توسل سے موحد ہیں۔ خلوص اور محبت سالک اور مجذوب دونوں کے لئے مجرب تسخیر کا عمل ہے اور آپ کو تو ورثہ میں ملا ہے اللہ تعالیٰ اسیطرح اس کو ورثہ میں آئندہ نسلاً بعد نسلِ جاری رکھے جیسے آپ سپوت ہیں ایسی ہی آپ کی اولاد سپوت ہو آپ بھی دعا کریں کہ خاصانِ حضرتِ ربّ العزت کا ایک کتا ہو کر قیامت کے روز قبر سے اُٹھوں بس سب کچھ پایا زیادہ والسلام عاجز کلیمی غفرلہٗ ؀

مکتوب ہشتدہم

بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا
چاند سے مکھڑے پہ ڈالے ہوئے ہالے آجا
چمکتی ہے بجلی گرجتے ہیں بادل تو کملی میں اپنے چھپا کملی والے

چاند سا مکھڑا پیارا ہے تو زلف بھی اُسی مکھڑے کا سنگار ہے اُس کی سیاہی اور روشنیوں سے برتر ہے بادل میں سے نکلنا اور پوشیدہ ہونا برسات میں جو ہر مرتبہ لطف کو دوبالا کرتا ہے وہ مطلع صاف میں نہیں۔ چاند سے مکھڑے پہ ڈالے ہوئے ہالے آجا ؎۔

یک دست جامِ بادہ و گر دست زلفِ یار
رقصِ چنیں میانہ میدانم آرزوست

کیا زندہ شے آپ کے پاس موجود ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ یہ اردو کا شعر آپ اُس سے سنیں مدت سے زلف اور رخسار کی تمیز اور جھگڑے میں پھنسے ہوئے ہیں تھوڑی دیر کے واسطے ہم کو سمجھ لینا چاہئے کہ جس کا رخسار اُس کی زلف ہے ؎

بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا
چاند سے مکھڑے پہ ڈالے ہوئے ہالے آجا

ہائے کیا مزہ کا وقت ہے کوئی کاندھے پر کملیا ڈال کر آیا تھا۔ کملیا کے صدقہ ترکی صاحب ایسے تشریف لائے کہ رفتہ رفتہ وہ آنکھ سے اوجھل ہو گیا ؎

بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا
چاند سے مکھڑے پہ ڈالے ہوئے ہالے آجا

یک دست جامِ بادہ و گردست زلف یار
رقصے چنیں میانۂ میدا نم آرزو ست
یہ کس نے لکھا کس کو لکھا کس نے پڑھا کس نے سُنا۔ فقط (عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب نوزدہم

ھوالکل

آداب القاب سب غایب آپ نہایت خوش نصیب ہیں مدار المہامی کیا چیز ہے
یہ جو کام آپ سے لیا جا رہا ہے وہ لاجواب ہے۔ گیارہ پر جنازہ آیا وضو کرکے نیچے
اترا مسجد میں پاس جاکر بیٹھا کس کی ہیت نہ جنازہ کہنے کو دل چاہتا ہے نہ میت کیا اثر
والی چیز ہے تعالیٰ شانہٗ عمایقولون میں نے تمام عمر ایسے وقت میں یہ اثر نہیں دیکھا
اگر دوسری قوت جو برائے نام دوسری قوت کہلائی جاتی ہے ہمراہ نہوتی تو نوبت
بہ جامہ دریدن ہوتی۔ نماز کے بعد پھر بیٹھا برخوردار سلمہٗ پاس برابر بیٹھا رہا اُس سے
پوچھا کچھ اثر معلوم ہوتا ہے۔ کہا ہاں۔ چاروں طرف آپ کو آنکھیں ڈھونڈنے لگیں
کہ رازدار کہاں ہے آخر جمعدار صاحب سے کہا کہ اُن سے کہو آپ کیوں نہیں آتے۔
بالآخر ڈیڑھ بجے یہ کہکر آیا ہوں کہ جنازہ کو جس جگہ رکھا ہے بغیر میرے بلائے نہ اُٹھانا یہ وہ
ہیں جنھوں نے ع ہستم شد غرق بحر لازوالِ حُسن یار ۃ میں عمر گنوادی اور کسی کو خبر
نہیں ہوئی کہ کون تھا کہاں سے آیا کہاں گیا۔ میں قربان اُس بے نشان کے جس کے
یہ سب نشان ہیں جب تک گم نام نہو کیسے ہو نام جب تک بے نشان نہو نشان کیسے ملے
تعالیٰ شانہٗ عمایقولون ابھی چار حافظوں کا حکم آیا۔ ہائے ہائے ؎

ہستیم شد غرق بحر لازوالِ حسن یار

کے واسطے کچھ بھی ضرور نہیں مگر واہ ای شاد تیری ہمت لوٹو جو کچھ لوٹا جاوے مگر

اس وقت آپ کے یہاں نہونیکا ضرور افسوس ہے اثر وہاں تک ہے والسلام ؛
ہستیم شدہ غرق بحر لازوال حسن یار کا غلام (کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب بستم

گرامی عزیز جانم ناصر میاں سلمہٗ - السلام علیکم - ہزاروں مسلمان ایسے ہیں کہ بوڑھے ہو گئے اُن کو نماز آتی ہی نہیں ہزاروں ایسے ہیں جنکو آتی ہے پڑھتی نہیں ہزاروں ایسے ہیں جو زکوٰۃ نہیں دیتی ہزاروں ایسی ہیں جو حج نہیں کرتی اور مسئلہ یہ ہے کہ فقط ایک فرض کا تارک کافر ہے پھر آپ کے دل میں کیوں اِن مسلمانوں کی طرف کفر کا خطرہ نہیں آتا - برخلاف اِس کے ایک بت پرست جب بت پرستی سے توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا چاہتا ہے آپ اُس کی دم میں کفر کا دم چھلا باندھی جاتے ہیں - نماز روزہ حج زکوٰۃ سب سے افضل و اعلےٰ توحید ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ شرک و بدعات کا کس قدر زور اِس وقت مسلمانوں میں ہے میرے نزدیک اِن نام کے مسلمانوں سے جو نماز روزہ سے بھاگنے والے ہیں وہ موحد اچھی ہیں جنھوں نے بت پرستی چھوڑی اپنی برائیوں کو دیکھو دوستوں کی برائیاں آپ کے نامۂ اعمال میں نہیں لکھی جاویں گی۔
زیادہ والسلام (عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب بست و یکم

گویم بہر زبان و بہر گوش بشنوم ؛ ایں طرفہ ترکہ گوش و زبانم پدید نیست ؛ انصار بہائی
اسوقت مجھکو ریل میں بیٹھے بیٹھے آپ کے یہاں کی بجلی کی روشنی کا خیال آگیا آپ نے دیکھا ہوگا کہ یہ روشنی ایک انجن کے ذریعہ سے قندیلوں میں پہنچتی ہے ہر ایک قندیل ہر ایک چیز پر روشنی ڈالتی ہے اور ہر ایک کی نظر قندیل کی روشنی پر پڑتی ہے قندیل کا دعوےٰ

کہ میری یہ روشنی تیری ہی دی ہوئی ہے سراسر غلط ہے انجمن ہر شب اُس کو تنبیہ کرتا ہے کہ یہ تیرا وصف نہیں ہے مگر ہر شب یہی دعوے قندیل پیش کر دیتی ہے اسیوجہ سے اُس کو ہر روز روز بد دیکھنا پڑتا ہے اسیطرح تنگ نظریں قندیل کی روشنی کو قندیل کی اصلی ذاتی روشنی سمجھکر اُسی کو روشنی والا سمجھتے ہیں حالانکہ روز اُن کو دکھایا جاتا ہے کہ وہ کسی کے محتاج ہیں ؎

گویم بہ زبان بہ گوش بشنوم
ایں طرفہ ترکہ گوش وزبانم پدید نیست

لکھنؤ کا اسٹیشن ہے نہ سیاہی ہے نہ قلم نہ ٹکٹ۔ آج گیارہ بجے دن کے چلا ہوں کل شام کو انشاء اللہ تعالیٰ پہنچونگا۔ پیارے رشید اور ناصر میاں صاحب سے سلام کہدیجئے اور یہ بھی کہ بڑا دھوکا ہوا۔ اصل میں نہ زبان پر قبضہ تھا نہ کان پر ؎

گویم بہ زبان وبہ گوش بشنوم
ایں طرفہ ترکہ گوش وزبانم پدید نیست

زیادہ والسلام وشوق (عاجز کلیمی عفرلہٗ)

مکتوب بست ودوم

پیارے ناصر میاں صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم مولوی عبدالرحیم صاحب کو چاہئے تھا کہ اس قسم کے سوالات کسی شیخ سے کرتے آپ سے کیوں کئے۔ اسلام کے پاس تمام انتظامِ شرعی کیواسطے دو ہتیار ہیں ایک کتاب اللہ ایک کتاب الرسول اِن دونوں کا بھی انتظام حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں پورا نہیں ہوا تھا یہ دوا آیر وغیرہ کی تحقیقات اور ایجاد اس وقت کہاں تھی اب رہے اشغال فنافی الرسول وغیرہ یہ سب حضور کو حاصل تھے کیا آپ کو نہیں بتایا گیا تھا اب خیال

کرت لیجئے آپ سے کہا گیا ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد مبارک بھی اسی نور سے تھا۔ فنا فی الرسول حقیقت الاشیاء ظہور اول۔ اس شغل کے تین نام ہیں اس کے بعد تحریر ہی کر کسی کے سوال و جواب پر مرید راسخ العقیدہ کو متوجہ ہونا چاہئے بلکہ جو شیخ بتائے وہی کرنا چاہئے اس کے علاوہ سب وسوسات ہیں سب کو سلام کہدیجئے (عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب بست و سوم

پیارے ناصر میاں صاحب چشتی سلمہ۔ السلام علیکم آج آپ کے دو لفافہ وصول ہوئے میرے نزدیک دنیا میں وہ وقت بے بہا ہے جس میں یہ ہستی یاد نہ رہے اور یہ کیونکر میسر آتی ہے ؎

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے تو افلاطون و جالینوس ما

کا دور دورہ ہوتا ہے مجھ بوڑھے بیل کو کیا اثر ہوتا اور میری نظر میں تاثیر ہو گی اللہ تعالیٰ آپ میں سب قسم کے کمال عطا کرے اور آپ کی عمدہ حالت دیکھکر قربان ہوں اس وقت کو غنیمت سمجھکر زیادہ ہجر کی خواستگاری اچھی ہے اور سچا عشق وہی ہے جس سے دوسری طرف خیال نہ رہے تصور میں ہو المقصود اور ہو الموجود ہوا۔ ظاہری صورت معشوق نہ آنے پائے زیادہ والسلام شوق۔

(عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوبِ چہارم

جیتے رہو خوش رہو شاد رہو

پیارے انصار بھیا! السلام علیکم۔ آپ سلسلہ میں داخل ہوئے اور یہ مجھکو یقین ہوگیا کہ آپ سچے طالب ہیں اور مدتوں پیروں کے زیرِ مشق رہے ہیں۔ روپیہ بھی بہت سا خرچ کیا ہے اور پھر بھی آپ تہیدست ہیں میرا قلب آپ کی طرف ٹوٹ کر رجوع ہوگیا۔ میرے آقا میری والی میری سرپرست جنکا قول ہے۔ بوعلی دخستہ را طاعت بحز توحید نیست یہ میرے خیال کے ساتھ اور خیال بھی کونسا نازک رہتے ہیں جو کچھ ہوتا ہے ان کی طرف سے ہوتا ہے اُن کی نعلین مبارک پر ہزار بار میں تصدق ہوں۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ میں نازک مزاج ہوں مگر بفضلہ تعالیٰ ظالم نہیں ہوں میرا دل چاہتا ہے کہ وہ قصہ جو مجھکو یاد آیا تھا آپکو لکھوں اگرچہ مجھکو خطوط نویسی میں تکلیف ہوتی ہے۔ مگر گذشتہ از برائے دلی بار ہا۔ عرصہ بیس برس سے زائد ہوا مجھکو مولوی جمال الدین صاحب مرحوم خلیفہ مولانا شمس الدین صاحب جو شاہ سلیمان صاحب کے خلیفہ تھے حسن ابدال لیگئی یہ صاحب ولایتی تھے خاصی ذاکر شاغل چلہ کش محنتی خلیفہ تھے مجھے ہر روز کہتے کچھ دلوائیے ایک دن میں اُن کے گھر سے دوسرے گانوں گھوڑے پر سوار جاتا تھا فقط وہ ہمراہ تھے میرے ساتھ کے دو آدمی اور اسباب پہلے جاچکا تھا یہ راستہ ناہموار کھنڈہ وغیرہ کا تھا مولوی صاحب نے ایک قصہ بیان کرنا شروع کیا کہ ایک طالب علم پٹھان پڑتا تھا مگر نہایت غبی تھا ایک مجذوب صاحب اُس پر مہربانی کرتے تھے روز اُن سے کہتا کہ میرا ذہن درست ہوجاوے مگر وہ کچھ نہ کہتے تھے ایک روز وہ طالب علم ایک چھری تیز کرکے لایا اور مجذوب کو پچھاڑ کر اُس کے سینہ پر بیٹھا اور چھری گلے پر رکھدی اور کہا یا تو میں مولوی ہوجاؤں ورنہ تجھکو ذبح کرتا ہوں مجذوب صاحب نے

کہا جامولوی ہوگیا وہ مولوی ہوگیا۔ مولوی جمال الدین نے یہ قصہ ختم کرتے ہی دوڑکر میرے گھوڑے کی باگ پکڑلی اور کہا وہ اور نہیں تو اس کھڈے میں پھینکتا ہوں میری آنکھوں کے سامنے ایک بجلی چمکی اور معلوم ہوا کہ تو جو کچھ چاہے وہ ہو جائے میں نے ایک قہقہہ لگایا اور مولوی صاحب سے کہا اِن شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ مولوی صاحب وہ مجذوب خام تھا مولوی صاحب پر کچھ رعب طاری ہوا اور باگ چھوڑدی دوسرے کانوں تک میں ہنستا ہوا چلا گیا میزبان کے گھر پہنچا وہاں کے دستور کے موافق مکئی بھنی ہوئی پیش ہوئی وہ صاف کی کہا اور لاؤ پھر آئی پھر صاف کی تین دفعہ کے بعد میزبان نے کہا اب مجھکو کھا لیجئے میں حاضر ہوں مگر قہقہہ برابر جاری تھا مولوی صاحب کی بری حالت تھی انھوں نے کہا کہ اس ہنسی میں آگ کیوں برستی ہے خیر میں تو دوسرے روز پشاور چلا گیا مولوی صاحب کا وظیفہ نماز ذکر شغل سب غایب ہوگیا۔ پشاور میں میں نے اُن کے پیر و مرشد کو خواب میں یہ کہتے دیکھا کہ اب اُس کا قصور معاف کر دیجیے واپس آکر اُن کو اپنی طرف سے خلافت دی پھر اُن کا سلسلہ خاصہ چل نکلا افسوس ہے کہ اُن کا انتقال ہوگیا۔ یہ قصہ یاد آگیا تھا۔ الغرض کہنا یہ ہے کہ جو کچھ اسوقت آپ کو محبت عقیدت ہے وہ قابل اعتبار نہیں ابھی تو میں آپ سے ٹوٹ کر ملا ہوا ہوں جب آپ مجھ سے ٹوٹ کر ملیں گے وہ بات پختہ ہوگی میں ایک انار صد بیمار ہوں اور رہوں جوگی جس کی نیت کا اعتبار نہیں اسوقت تک مجھ کو حیدرآباد کی یاران طریقت اور پھر اُن میں سے چار پانچ بجد یاد آتے ہیں اور اُن میں ہمہ تن مصروف ہوں مجھکو معلوم نہیں کہ یہ کب تک رہے گا اس موقع کو غنیمت سمجھکر وہ لوگ ٹوٹ کر ملیں اور خوب محنت کریں فقط (عاجز کلیمی دہلوی)

مکتوب بست و پنجم

فَکَیْفَ اِذَا کَانَ بَیْنَ الْحَبِیْبِ مَا الکرم زینت الاخری نصیب

پیارے شاد۔ شاد رہو۔ دعائے صحت روحانی و جسمانی کے بعد واضح ہو فقرا کے ملنے کا شوق یہ بتا رہا ہے کہ آپ کچھ کرتے ہیں اور ضرور ان حضرات سے آپ کو وہ راستہ ملا ہے فقرا کے پاس دنیا کی التجا لیکر امرا کا جانا اور اس زمانہ کے فقرا کا ضرورتِ دنیا کے واسطے اُمرا سے ملنا دونوں بیکار معلوم ہوتے ہیں وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ سے ثابت ہے راہ مولا بتانے کی طرف اشارہ ہے کیا وہ لوگ جو اُمرا سے ضرورتِ دنیا کے نکالنے کے واسطے ملتے ہیں اُنھوں نے وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الۡأَرۡضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزۡقُهَا نہیں پڑھا بس دونوں مطلب دونوں کو بیکار ہیں ؎

مرا عہدیست باجاناں کہ تا جاناں در بدن دارم
ہواخواہانِ کویش را چو جانِ خویشتن دارم

۲۴ جمادی الاول روز یکشنبہ کو اگر آپ تھوڑی دیر مغرب سے پیشتر تشریف لاویں تو اس قسم کی باتیں ہونی چاہئیے جس سے میں اور آپ خوش ہوں اور لطفِ ملاقات میسر ہو۔

ساقیا یکجرعہ از بحرِ کرم ۔۔۔ برہہائے ریز از جام قدم
تا کند شق پردۂ پندار را ۔۔۔ ہم بچشم یار بیند یار را

(عاجز کلیمی غفرلہ)

مکتوب بست و ششم

یا حضرت شاد۔ السلام علیکم۔ بکرہ کو وہ اے کو اب آپ نبدر والوں سے پٹوانا چاہتے ہیں۔ بہت اچھا ؎

پائے در زنجیر پیش دوستاں ۔۔۔ بہ کہ با بیگانگاں در بوستاں

پہلے یہ تحقیق کرنا چاہئیے کہ دوزخ کیا ہے اور جنت کیا پھر اُس کے رہنے یا ہونے کی جگہ بھی خود بخود معلوم ہو جاوے گی۔ مخلوق اول جمال سے یا نور سے مخلوق دوم جلال سے یا نار سے

مخلوق سویم کی حقیقت مشترک جلال اور جمال ہے یا نور سے او نار سے کیسی آگ اور کیسا دوزخ کہاں کی جنت اِن دونوں میں سے جس پاس جو غالب حقیقت ہو گی اُس کی صورت اُس کو دکھائی جاوے گی۔ اور اُسی میں اُس کو رہنا ہو گا۔ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ نہ آسمان میں نہ زمین میں سب ہمارے پاس ہی ہیں تو ان علما کا قایل نہیں ہوں جو تاویلیں کر کے آئے دن نیا مذہب پیدا کرتے چلے جاتے ہیں اور پیٹ نہیں بھرتا اقطار السّمٰوٰت وَالْاَرْض سے ہر گز نہیں نکل سکتا مگر سلطان کی محبت میں الابسلطان یعنی ساتھ سلطان کے تو جب سلطان کا ساتھ ہوا تو غایب سلطان رہ گیا اور وہ اقطار السموات والارض سے باہر ہے اللہ اکبر جیسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کے آج معنی ہوئے اللہ اکبر کے معنی بھی آج آپ انشاء اللہ تعالیٰ سنیں گے۔ یہاں رات دن چاند سورج ہے اُس عالم میں نہ رات نہ دن تعین کے ساتھ سب جھگڑے ہیں لاتعین میں کیا رکھا ہے۔ جنھوں نے روح کو کثافتِ جسم سے ماند نہیں ہونے دیا اُن کے خواب کی دوسرے کو کیوں خبر نہیں ہوتی برابر ہوتی ہے بلکہ وہ تو بیداری میں سب کچھ دیکھتے ہیں۔ اور عوام کو اس وجہ سے نہیں ہوتی کہ اُن کے آئینہ گرد آلود ہیں ہوا اور پانی کے مثالیں اس کے واسطے روشن دلیلیں ہیں۔ ہائے مجھکو تو یہہ رونا ہے کہ کہاں سے تسلی بخش جواب لاؤں سوال کے ساتھ جو جواب اُس وقت آیا لکھدیا۔ سونچنا سمجھنا تو علم والے کا کام ہے خط پڑھکر فوراً لکھنا شروع کر دیا کہ مبادا صبح تک بھول نہ جاؤں اِس سے زیادہ اور کوئی سمجھا دیگا۔ ساری رات پڑی ہے اور میرا محفوظ گھنٹہ باقی ہے تینوں سوالوں کا جواب تو لکھ چکا مگر میں آپ کا شکریہ ہی لکھنا بھول گیا واہ کیا خوبصورت آم بھیجے ہیں اِس سے یہہ نہ سمجھا جائے کہ خوب سیرت

نہیں ہیں مگر میں تو آنکھ کے مزے زیادہ لیتا ہوں۔ آج وہ صاحب پھر تشریف لائے
اور دوسرے چند مولوی صاحبان اور بہت لوگ مگر مجھکو تو علماء سے باتیں کر کے زیادہ
لطف آتا ہے۔ افسوس یہہ ہے کہ مولوی صاحبان سیر امغز خالی کراتے ہیں اور
آپ خاموش بیٹھے رہتے ہیں مجھکو تو اندیشہ ہے کہ کہیں گروہ طفلوں کا ہو رہے
تب مجھے یہہ شور و غل ہو کہ لیجو لیجو۔ اور آگے آگے ہوں۔ قفس میں ہم بدست افشاں
پائی کوبان نہ ہونے لگے اور میں اس کا مدت سے خواہشمند ہوں مگر کانے
کہدرے نہوں۔ ہوں سب خوبصورت ہندوستان میں ایک حاکم دیوانی ہوتا ہے
اور ایک فوجداری یا ایک پولیس اور ایک ملٹری۔ آپ نے دیوانی کی سیر کی ہے فوجداری
کی بھی سیر کر لیجئے۔ میں آپ کو یاد دلاتا ہوں آپ نے جرنیلی وردی پہنی تھی یا نہیں
تو جرنیلی وردی تو بخشی فوج ہی عطا فرماتے ہیں میں ان بخشی صاحب کے صدقے
اور ہزار جان سے قربان۔ جسکو فوج میں بھرتی کر لیتے ہیں اعلیٰ سے اعلیٰ قصور پر
بھی نام نہیں کاٹتے۔ کہ پروردہ کشتن نمردی بود پر پورا عمل ہے اس حکم نامہ کا ایک نفاذ
تو ہو گیا۔ گیارہ بجے ہیں نماز کا تقاضا ہے نماز کا جال خوب ہے خوب پھنستے ہیں
رات کے حالات کے خط کا انتظار کئے بغیر خط ارسال ہے۔ والسلام وشوق فقط

عاجز کلیمی غفرلہ

مکتوب ہفتم

گرامی عزیز جانم جناب شاد صاحب سلمہ چشتی۔ السلام علیکم۔ غمنامہ پہنچکر اور بھی زیادہ
رنج و فکر کا باعث ہوا حیدرآبادی احباب کا تقاضہ ہے کہ باوجود اس قدر زیادہ
محبت کے آپ کو تعزیت نامہ کیوں نہیں بھیجا۔ میں کیا جواب دوں سوائے اس کے
کہ لکھنا نہیں آتا۔ جس وقت ایسی متوحش خبر کہیں سے آتی ہے تو محبت اور لگاؤ کے موافق

صدمہ اور رنج ضرور ہوتا ہے۔ ہاں یہ بھی اس کے ساتھ ہے کہ جسطرح تعزیت خانہ
میں دور دور کے رشتہ دار زار قطار رو کر ہمدردی کا ثبوت دیتی ہیں اور تحقیقات پر
معلوم ہوا ہے کہ یہ دور دور کی رشتہ دار رونیوالیاں اپنے اپنے مرنیوالوں کو
یاد کر کے روتی ہیں اسطرح مجھکو اپنی موت یاد آجاتی ہے اور وہ آگے [illegible]
دیتی ہیں دوسرے یہ کہ جب اپنا پیٹ بھر جاتا ہے تو ذوی القربیٰ والیتمیٰ اور مساکین یاد
آتے ہیں۔ اپنے مرگ کا ماتم ایسا سخت ہے کہ اس سے مہلت ممکن نہیں ؎

سینہ کوب ہے نفسم لذت غم از من پرس   من بمرگ خود گریاں ذوق ماتم از من پرس

پانچ سال ہوئے کہ میرا انتقال ہوا اور میرے اختیارات سلب کر لئے گئے۔ میں کیا تھا

من کہ طول رشتے از نفس فرشتگاں   قال بمقال عالمے میکشم از برائے تو

میں نہایت نازک اور پاک اور با اختیار تھا مگر دفعتاً مجھکو موت آگئی اب میں بے اختیار
اس قدر ہوں کہ دونوں پاؤں زمین سے نہیں اٹھا سکتا اور کم زور ایسا ہوں کہ
مورِ ضعیف جو [illegible] تک بغیر نردبان جا پہنچتی ہے مگر میں بغیر زینہ کے ایک منزلہ پر
بھی نہیں چڑھ سکتا۔ میرے عزیز سے عزیز کو اگر حاکم جو میرا جیسا آدمی ہے پکڑ لے تو
نہیں چھڑا سکتا نہ حاکم سے باغی ہونے کی قوت اور نہ اس کو برا کہہ سکنے کی قدرت۔
مجھکو یقین ہے کہ اس موت کے بعد پھر زندہ ضرور ہوں گا اور صاحب موت و حیات
مجھ سے دریافت کرے گا کہ تو مجھکو اپنا آقا سمجھتا تھا یا برابر والا یا دوست یا دشمن تو اپنی
خواہش اور آرزو کے موافق دنیا کا ہر ایک کام ہونے کی وجہ سے مجھکو آقائے
حقیقی سمجھتا تھا یا اس کے خلاف ہونے پر آقا سمجھتا تھا ؎

من بہ مرگ خود گریاں ذوق ماتم از من پرس

مرنیکے بعد کچھ عرصہ تک تو میں بے خبر رہا اپنی موت کی تمیز ہی نہ ہوئی جب سے میں

ادھر کی تمیز ہوئی ہر لمحہ وہر آن اپنی موت کا ماتم کر رہا ہوں تو اب آپ ہی فرمایئے
کہ خفتہ را خفتہ کے کند بیدار۔ میں کسی کو تعزیت نامہ کیا لکھوں یہ مضمون اپنے ماتم کا
اس قدر طولانی ہے کہ ختم ہونے والا نہیں مگر آپ آج کل زیادہ اور اس قدر تفکرات
میں مبتلا ہیں کہ میں اپنے ماتم سے آپ کا رنج بڑھانا پسند نہیں کرتا پیاری سلطان
کنور بیٹی کی بیمار پرسی کا پرسوں تار دیا ہے خیر و عافیت سننے کا مشتاق ہوں زیادہ
والسلام شوق ؂

عاجز کلیمی الدھلوی غفر اللہ لہٗ از کلیمی منزل

مکتوب بست وہشتم ۲۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوب موسومہ جناب مولانا محمد سعید صاحب پروفیسر ہندو کالج دہلی ؂

مولانا آداب بجا لاتا ہوں۔ اگر جستجو کیجائے تو فقط اتنا پتہ ملے گا کہ ہندوستان میں تخم
نیشکر فلاں جگہ سے آیا میرے خیال میں یہہ کوئی نہ بتا سکے گا کہ تخم نیشکر کب سے دنیا
میں بویا جاتا ہے اور اس کی ابتدا کہاں سے ہے ؏

ہاں درد عشق کس کو نوازا تھا پیشتر
یہہ تو بتا کہاں سے تری ابتدا ہوئی

نہ یہہ کسی کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ آخر یہہ کب تک رہے گا ذرہ ذرہ سے تغیر سے
اس کے نام بدل جاتے ہیں۔ گوڑ بہت تھوڑی محنت اور تغیر سے بن جاتا ہے۔ شکر
ذرہ زیادہ محنت لیتی ہے۔ شکر جس کو دہلی میں کھانڈ کہتے ہیں اُس سے اور زیادہ
وقت لیتی ہے۔ ہاں راب بھی گوڑ کی طرح آسانی سے بنتی ہے۔ مگر شراب بہت دنوں میں

تیار ہوتی ہے تو اُس میں مستی اور لطف بھی سب سے زیادہ ہے۔

الغرض۔ گوڑ۔ شکر۔ کھانڈ۔ راب۔ شراب۔ یہہ پانچ چیزیں تو ایسی ہیں کہ بغیر دوسری چیز کی آمیزش کے نیشکر سے نکلکر دوسرے ناموں سے پکاری جاتی ہیں۔ جب اِس میں دوسری چیز کی آمیزش ہو جاوے تو پھر ہزاروں نام اس کے ہو جاتے ہیں مگر خواہ لاکھوں ہی نام کیوں نہوں جزوِ اعظم نیشکر ہی ہوتا ہے۔

مولانا: میری سمجھ میں تو یہی آتا ہے کہ سب نیشکر ہے اور جب اس کا پتہ لگانا مشکل ہے کہ کب سے ہے اور کب تک رہے گا تو اِس تحقیقات میں وقت گزارنا بے سود ہے نیشکر اور اُس کے تغیرات کو دیکھکر مزے لینے چاہئیں اور اصل سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ تاکہ اصلی شیرینی کے ذوق میں بے لطفی نہ ہو۔ اب میراں پور کٹرہ میں تازہ گوڑ نہیں ملا دیہات سے تازہ تلاش کرا کر انشاء اللہ جلد حاضر کرتا ہوں زیادہ حد ادب سب کا آداب

از خانقاہِ کلیمیہ۔ عاجز کلیمی الدہلوی غفر اللہ لہٗ

مکتوب بست و ہفتم

من عاشقِ بدنامم رسوا سرِ بازارم والله نبود عارم گر یار بود یارم

عزیز جانم سلمہٗ۔ السلام علیکم۔ آپ کا خط مرشد آباد اور کئی جگہ ہو کر مجھکو رگھوناتھ گنج میں ملا آپ جیسے نیک باطن اور بھولے حضرات سے راستہ میں نہ ملنے کا افسوس رہا۔ حضرت مولانا میرے شفیق اُستاد ہیں ایک مدت کے بعد مجھکو اُن سے نیاز حاصل ہوا چونکہ میرے مولانا نہایت صاف باطن اور نیک ہیں معلوم نہیں کہ میری تعریف میں آپ کو کیا کیا لکھا ہو گا جو آپ نے مجھکو القاب میں قدوۃ السالکین لکھا ہے افسوس میں اس قابل کہاں تقدیر کا مارا دور دراز راستہ دید کے واسطے آوارہ و سرگرداں پھرتا ہوں آنکھیں خراب ہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ آپ طبیب ہیں اور جوان صالح

آنکھوں کی دوا بوجہِ احسن آپ کو آتی ہو گی آپ ہی کوئی تجویز نسخہ کر دیجئے ؂

روحِ قدسی کہ بہ نظارۂ عالم آمد
بہ تماشائے رُخِ خوب تو حیران افتاد

مجھکو بھی دکھائی دینے لگے قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین کے لمبے چوڑے القاب
اِس زمانہ میں بہت سے حضرات رکھتے ہیں اور اُنہیں کو زیب دیتے ہیں میں تو

میل اندر دلِ او برُخِ خوباں افتاد — تا بہ گلزار جہاں کرد گذر این ہمیں ؂

ہوں مجھے اب تک معلوم نہیں کہ اِس سفر کی انتہا کب اور کہاں ہو گی۔ کس راستہ سے
واپسی ہو گی یہ بھی معلوم نہیں اگر مذکورۂ بالا اُمور معلوم ہوتے تو واپسی کیوقت
آپ سے ملنے کا وعدہ کر لیتا مگر مجھکو اندیشہ ہے کہ مجھے دیکھنے کے بعد آپ اور
وہ حضرات کہ جن سے آپ میری مدح کر چکے ہو نگے کہینگے کہ برعکس نہند نامِ زنگی
کافور کا یہی شخص مصداق ہے ؂

علم نبود غیرِ علمِ عاشقی — ما بقی تلبیسِ ابلیسِ شقی
چند چند از حکمتِ یونانیاں — حکمتِ ایمانیاں راہم بخواں

طب کی کتابوں میں اکثر دیکھا ہے العلم علمان علم الابدان و علم الادیان اور اسپر
فخر کیا گیا ہے کہ ادیان پر ابدان کو سبقت دی گئی ہے۔ تو کیا علم الابدان سے مراد طب ہے
یہہ تو سمجھ میں نہیں آتا نہیں بلکہ علم الابدان سے مطلب حقیقت الاشیاء ہے کیونکہ جب تک
حقیقتِ شئی معلوم نہ ہو حلال و حرام کا کس طرح حکم ہو گا اور حقیقتِ شئی ؂

در مقید آیت مطلق نگر — ہم بہ چشمِ حق بسوئے حق نگر

میں پوشیدہ رکھی گئی ہے معاف کیجئے گا آج کل طبیعت ٹھیک نہیں۔ دیکھا نہ بھالا
صدقے گئی خالا۔ والا مضمون ہو جاتا ہے خیر میں تو آپ پیر مخدوم زادے ہیں دعا و السلام (عاجز کلیمی غفرلہ از سوہنگیاں)

مکتوب

موسومہ حافظ یوسف علی خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ تلہر ؎

اُن کے جلووں کو کوئی کہتا نہیں　　دِل ہمارا مفت میں بدنام ہے

السلام علیکم۔ کامیابی کی مبارکباد دیتا ہوں مدت سے انتظار ہے کہ آپ میرا بھی کام کریں گے میں کیا تفصیل کروں ؎

صد ہزار انداز داری در کمیں
من بہر انداز قربانت شوم

اگر ہر مرتبہ کامیابی کی اُمید ناکامیابی کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہے معاملہ قریب ہو کر بعید ہو جاتا ہے ؎

مدتے شد کآتشِ شوقِ تو اندر جانِ ماست　　ویں تمنا بیں کہ دائم در دلِ ویرانِ ماست

چاہتا ہوں کہ وار پار کی لڑائی ہو اور ؎

اے درد بہت کیا پر کیا ہم نے　　دیکھا تو عجب خیال کا لیکھا ہم نے
جب آنکھ نہ تھی تو دیکھتے تھے سب کچھ　　جب آنکھ کھلی تو کچھ نہ دیکھا ہم نے

ہو جاوے مگر نہیں ہوتا کشتی کنارہ پر آ کے رہ جاتی ہے اسوقت بچوں میں سے کچھ اکرم کی طرف خیال ہے ورنہ یا تو رخصت یا لیے خود یا مفقود الخبران تین باتوں میں سے کچھ ہونا چاہیئے خیر کچھ ہو ؎ پرواز فطرتِ ما در دام بال می زد ؎ آزاد کرد فضلش از ہر قیود ما را ؎ واعبد ربک حتی یأتیک الیقین چاہتا ہوں قیدیں سب بُری ہیں مذہب کی قید بھی اچھی نہیں۔ اور مذہب ہو یا جو کچھ ہو سب ہستی کے ساتھ کی قیدیں ہیں جب ہستی نہ ہونے کا یقین ہو جائے تو مذہب کہاں رہتا ہے افسوس ہو کہ لازوال دولت کے بدلے آنریری مجسٹریٹی قبول کر لیجائے یہ عقل

کام ہے اپنے محبوب سے میں نے عرض کیا کہ آپ کی رضائی میلی ہے میری رضائی سے بدل لیجئے۔ فرمایا رضائی بدل کر کیا کیا جائے ہم تو بڑی چیز بدل رہے ہیں سبحان اللہ العظیم کیا آپ ہیں قربان ح زیادہ والسلام شوق ۔

عاجز کلیمی الدہلوی غفراللہ لہٗ

مکتوب سی و سیم

گرامی عقیم شاہزادہ محمد امیر الملک بہادر تیموری سلمہٗ ۔

السلام علیکم۔ ہندو عیسائی آتش پرست کو کس طرح پر مرید کرتے ہیں یہہ آپ کا سوال مجھ جیسے ناواقف محض سے اکیلے آپ ہی کا نہیں بلکہ تحریری و تقریری کئے حضرات نے مجھ سے یہہ سوال کیا ہے۔ سب کو مجملاً جواب دیا گیا ہے خطوط کی آمد و رفت اس قدر زیادہ ہے کہ تفصیلی خطوط لکھنے کا بہت کم موقع ملتا ہے اور آج کل میرے گھر کی حالت یہہ ہے کہ میری پیرانی صاحبہ قبلہ دہلی سے تشریف لائی ہیں اور سخت بیمار ہیں ۲۹ رمضان المبارک کو ڈیرہ بجے دن کے برخوردار حامد محمود سلمہٗ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا بیوی بھی کچھ بیمار ہیں۔ مہانداری بیماری گرمی خطوط نویسی آخر کہاں تک ایک دماغ کام کرے مگر میں ہمت کرتا ہوں کہ آپ کے سوال کا شرح جواب دوں اور اللہ تعالی سے اس خط کی تکمیل کی مدد مانگتا ہوں مجھکو اول تو حیرت ہے کہ ہمارے متقدمین پیشواؤں نے مشرکوں کو موحد اور مسلمان بنایا ہمارے متاخرین پیشواؤں کو مسلمان بنانا تو آتا نہیں ہاں مسلمانوں کو کافر بنانا ضرور آتا ہے یہہ کون ہیں اسوقت کے علماء دوسری طرف نظر ڈالی جائے تو عام گروہ اسوقت کے فقرا کا خود شرک السعادہ میں گرفتار ہے گور پرستی تصویر پرستی

اِن کا کام ہے یہود اور نصارا پر جرم تھا اور یہ قال النصارا المسیح ابن اللہ وقال الیہود عزیر ابن اللہ اور انت قلت للناس اتخذ وانی وامی الھین من دون اللہ کیا حضور سرور کائنات کو خدا بنانے میں کسر رکھتی ہیں کیا عالم الغیب نہ ماننے والوں کو کافر نہیں کہا گیا پھر آگے چلکر متقدمین اولیاء کرام کو خدا نہیں سمجھا گیا اپنے پیروں کو خدا نہیں بنا گیا کیا اِن کی تصاویر کی پرستش نہیں ہوتی اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا من دون اللہ بڑے بڑے صوفی نیلی تہہ بند باندھ کر گیروی کپڑے پہنکر تصاویر قرآن شریف ولائل الخیرات میں نہیں رکھتے اپنے مکانوں میں یہہ تصاویر آویزاں نہیں کرتے۔ یہہ کون ہیں صوفی ان کا نکاس کہاں سے ہے اصحاب صفہ سے اُن کی کیا تعریف ہے ایک صحابی کا انتقال ہوا تو ایک درم نکلا دوسرے کا ہوا تو دو درم نکلے جس پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر پاکر پہلی اور دوسری کی نسبت فرمایا کہ ایک داغ اور دو داغ اِن ماننے صوفیوں کے مرنیکے بعد کس قدر سونا چاندی نکلتا ہے جو ترازو میں وزن ہوتا ہے عدالتوں میں جھگڑتے ہیں تو ہزاروں روپیہ فیس کورٹ میں صرف ہوتا ہے اور مرید کتنے لاکھوں زکوٰۃ کا ذکر نہیں حج کی خبر نہیں کونسی زکوٰۃ جس پر خلافت اولیٰ نے نہ ادا کرنے والوں پر جہاد کیا۔ اِن صوفیوں کا دسترخوان اُمرا سے زیادہ مکلف ہوتے اس قدر کہ سوائے فرعونی نشست کے ان سے بیٹھنا مشکل ہائے یہہ وہ اسلام ہے جس کے ادنیٰ شخص نے خلیفہ دوم کو یہہ کہکر ممبر سے اتارا کہ آپ نے رات کو دو کھانے کھائے آپ خلافت کے قابل نہیں۔ اب مسلمان اس قدر عقیدہ کے کمزور ہیں کہ اِن صوفیوں سے کوئی نہیں پوچھتا کہ تم مسلمان ہو صوفی ہو مشرک ملحد ہو بلکہ دست بوسی پابوسی اور سجدے اِن گمراہوں کے کئے جاتے ہیں جیسی آپ نے بوجہ بے تکلفی ازروئے تحقیقات مجھسے یہ مسئلہ دریافت کیا اسطرح میں آپ سے بے تکلف دریافت کرتا ہوں ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اِن صفات سے موصوف ہیں اور آپ

اُن کی تعظیم دیتے ہیں آپ نے کسی ایک سے دریافت کیا کہ تم صوفی ہونا درکنار مسلمان
بھی ہو یا نہیں اور اگر آتش پرست یا بت پرست ایک مسلمان کے ہاتھ پر شرک اور کفر سے توبہ کرتا ہے
تو آپ کو کیوں اس کی توبہ پر تعجب ہے اور ان خاص مسلمانوں پر جو زکوٰۃ نہیں دیتے حج نہیں کرتے
دغا اور فریب ان کا کام ہے شرک جلی اور خفی علی الاعلان کرتے ہیں کیوں تعجب نہیں اللہ تعالیٰ نے
فرمایا اِنَّ اللہَ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر مادون ذٰلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ
فقد ضل ضلالاً بعیدا اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ قالَ لا الٰہ
الا اللہ دخل الجنۃ اس آیت شریف اور اس حدیث شریف کے یہہ لوگ آپ کے
نزدیک مخالف ہیں یا موافق اور وہ مسلمان جو اللہ تعالیٰ کے سوا جس کو وہ چاہیں مدد
کے واسطے پکاریں جو خاص تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں اس میں شریک کریں زکوٰۃ
نہ دیں حج نہ کریں اس آیت شریف کے آپ ان کو موافق سمجھتے ہیں یا مخالف کیا
آپ کے نزدیک وہ شخص آتش پرست بت پرست رہتا تو اچھا تھا بجائے اس کے کہ اس نے
حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ کمینہ غلام کو گواہ کر کے شرک اور کفر سے توبہ کی
زیادہ والسلام شوق۔

عاجز کلیمی غفرلہٗ

مکتوب سی و دوم

پیارے انصار بھیا چشتی سلمہٗ السلام علیکم میں اس کا کیا علاج کروں کہ آپ کو خط نہیں بھیجا
طاعونی اخبار نے نہایت پریشان کر رکھا ہے لوگ یہہ سمجھکر کہ طاعون زمین سے پیدا ہوتا ہے
زمین بدل لیتے ہیں آپ غور سمجھئے رطب اور یابس جب کتاب مبین میں فرمایا تو قرآن
شریف کے دلالت مبین پر نہیں ہوسکتی سوائے ایک خاص گروہ کے کون اس سے واقف
تھا سچا اور معتبر سمجھکر ایمان لانا پڑا کہ بیشک کلام خاص ہے تو ہمیں کس طرح ہوا خفی بلکہ اخفیٰ رہا

مبین تو اُس کو کہا جا سکتا ہے جس کو عام خاص دیکھیں اور سب اُس کو مانیں خواہ انسان کی کوئی قسم ہو تو اس صورت میں کتابِ مبین میں طاعون کا ہونا بھی ثابت ہوا کتابِ مبین اپنے ساتھ رطب و یابس سب کچھ لئے پھرتی ہے۔ بہت بڑی نصیحت کا وقت ہے باپ بھائی بیٹا مذہب کسی کی پروا نہیں کیجاتی تو دیکھنے والوں کو عبرت ہونی چاہئے وہ باپ بیٹا بھائی مذہب کو چھوڑ کر فقط ایک کے ساتھ ہو لیں جو کبھی جدا نہیں ہو سکتا پھر طاعون کا خوف نہیں رہے گا وکیل بھاگ گئے ہائی کورٹ بند ہو گیا مگر مدعی مدعی علیہ کی آنکھیں نہیں کھلیں کوئی دینے کے عذاب میں پھنسا رہا کوئی لینے کے اللّٰھم احفظنا من کل بلاء الدنیا آخری سانس میں اگر خود بدولت جلوہ گر ہوں تو دینا پڑتا ہے اور نہ لینا جناب سید قبول احمد صاحب مرحوم نے جو کچھ فرمایا اُس کو میں سمجھا یہہ بھی وہی بات ہے ایک طرف بلایا جاتا ہے ایک طرف دکھلایا جاتا ہے صورت تو ایک ہی ہے خواہ برقعہ اوڑھ کر آئے یا گون شال پہنکر آئے سیاہ ہو یا سفید؎ من انداز قدت را می شناسم ؛ نہ بادشاہ کوئی چیز ہے نہ کلیمی گدا کچھ وقعت رکھتا ہے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے مرد ہست بار نا و اُٹھے زن کُن کا فیصلہ بھی آپ کے سامنے ہے یہہ خطرہ آپ کے دل میں کئی مرتبہ اور کئی طرح سے ڈالا گیا اللہ تعالیٰ خیر رکھے اور انجام بخیر ہو ؎

گیا جو کعبہ تو مجنوں نے یہہ دعا مانگی
الٰہی مجھ سے جدا ہو نہ اُلفتِ لیلیٰ

زیادہ والسلام شوق (عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب سی و سوم

عزیز از جان برخوردار سید حامد محمود کلیمی چشتی سلمہ الرحمٰن ؛

دعائے علائے نفسِ مطمئنہ کے بعد گذارش ہے کہ کیا تم نے کوئی ایسا باپ دیکھا ہے کہ اپنے

پیارے بیٹے پر قربان ہوا ہو۔ زبانی بہت کہتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے دیکھا۔ میں نے کیا
مگر ایسا بیٹا بھی میں نے نہیں دیکھا جیسے کہ تم حضرات رب العزت سے عطا ہوئے یہہ مجکو
یقین ہے کہ عالمِ اسباب میں جو کچھ قدرت نے بیٹے کی تکلیف پر باپ کا بیچین ہونا خمیر میں
ڈال دیا ہے اُس سے میں جدا نہیں ہو سکتا مگر میرے خیال میں ایک بات آئی ہے
آج کل جیسی جنگ یوروپ میں ہو رہی ہے کبھی نہیں ہوئی وہ قومیں جنکو انسانی
ہمدردی کا دعویٰ تھا کس کس طرح انسانوں کی جانیں لے رہی ہیں کسی معاہدہ کی
پابند نہیں۔ زمین و آسمان خشکی۔ تری۔ کسی جگہ اور کسی طرح انسان کی جان کو اَمن
نہیں ہر ممکن وسائل کی امداد سے انسان کی جان لیتے ہیں اُس کو بدرجہا سگ و خوک
سے بدتر سمجھ رکھا ہے با ایں ہمہ جو گروہ اپنے اِس دشمن جانی کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے
پھر بلا خوف و خطر دشمن کے قریب آجاتا ہے اور اُس دشمن پر جس کو یہہ ابھی ابھی جان کا
لیوا سمجھے ہوئے تھا اِس قدر بھروسہ کرتا ہے کہ جس جگہ وہ دشمن لیجانا چاہتا ہے بطیب خاطر
و بلا اندیشہ چلا جاتا ہے اور وہ جو ابھی ابھی اس کے مارنیکے فکر میں تھا ایسا دوست ہو جاتا ہے
کہ وقت پر بلا کبھی مشقت کے کھانا دیتا ہے اگر زخمی ہو تو مرہم پٹی کرتا ہے گو یا ہر ایک جزوی
اور کلی امر کا کفیل بنجاتا ہے۔ ہائے ہائے کیا ہم اپنے آقا اپنے مالک سب سے زیادہ
چاہنے والے کو اس ظالم دشمن سے بھی بدتر سمجھ رہے ہیں اور ہتھیار باندھے ہمہ وقت
تیار رہیں یعنی جو کچھ وہ چاہتا ہے اُس کے خلاف رات دن کرتے ہیں کبھی مانگتے ہیں
کبھی اکڑتے ہیں کبھی گڑگڑاتے ہیں کسیطرح ہار مان کر ہتھیار ڈالکر اُس پر مطمئن نہیں ہوتے
بلا جو کچھ بندہ پر نازل کی جاتی ہے اُس پر صبر کرنا اور یہہ سمجھنا کہ ہمارے حق میں ہمارے
آقا۔ ہمارے مالک۔ ہمارے سب سے زیادہ چاہنے والے ہمارے واسطے بہتری
اسی میں سمجھی ہے یہہ نہیں ہوتا۔

ایک مرتبہ لوٹ کا مال بہت سا آیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اوروں سے

بہت کم عطا ہو آپ کے دل میں کمی کا خیال آیا ایک روز دربار عام حضر رہوا۔ جو
کچھ مال دیا گیا تھا اُس کا حساب دھوپ میں کھڑا کر کے لیا گیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو
بہ نسبت اور حضرات رضوان اللہ علیہم کے دھوپ کی تکلیف سے بہت جلد نجات
ملی میں نے فقراء میں خلیل الرحمن صاحب کو دیکھا اُن کو وقار الامراء نے مدار المہاری سے
برطرفی پر پھر خدمتِ مدار المہاری واپس ملنے کے واسطے دُعا یا حیلہ کی غرض سے حیدرآباد
بلا کر تھوڑے روز مہمان رکھا دس بارہ ہزار روپیہ نذر کیا میں نے اُس روپیہ کا یہ اثر دیکھا
کہ حیدرآباد سے واپس ہوتے ہی اُنھوں نے مہاریوں سے جنگ ٹھہرادی اور
بیسیوں رسالہ جانبین سے لکھے گئے اُس وقت مجھکو خیال آیا کہ آخر یہ بلا اِن پر کہاں سے
نازل ہوئی یہی سمجھ میں آیا ؎

ہیچ جا دیدے فقیرے بے نوا   سرنتابید چو فرعون از خدا

تو اگر اِن کو یہ روپیہ نہ ملتا بہتر ہوتا ع
شخصے کہ مفلس است بر او شکر لازم است۔ اگر دولت میسر شد ممکن است کہ یاد خالق را
محو کند۔ ولاکن قد جعل اللہ لکل شیئ قدرا پر ایمان رکھنا چاہیئے۔ جس قدر صدمہ اور رنج دنیا میں
ہوتا ہے وہ (میرا ہے) کی بدولت ہوتا ہے پرائی چیز کو اپنا تصور کر رکھا ہے اور
اِس پر اِس قدر یقین اور اِس کے جاتے رہنے پر روتا چیختا محلہ والوں کو جمع کرتا ہے
اگر اپنا نہ سمجھتا تو واویلا نہ کرتا۔ پیارے بیٹے یہ مکان جس کے اندر میں رہتا ہوں تم یقین
کرلو کہ میرا نہیں اور عام و خاص یہ سمجھتے ہیں کہ میرا ہے۔ نہ میں نے اِس کو بنایا نہ خریدا
نہ کسی نے بخشا اور نہ ہبہ کیا۔ تھوڑے دن مستعار میرے پاس رہا پھر اُس پر کرایہ مقرر ہو گیا
ہائے افسوس ہزار افسوس میں نے ایک دن کا کرایہ بھی اب تک نہ دا نہیں کیا کرایہ نامہ
لکھا ہوا ہے رجسٹری شدہ ہے مالکِ مکان نہایت دولتمند ہے کرایہ کا تقاضہ تک بھی نہ کیا
دولتمندی کے علاوہ خود مختار بھی ہے اُس نے سمجھ رکھا ہے کہ کرایہ عام جائداد منقولہ کے

ایک دن میں قرق کر کے وصول کر لوں گا۔ پیارے فرزند قرقی کے دن کا نہایت فکر ہے جس وقت تمام محلہ والوں کے سامنے تو اچکنی چارپائی تخت ادنی ادنی چیزیں قرق ہو کر نیلام ہوں گی اور یہہ ضرور ہو کر رہے گا ہائے جائداد منقولہ بہت تھوڑی سی ہے اور کرایہ بہت زیادہ قاعدہ ہے کہ جب مال سے ڈگری وصول نہیں ہوتی تو جیل خانہ جانا پڑتا ہے تم جانتے ہو کہ مجھ بینوا کے گھر میں مال ہی کیا ہے بس جیلخانہ ہی نعوذ باللہ مِن ذٰلک رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ زیادہ دعا۔ عاجز کلبی غفرلہٗ۔ از حیدرآباد دکن۔

مکتوب سی و چہارم

بیعت اللہ تعالیٰ سے پیر کے ہاتھ پر ایک معاہدہ ہے کہ منہیاتِ شرعیہ سے ہمیشہ دور رہوں گا۔ جب پیر دیکھتا ہے کہ یارانِ طریقت میں سے ایک یا جو شخص استقامت سے اُس معاہدے پر قائم ہے اور جو کچھ تعلیم فقر کی جاتی ہے اُس پر عمل اور کوشش کرتا ہے پیر خوش ہو کر اُس کو خلافت دیتا ہے تاکہ اور لوگ بھی اُس کو دیکھکر راہِ راست پر آئیں یارانِ طریقت کو لازم ہے کہ جب اُن میں سے پیر کسی کو خلافت عطا کرے تو اُس کی تعظیم مثل پیر کے کریں اور پیر کی عدم موجودگی میں جو کچھ دریافت کرنا ہے خلیفہ سے دریافت کریں اور اگر اُس کو دیکھیں کہ خلافِ شرع شریف ہو گیا نماز روزہ وغیرہ میں تساہل کرتا ہے یا کبھی پڑھتا ہے کبھی نہیں یا اُس معاہدے سے پھر گیا ہے جو بیعت کے وقت کیا ہے تو اُس کی صحبت سے جب تک کہ وہ پھر توبہ نہ کرے یارانِ طریقت کو پرہیز کرنا چاہیے خلافت تو بڑی بات ہے اُس کی بیعت بھی نہیں رہتی پس میرے یارانِ طریقت کو چاہیئے کہ میرے اس اعلان کو مشتہر کردیں تاکہ ایسے لوگوں کے فریب میں بھولے لوگ آکر گمراہ نہوں والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ بندہ عاجز کلبی غفرلہٗ

مکتوب سی و پنجم

حضرت صاحبزادہ صاحب شاہ عبد الصمد چشتی سلمہٗ ۔ السلام علیکم ۔
اول مجھکو آپ کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ آپ میری عیادت کے واسطے اجمیر شریف میں
میری قیام گاہ پر تشریف لائے اُس کے بعد جیسا کہ مریض عیادت کرنیوالے سے اپنا
حال بیان کرتا ہے مجھکو بھی بیان کرنا چاہیئے اگر اُس وقت مجھکو آپ کی تشریف
آوری کے ہوش ہوتی تو اس وقت آپ کو اس تحریر کی پڑھنے کی تکلیف نہ ہوتی
میری بخار کی وجہ جلسۂ جشن مدرسۂ معینیہ ہی مجھ کو یقین ہے کہ مجھ سے آپ کو زیادہ
اُس جلسہ کا انداز ناگوار رہا ہوگا کیونکہ آپ تہہ بند باندھے فقراء کا لباس پہنے
ہوئے عمدہ تکیہ سے لگے ہوئے بیٹھے تھے اور میں تو نہ پیر نہ پیرزادہ نہ پیری پاس
نہ وہ اسباب متولی صاحب کی پشت پر بیٹھا تھا میرے مذہب کے علما اور آپ جیسے
مغز فقرا چیدہ چیدہ ایک جلسہ میں تشریف فرما ہوں اور ایک دنیا دار ننگے سر بیٹھا ہوا
پنکھا فقط اُس کو جھلا جا رہا ہو ہائے یہہ وہی فقرا ہیں جنہوں نے بادشاہوں کی
حقیقت نہ سمجھی تھی آج اس ذلت و خواری سے بیٹھے ہیں چونکہ فقرا کا لباس زیب تن ہے
کسی سے دریافت کی بھی ضرورت نہیں کہ یہہ کون ہیں صاحبزادہ صاحب مجھکو
آپ کی توہین اور ذلت کے صدمہ نے بیمار ڈال دیا میں نے دیوان صاحب سے
کہا متولی صاحب سے کہا لکھکر دیا مگر میری بھڑاس نہ نکلی میری روح پر نا قابل برداشت
صدمہ تھا اور پھر اُس کو دوسری حرکت نے اور قوت دی اصحاب صفہ میں سے
ایک صاحب پاس ایک درہم نکلا حکم ہوا ایک داغ اب اِن صوفیوں کے مرنیکے بعد
اس قدر سونا چاندی نکلتا ہے کہ ہزاروں روپیہ فیس کورٹ میں صرف ہوتا ہے
اور خواجہ کے نام پر حال لانے والے نہایت بے شرمی سے گاؤتکیوں سے لگے

نہ بیٹھے رہے اور ایک پیسہ کسی نے چندہ نہ دیا جب یہہ دعویدار اپنے پیٹ کے سوا نہ پیر کو سمجھے نہ بھائی بھتیجے کو متولی صاحب کو ضرور دنیاداروں کی خوشامد کرنی پڑی مگر واہ ری فراست اُدھر وہ کام نکلا ادھر ظاہری غلاموں کو تازیانہ لگا یا دونوں کام ہو گئے میرے خیال میں اس سے زیادہ تو ہیں نہیں ہو سکتی اللہ تعالی کیواسطے ان نہہ بندوں کو پہاڑو حضرت محب نبی کا لباس پہنو اگر نہیں مانتے تو خرقہ پوشوں کی روش اختیار کرو ہمارے متقدمین نے کفار کو ہدایت کی اور یہ تاخرین مسلمانوں کو بد عقیدہ کئے دیتے ہیں صاحبزادہ صاحب ذرا انصاف کیجئے رنڈی قوال یہ بھائی بھتیجا سب کا مال بلاخوف وخطر پیٹ میں چلا جاتا ہے اور اُس جلسہ میں گرہ سے کچھ نہ نکلا ڈاکو بھی ایسے کاموں میں حصہ لیتے ہیں مگر نہ سمجھی تو یہہ چھوٹے نقال ہر ایک جاہ طلبی کے واسطے دوکان کی ترقی لئے وہاں حاضر ہوتا ہے معاف کیجئے نہ آپ عیادت کی تکلیف کرتے اور نہ بیمار کا حال سنتے اِس وقت حیدرآباد میں ہوں اور پتہ یہہ ہے:-

معرفت منشی عبدالرشید صاحب چشتی ڈیوڑھی نواب غالب جنگ حیدرآباد دکن

عاجز کلیمی غفرلہ

مکتوب سی و ششم

ہو الکل

پلا ساقیا ساغر بے نظیر — پھنسا دام ہجراں میں بدر منیر

میں بھولا نہیں تجھکو اے میرجاں — کہوں کیا کہ مجھپر ہے بندگراں

جو صورت تو اپنی دکھادے مجھے — تو اس قید غم سے چھڑادے مجھے

پیارے مولانا شاہ صوفی چشتی زیدی عشقہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا لکھوں

اُن کے آنکھوں کو کوئی کہتا نہیں   دل ہمارا مفت میں بدنام ہے

میری تحریریں آفت کی پرکالہ آپ کا رشن دل چاہنے والا دل قدردان دل۔ پاک باطن دل وہ کیا ہے مجھکو اندازہ نہیں۔ مرید کہاتے نہیں۔ غرض دس ہزار سے زاید یارانِ طریقت ہیں جن میں بڑی بڑی عالم اور خلفا مجھکو چاہنے والے ہیں پھر آپ میں کون ایسا وصف ہے کہ کلیمی ذرہ ذرہ سی بات آپ کو لکھ بھیجتا ہے اسوقت رازدار سمجھو تو شاد۔ غمگسار سمجھو تو شاد۔ تو آپ خود سمجھ لیں۔ میں اس قدر بیتاب ہوں کہ اگر میری محبوب کا جلوہ نہ ہوتا تو حیدرآباد و کیا بمبی میں آن گلے لگا لیتا۔

پیارے شاد بیشک اتقا ایک نادر اور نایاب دولت ہے جس سے پیر ابراہیم جیسے بزرگوار بالامال ہیں مگر اتقا کے اصلی معنی ہیں۔ قطع عن ماسوی اللہ تعالیٰ کے اور یہہ بغیر عشق ہو نہیں سکتا عشق کی ہر آن ظاہری اتقا سے ہزار درجہ افضل ہے یہہ عشق کے کرشمہ ہیں کہ آپ نے ایک ہزار میل سے کسی کے تعلق کے باعث محبوب کو دیکھ لیا مجھے ابھی کچھ اُن سے فرصت نہ تھی جو حجر اسود پر نظر پڑتی۔ آپ کی تحریر دیکھی بیشک صحیح ہے بھلا آپ کی دید ابھی یا میری کس جگہ سے مضمون شروع کرنا چاہئے تھا کہاں سے شروع کر دیا آپ کی ایک رجسٹری کل آئی وہ مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ راجہ صاحب کو قدمبوسی لکھدو دعا کریں کہ کلیمی رہ جائے ادریں جل جاؤں پوچھا گیا کہ قدمبوسی کیوں؟ کہا کہ جو کلیمی کا چاہنے والا ہو میں اُس پر قربان ہو کر قدمبوس ہوں۔ پھر فرمائے سراپا عشق و سرت گردم ؎ اُس آواز کے میں قربان۔ مجھکو خواب بہت کم نظر آتے ہیں۔ ایک مرقعہ خواب میں دکھلایا گیا جس میں حضرتِ خواجہ بزرگ اور حضرتِ غوثِ پاک اور اُن کی تصویر ہے۔ یہہ مشہور مرقعہ ہے میں نے دیکھا تو وہ دونوں حضرات موجود تھے یہہ جناب نہ تھے پرسوں دیکھا کہ دو فقیر لمبے بالوں کے دہلی کے ایک بازار میں جھگڑا کر رہی ہیں

ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ اگر پانچ برس میرے پاس رہے تو میں تجھکو بتاؤں جس فریق نے یہہ دعوی کیا تھا تھوڑی دور اس کا میرا ساتھ ہوا تھوڑی دور جاکر مجھ سے کہا کہ کچھ لیگا میں نے کہا کہ جو کچھ آپ کو آتا ہے پہلے اُن ذکر اشغال کے نام لیجئے اگر ضرورت ہوگی تو لونگا۔ کہا دیکھے گا یا باتیں کرے گا میں نے کہا اگر باتیں کرنے کی آرزو کروں تو موسیٰ علیہ السلام کی برابری میں بے ادبی ہوتی ہے اور اگر دیکھنے کی آرزو کروں تو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نہیں یہ کہنا تو یہہ چاہتا تھا کہ بخود ہو جاؤں مگر ایک شخص نے مجھکو مخاطب کر لیا اور میں کہاں جا رہا ہوں پانی پت شریف کا ارادہ ہے۔ اگرچہ ؎

پرواز فطرت ما در دام بال میزد آزاد کرد فضلش از ہر قیود مارا

خلافے ظاہری حاضری کا محتاج نہیں رکھا مگر پھر بھی جو فیوض وبرکات صاحبِ خانہ کے اُس کے مسکن میں ہوتے ہیں یا جو برکات غار حرا میں اب تک موجود ہیں اُنکے حاصل کرنیکی نیت سے اگر وہاں تک جانا ہو تو ضرور دوسری قسم کا فیض حاصل ہو سکتا ہے۔ انشاء اللہ ضرور حاضر ہونگا وَمَا اُبَرِّیُٔ النفس لامَّارۃ بالسُّوٓءِ اِلَّا مَا رحم ربی پر ہر لحظہ نظر ہے اور بس۔ میری پیاری بیٹی کی خدمت میں تسلیم ودعا معاف کیجئے آج کل میں آپ کو زیادہ تکلیف دے رہا ہوں زیادہ سلام وشوق فقط (عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب سی وہفتم

عزیز جانم غلام محمود خانصاحب سلمہٗ ۞ السلام علیکم۔ پیر فقیر مرشد نماز روزہ حج زکوٰۃ پاس انفاس تہجد مراقبہ مکاشفہ سب اس آخری وقت کے درست ہونیکے واسطے ہوا کرتا ہے میں اُس نمک حرام نواز کا کونسے منہ سے شکریہ ادا کروں

اور کہاں سے ایسی زبان لاؤں جس نے آج تک گزرنے والے یاران طریقت میں سے کبھی کا بھی آخر وقت برا نہیں دیکھایا۔ مگر یہہ ایک خاص بات ہے جس کو نصیب ہو

شب رحلت ہم از بستر روم تا قصر حور العین اگر در وقت جاں دادن تو باشی شمع بالینم

میاں کہاں کا پیر کس میں قوت وہی ذات پاک ہے جو مرید کے عقیدہ کے موافق جلوہ افروز ہو جاتی ہے مجھکو تو ایسی فوتیں ۔ شکر رشک آتا ہے اپنے اعمال سے ڈر کر دل تو یہہ چاہتا ہے کہ بروقت موت کوئی زندہ آدمی میری بری حالت دیکھنے کو موجود نہ ہو مگر باوجود روسیاہی کے اُس کی رحمت واسعہ سے قوی امید ہے کہ یہہ بات جو آپ کی مرحومہ والدہ کو میسر آئی مجھکو بھی میسر ہو۔ پھر عذاب قبر عذاب دوزخ سب ہیچ ہے۔ میں تو اس واقعہ کے سننے کا مشتاق تھا بھائی ایک دن یہہ تو ضرور ہو کر رہے گا مگر کیا اچھا نصیب ہے اُن لوگوں کا جو ادھر سے غافل ہو کر کھیلتے چلے جائیں یہہ وہ باتیں ہیں جو سچی عقیدت والوں نے کتابوں میں درج کی ہیں آپ کی مرحومہ والدہ نے جو دیکھا وہ خاص میری دلی خواہش کی تصویر تھی میری طرف سے بہت بہت دعا اور سلام (عاجز کلیمی دہلوی غفرلہٗ)

مکتوب سی و ہشتم

گرامی عزیز جانم مولوی سید بشارت حسین صاحب وکیل۔ بھائی دنیا میں کوئی کام بند نہیں رہتا سب لوگوں کے کام نکل جاتے ہیں۔ ہندو ہو یا مسلمان۔ زچہ خانہ اور شادی سب ہو جاتی ہے جوں جوں عمر بڑھتی جاتی ہے دنیا کے بکھیڑے بھی بڑھتے ہیں۔ آج شادی کل پوتا ہے نواسہ ہے چھٹی دو زچہ خانہ کرو۔ اِس عمر میں کوشش کرنا چاہیے کہ دید بھی ہوتی رہے گھر میں ہو یا باہر کیونکہ اگر دید نہ ہوئی تو من کان فی هٰذہٖ اعمیٰ فهو فی الآخرة اعمیٰ کا بلا ضمانت وارنٹ درپیش ہے پاخانہ میں جاؤ اجابت

فارغ ہو۔ طہارت کرو۔ باہر نکل آؤ۔ دیکھو وہاں زیادہ بیٹھنا نہیں کہیں لیٹ نہ جانا
تمام کپڑے نجس ہو جائیں گے۔ ہاں کبھی قبض کی شکایت بھی ہوتی ہے دیر ہوتی ہے
اور کبھی سگے از آگے مگر بشارت بھائی ایک نسخہ بڑا چلپتا ہوا ہے اگر کوئی جائز
نشہ مل جاوے چاہے کپڑے غلیظ ہوں یا قبض ہو کچھ خبر نہیں رہتی کیا آپ نے
چاند کو دیکھا ہے۔ نہ اُس کے کان ہے نہ آنکھ نہ ناک۔ پھر بھی اُس کو اس قدر
خوبصورت سمجھا جاتا ہے کہ خوبصورت کو چاند سے تشبیہ دیتے ہیں میرے نزدیک
تو یہ تشبیہ غلط ہے۔ اُن کی آنکھوں کو کوئی کہتا نہیں دل ہمارا مفت میں بدنام ہے
چاند کی روشنی کو ذرہ سا پردہ روک لیتا ہے اُن کی روشنی جسد خاکی کے پار ہو جاتی ہے
آئیے آپ اور میں ایسی پاک صورت پر قربان ہو جائیں دیکھنے والے کیا کہیں گے

شعر

عاشق از مفتی نہ ترسد می بیار
بلکہ از یرغوئے سلطاں نیز ہم

عاجز کلیمی دہلوی غفرلہ

خاتمہ

مقدس بزرگوں کے ملفوظات و مکتوبات اور حالات کو مرتب اور مدون کرنے کا طریقہ سلف سے مروج ہے۔ مورخوں نے اس سے مدد لی بندگانِ خدا کو ہدایت کا راستہ ملا اخلاق درست ہوئے اِصلاحِ معاشرہ نے رونق پائی۔ البتہ عربی زبان میں فن تاریخ الرجال کا ذخیرہ مِل سکتا ہے مگر ساتھ سو ہجری کے بعد اِس فن کی جانب مسلمانوں کی توجہ کم ہو گئی بنی عباسیہ کی سلطنت کے ساتھ اُس کا آفتاب عروج بھی ڈوب گیا فارسی میں اس فن کا ذخیرہ محدود اور وہ بھی اس زمانہ میں مفقود ہے مغربی اقوام نے مسلمانوں سے زیادہ اِس فن کی جانب توجہ کی چنانچہ صوفیہ کتب اخلاق و تصوف کا انگریزی فرنچ اور جرمن زبانوں میں ترجمہ ہو چکا اور اس ایشیائی آفتاب کی روشنی سے یورپ مستفید ہو رہا ہے تاسف کے ساتھ دیکھا جا رہا ہے کہ دو سو سال سے اِس طرف جتنے بزرگ ہندوستان میں گزرے ہیں اُن کے مکمل حالات اور تالیف و تصنیف کا کوئی پتہ نہیں چلتا البتہ چند حکایات و قصص اُن بزرگوں کی زبان زد خاص و عام ہیں جن کے راویوں کا پتہ بمشکل مِل سکتا ہے اگر ان مقدس بزرگوں کے حالات قلم بند کئے جاتے یا اُن کے تصانیف کا ذخیرہ جمع کیا جاتا تو آج اُن کے پسندیدہ رفتار اور عمدہ کارناموں کا ایک نمونہ عالم کی رہبری کے لئے موجود ہوتا۔

ہر دانشمند مورخ کا فرض ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے برگزیدہ حضرات کی تحریرات اور حالات کو جمع کرے کیونکہ آئندہ نسلوں کو فائدہ پہنچانیکے لئے یہہ ایک نہایت ہی کارگر اور قابل قدر ذریعہ ہے لہذا حضرت ذوالعلم النافع والعمل الرافع ملاذ الجمہور معاذ الصدور حضرت پیرجی سید قاسم علی شاہ صاحب کلیمی دہلوی ادام اللہ برکاتہم کے مکتوبات وتحریرات کو بہ کوشش وسعی تمام جمع کرکے اِن اوراق میں شایع کیا گیا کہ طالبانِ مسلک صدق وصفا کے لئے ترغیب وتحریص ہدایت اور رہبری کا باعث ہو۔

واضح ہو کہ یہہ کوئی انشاء کی کتاب نہیں ہے بلکہ ایک مجموعہ کارنامہائے راہِ طریقت ہے۔ حضرت پیر ومرشد کے مکتوبات بے حد وحساب ہیں جو اخلاق وتصوف وموعظت پر محتوی ہیں۔ بنظر اختصار ورفع طوالت چند ہی مکتوبات منتخبہ سے اِن اوراق کو زینت دی گئی جس کسی نے آپ کی صحبت پائی ہے وہ ضرور اِس امر کی گواہی دے گا کہ اِس اشاعت سے یہہ مقصود نہیں ہے کہ حضرتِ ممدوح کے مقاماتِ عالیہ یا کراماتِ خارقہ کا اظہار کیا جائے۔ اگر یہی مقصود جامع اوراق کا ہوتا تو ایک علیحدہ کتاب دوسرے قرینہ سے مرتب کی جاتی۔ بلکہ صرف اسیقدر مقصود ہے کہ اس زمانہ کساد بازار علمی میں حضراتِ صوفیہ صافیہ کی سچی روش بے لوث طرز معاشرت عمدہ اخلاق وعادات اُن کی نیک تعلیم وتربیت اور مفید ہدایات سے لوگ واقف ہو جائیں اور فایدہ حاصل کریں اور خوش عقیدگی کو محض جبہ ودستار وطیلسان ہی پر منحصر رکھیں چنانچہ اس مختصر مجموعہ میں ہر قسم کی تحریرات موجود ہیں جو طالبِ راہِ یقین کے لئے مشعلِ راہ کا حکم رکھتی ہیں۔ کہیں تعلیم

تعلیم و تربیت و پرورش نسبت کے ابواب مفتوح ہیں کہیں شمع ہدایت و تنبیہ کی تنویر نکھری ہوئی ہے کہیں مشربۂ توحید و عرفان چھلک رہا ہے کہیں سرچشمۂ عشق و محبت ابل رہا ہے کہیں بحر تنزیہ موج زن ہے کہیں تشبیہ کا لہلہاتا چمن ہے کہیں پیمانۂ جذب و شوق ہے کہیں میزان مواجید و ذوق ہے۔ غرض اس راستہ کی بھول بھلیاں پر ایک معقول تبصرہ ہے۔ نافہموں کی تفہیم اور ناواقفوں کی تعلیم و تربیت کا ذخیرہ ہے ایک سفرہ عام طریقت بچھا ہوا ہے جس سے ہر شخص اپنے حوصلہ و لیاقت و مشرب کے مطابق غذائے قلبی و روحی حاصل کر سکتا ہے والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ؎

در کفی جام شراب و در کفی سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

تمت بالخیر

قطعۂ تاریخ من افکار گہر بار عالیجناب مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت جی سی آئی ای متخلص بہ شاد دام اقبالہ
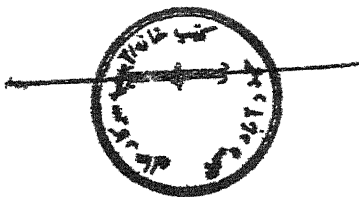
قاسم علی کلیمی خوش خلق و خوش صفات — جنکے بہت مرید ہیں اصحاب حال و قال

خط ان کے جمع مولوی انصار نے کئے — جو ہیں مرید خاص و خلیفہ بالاتصال

جو خط ہے لا کلام کلام کلیم ہے — ہر ایک صفحہ وادئی ایمن بلا مثال

ہر اک ورق ہے طور تو ہر سطر برق طور — بین السطور میں ید بیضا کا ہے جمال

ہے نفی میں جواب ارنی ہے اگر سوال — راز و نیاز کے ہیں یہی دونوں قیل و قال

ہے کون یہہ کلیم یہہ کس کا کلام ہے — کیا اس کا کوئی راز کہے گا یہہ ہے مجال

یہہ شخص و عکس و آئینہ تینوں ہی ایک ہیں — بندے میں اور خدا میں نہیں کچھ بھی احتمال

خود ہی جواب نفی میں دیتے ہیں لطف ہے — انجان ہو کے آپ ہی فرماتے ہیں سوال

ہستی برائے نام ہے باطن میں اور ہے — یہ راز جب کھلے گا کہ جب ہو گا انتقال

ہجراں نصیب ہم نہیں وہم و گماں ہے سب — ہر وقت ہے نصیب ہمیں یار کا وصال

تاریخ طبع کی ہے اگر تجھکو فکر شاد — دل کش مکاتبات کلیمی ہے اسکا سال

۱۲ ف ۲۸

قطعۂ تاریخ از افکار گہر بار جناب شاہزادہ محمد امیر الملک بہادر دہلوی دام برکاتہم

یہہ کلام پیر ہے روشن ضمیر — اس میں کچھ شک ہے نہ اسمیں کچھ لچک

واسطے تاریخ کے احقر کہو — سال مکتوبات پیر علم سلوک

۱۳ ھ ۳۷

تاریخ طبع کتاب از افکار میر انصار علی صاحب تعلقدار وظیفہ یاب بلکہ سرکار عالی متخلص بہ عاشق

چو طبع شد رقاع و مکاتیب پیر ما — در گوش حق شنید و دلم آمد این ندا

بشنو بہ فکر آنچہ کہ ہاتف بگویدت — تاریخ آن نظم اگر خواہی عاشقا

با آرزو و خموش نشستم چو ساعتے — مشکوۃ نور طور کلیم آمدہ صدا